عمران سیریز
ہارڈ ایجنسی
مظہر کلیم ایم اے

اس طرح کی محدود زندگیاں گزارنے پر کیوں مجبور ہیں۔ کیا ایکسٹو کی طرف سے ان پر پابندیاں ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم رحمت علی رند صاحب۔ ای میل کا شکریہ۔ آپ نے جو بات پوچھی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ عمران کے ساتھیوں کی زندگیاں اس لئے محدود ہیں تاکہ دشمن ایجنٹ ان تک آسانی سے نہ پہنچ سکیں لیکن اتنی بھی محدود نہیں جتنی آپ سمجھ رہے ہیں۔ دراصل عمران کی مصروفیات تو اکثر بلکہ تقریباً ہر ناول میں کسی نہ کسی انداز میں سامنے آتی رہتی ہیں لیکن اس کے ساتھیوں کے بارے میں مشن سے ہٹ کر کم ہی لکھا جاتا ہے تاکہ ناول کے ٹمپو اور روانی میں جھول نہ آ جائے۔ ان کی صرف ان سرگرمیوں کو سامنے لایا جاتا ہے جن کا تعلق مشن سے ہوتا ہے اس سے ہٹ کر ان کی سرگرمیاں سامنے نہیں لائی جاتیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

ٹائیگر نے کار ریواز کلب کے اندر موڑی اور پھر وہ اسے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں اکا دکا کاریں نظر آ رہی تھیں کیونکہ دوپہر کا وقت تھا اور دوپہر کے وقت یہاں الو بولا کرتے تھے۔ شام اور خصوصاً رات کو یہاں تل دھرنے کی بھی جگہ نہ ہوتی تھی۔ ریواز کلب کا مالک اور جنرل مینجر برٹن، ٹائیگر کا دوست تھا۔ وہ دس بارہ سال قبل کسی یورپی ملک سے پاکیشیا آیا تھا اور پھر یہاں اس نے یہ کلب خرید کر اس کا نام ریواز کلب رکھ لیا تھا۔ کلب میں چونکہ زیادہ تر اعلیٰ سطح کے فنکشنز ہوتے تھے جن میں زیادہ تر مشہور فیشن شو تھے اس لئے پاکیشیائی دارالحکومت کی اعلیٰ سوسائٹی میں ریواز کلب کو سب سے پسندیدہ کلب کا درجہ دیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شام کو لوگ یہاں آنا شروع ہوتے تھے اور رات گئے تھے کلب کی رونقیں عروج پر ہوتی

تھیں۔ چونکہ یہاں اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ آتے تھے اس لئے یہاں کا ماحول بھی خاصا اچھا تھا۔

برٹن نے یہاں ایسے انتظامات کر رکھے تھے کہ اگر کوئی آدمی غیر شریفانہ حرکت کرتا تو ہال میں موجود مخصوص افراد اسے اٹھا کر باہر چھوڑ آتے تھے اور اسے واپس اندر نہ آنے کا کہا جاتا اس لئے یہاں لوگ خاص طور پر محتاط رہتے تھے۔ ٹائیگر نے اپنے کسی کام کے لئے برٹن کو فون کیا تو برٹن نے اسے بتایا کہ وہ اس سے فوراً ملنا چاہتا ہے اس لئے وہ کلب آ جائے جس پر ٹائیگر نے حیرت کا اظہار کیا کہ اس دوپہر کے وقت کلب میں آنا حماقت ہے۔ وہ رات کو آ جائے گا لیکن برٹن نے کہا کہ وہ اس کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ اسے بھاری معاوضے پر ٹریسنگ کا کام فوری دینا چاہتا ہے جس پر ٹائیگر نے اس کی بات مان لی اور اس وقت اس کی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ برٹن صرف کلب تک ہی محدود رہتا ہے۔ ویسے اس کے ہاتھ صاف ہیں اس لئے وہ اس کی قدر بھی کرتا تھا کیونکہ کلب سے متعلق افراد کسی نہ کسی جرم میں اکثر ملوث رہتے تھے۔ کار پارکنگ میں روک کر اور پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لے کر وہ بجائے کلب کے مین گیٹ سے اندر جانے کے اندر بڑھ کر کلب کی عقبی سائیڈ پر آ گیا۔ یہاں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ ٹائیگر نے اس دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ وہاں ایک مسلح گارڈ موجود تھا۔ اس نے ٹائیگر کو دیکھ کر سلام کیا۔

''برٹن موجود ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے گارڈ سے پوچھا۔

''باس آپ کے شدت سے منتظر ہیں جناب''...... گارڈ نے ب طرف ہٹتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اندر ل ہوا۔ وہ چونکہ برٹن کے آفس میں ہمیشہ اسی راستے سے آتا تا رہتا تھا اس لئے گارڈز بھی اس سے واقف تھے اور برٹن کو بھی وم تھا کہ ٹائیگر اس راستے سے آئے گا اس لئے اس نے گارڈ کو اکر باقاعدہ ٹائیگر کے بارے میں ہدایات دی ہوں گی اس لئے رڈ نے ٹائیگر سے یہ فقرہ کہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر، برٹن کے فس میں داخل ہوا تو برٹن اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں تمہارا ہی منتظر تھا''...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد ٹن نے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کیا ایمرجنسی ہے تمہیں''...... ٹائیگر نے کرسی پر ٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ایمرجنسی نہیں ہے۔ غصہ آ رہا ہے''...... برٹن نے کہا اور پھر یسیور اٹھا کر اس نے کسی کو دو ایپل جوس کے گلاس بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''غصہ آ رہا ہے۔ کس پر اور کیوں''...... ٹائیگر نے اور زیادہ یران ہوتے ہوئے کہا۔

''اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے اور اس لئے آ رہا ہے کہ میں کیوں شریف آدمی ہوں''...... برٹن نے جواب دیا تو ٹائیگر بے

اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس رہے ہو جبکہ میرا خون کھول رہا ہے''...... برٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آخر ہوا کیا ہے۔ تم تو کسی کو ٹریس کرنے کی بات کر رہے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سنو ٹائیگر۔ پاکیشیا میں ایک سائنس دان ہے یا وہ اپنے آپ کو سائنس دان کہلواتا ہے۔ کہاں ہے، کیا کرتا ہے یہ سب معلوم نہیں ہے۔ یہ کل کی بات ہے کہ رات گئے میرا ملازم ریمنڈ جو نچلے ہال میں جواء کھلوانے کا انچارج ہے، ایک بزرگ اور مقامی آدمی کے ساتھ آیا۔ اس آدمی نے اپنا تعارف ڈاکٹر کمال کے نام سے کرایا اور اس نے بتایا کہ وہ یہاں سائنس دان ہے۔ اس کے بالوں کا انداز اور آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک دیکھ کر میں نے اس کی بات پر یقین کر لیا۔ ریمنڈ نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر کمال اکثر کلب میں جواء کھیلنے آتے رہتے ہیں۔ آج بھی وہ شام سے کھیل رہے ہیں اور انہوں نے جوئے میں پچاس لاکھ روپے جیت لئے ہیں لیکن یہ اتنی بڑی رقم مقامی کرنسی میں ساتھ نہیں لے جانا چاہتے اس لئے یہ چاہتے ہیں کہ میں یہ مقامی کرنسی رکھ کر انہیں ڈالرز دے دوں۔ ظاہر ہے ان کی تعداد خاصی کم ہو گی۔ میرے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ میں نے ان سے پچاس لاکھ روپے لئے اور سیف میں رکھ کر وہاں سے ڈالرز نکال کر اور گن کر ایک لفافے

میں ڈال کر ان کو دے دیئے تو وہ شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔ کل جب میں نے رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کے لئے بھجوائی تو اس میں سے دس لاکھ روپے کے مقامی نوٹ جعلی نکلے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ کیا کلب میں جعلی نوٹ بھی استعمال کئے جا رہے ہیں۔ میں نے ریمنڈ کو بلا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ کلب میں تو ٹوکن استعمال کئے جاتے ہیں اور ٹوکن رقم دے کر کاؤنٹر سے لئے جاتے ہیں اور پھر یہ ٹوکن دے کر کاؤنٹر سے رقم واپس لی جاتی ہے۔ ڈاکٹر کمال نے بھی ٹوکنوں سے جواء کھیلا اور پھر ٹوکن دے کر انہوں نے کاؤنٹر سے رقم لی اور یہاں میرے آفس میں آ گیا۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی ہے تو کاؤنٹر پر ہی ہوئی ہو گی۔ چنانچہ ریمنڈ نے انکوائری کرنے کے لئے کاؤنٹر سے رابطہ کیا تو وہاں سے پتہ چلا کہ ڈاکٹر کمال نے چالیس لاکھ روپے کاؤنٹر سے حاصل کئے تھے جبکہ یہاں اس نے پچاس لاکھ روپے دے کر ڈالرز لئے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے دانستہ دس لاکھ روپے کے جعلی نوٹ مجھے دے دیئے اور مجھ سے اصل ڈالرز لے گیا''...... برٹن نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ خاصی دلچسپ حرکت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں بھی چکر دینے والا اس دنیا میں موجود ہے لیکن تم اس قدر پریشان کیوں ہو۔ تمہارے لئے دس لاکھ روپے کی کیا اہمیت ہے۔ ظاہر ہے وہ یہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ پھر آئے گا تو اسے پکڑ لینا اور

اپنے دس لاکھ روپے وصول کر لینا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا جس کے ہاتھ میں ٹرے تھی اور ٹرے میں ایپل جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے ایک گلاس برٹن کے سامنے رکھا اور دوسرا گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے ایک سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ کر وہ واپس چلا گیا۔

''دس لاکھ روپے کی واقعی مجھے اتنی زیادہ پرواہ نہیں ہے لیکن مجھے غصہ اس بات پر ہے کہ مجھے شریف سمجھ کر باقاعدہ میرے ساتھ گیم کھیلی گئی ہے اور میں اس سائنس دان کو ٹریس کر کے اسے شرمندہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اب وہ یہاں نہ آئے جبکہ میرا خون کھول رہا ہے۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں شریف ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے بے وقوف بنایا جائے اور یہ کام تم نے کرنا ہے۔ اس سائنس دان ڈاکٹر کمال کو تم نے ٹریس کرنا ہے اور میں تمہیں اس کا باقاعدہ معاوضہ دوں گا''...... برٹن نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تم کوئی اور طریقہ استعمال کرو اسے ٹریس کرنے کا۔ میں تو خاصا بڑا معاوضہ لیتا ہوں جبکہ تمہارا مسئلہ صرف دس لاکھ روپے کا ہے''...... ٹائیگر نے بھی گلاس اٹھا کر اسے منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میں بہت ضدی آدمی ہوں۔ بولو۔ کیا

معاوضہ لو گے۔ بولو''...... برٹن نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''دس لاکھ ڈالرز''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے منظور ہے۔ کاروباری اصول کے مطابق آدھا معاوضہ پہلے اور آدھا بعد میں''...... برٹن نے کہا تو ٹائیگر حیران رہ گیا۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ صرف دس لاکھ پاکیشیائی روپوں کے پیچھے دس لاکھ ڈالرز خرچ کرنے جا رہے ہو۔ میں تمہیں سمجھدار کاروباری آدمی سمجھتا تھا''...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں صرف ایک بار اسے شرمندہ کرنا چاہتا ہوں۔ معاوضے کی مجھے پرواہ نہیں اور تمہیں اس لئے دینے کے لئے تیار ہوں کہ تم واحد آدمی ہو جو اسے ڈھونڈ نکالو گے''...... برٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ اگر تم اس حد تک جا رہے ہو تو میں تمہارا کام بغیر کسی معاوضے کے کروں گا۔ یہ میرے ملک کی بدنامی ہے کہ یہاں کا ایک سائنس دان اس طرح گھٹیا کام کرے۔ کوئی مجرم یا کوئی عام آدمی ایسا کرتا تو مجھے پرواہ نہ ہوتی لیکن ایک سائنس دان کی یہ حرکت ناقابل معافی ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری مہربانی ہے لیکن میں بہرحال تمہیں معاوضہ دوں گا اور سنو۔ میں اس سائنس دان کو صرف شرمندہ کرنا چاہتا ہوں ورنہ مجھے اتنی معمولی رقم کی پرواہ نہیں ہے''...... برٹن نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اس کے حلیئے اور قدوقامت کی تفصیل بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو برٹن نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر اس نے ٹائیگر کے سامنے رکھ دی۔

''یہ اس کی تصویر ہے۔ یہاں خفیہ کیمرے سے کھینچی گئی ہے۔ یہاں اس لئے میں نے خفیہ کیمرے نصب کرا رکھے ہیں کہ کسی بڑی واردات کی صورت میں مجرموں کی نشاندہی کی جا سکے''۔ برٹن نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تصویر اٹھائی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ ایک ادھیڑ عمر آدمی کی تصویر تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ تھا جس میں خاصے موٹے شیشے لگے صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ کسی دروازے سے اندر کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا تمہارا کام''...... ٹائیگر نے تصویر کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی برٹن بھی اٹھا اور اس نے میز کی دراز سے ایک چیک اٹھا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔

''یہ رکھ لو۔ اس پر میرے دستخط ہیں۔ رقم اپنی مرضی سے لکھ لینا کیونکہ بہرحال تم نے محنت کرنی ہے''...... برٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ خود ہی پانچ لاکھ ڈالرز لکھ کر دے دو''...... ٹائیگر نے

کراتے ہوئے کہا اور برٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ
جیب سے قلم نکالا اور چیک پر رقم کا اندراج کر کے اس نے
ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

''تھینکس۔ میں جلد ہی تمہیں اطلاع دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا
چیک کو موڑ کر اور تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر وہ
س سے باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عقبی گلی میں پہنچ چکا تھا۔ وہاں
گھوم کر وہ کلب کے فرنٹ پر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا
نگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب پارکنگ میں پہلے سے کچھ
دہ کاریں موجود تھیں۔ ٹائیگر نے اپنی کار کے قریب پہنچ کر
نگ بوائے کو اشارے سے بلایا۔

''یس سر''...... پارکنگ بوائے نے قریب آ کر کہا تو ٹائیگر نے
ب سے ایک قدرے بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور اسے پارکنگ
ئے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''یہ۔ یہ کس لئے سر''...... پارکنگ بوائے نے رک رک کر کہا
ن نوٹ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ڈال لیا۔

''یہ دیکھو۔ یہ صاحب یہاں کلب میں آتے رہتے ہیں۔ تم
ں پہچانتے ہو گے اور تمہیں لازماً ان کی گاڑی کا نمبر بھی یاد ہو گا
ہنکہ پارکنگ بوائز کو سینکڑوں گاڑیوں کے نمبرز زبانی یاد ہوتے
''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ صاحب تو یہاں کبھی نہیں آئے۔ میں نے تو انہیں کبھی

نہیں دیکھا جناب''...... پارکنگ بوائے نے غور سے فوٹو گراف
دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو اکثر یہاں آتے رہتے ہیں''
ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ میں غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ آپ اپنا نو
واپس لے لیں لیکن جو میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔ البتہ یہ ہو
ہے کہ پچھلی رات آتے ہوں۔ میں آدھی رات کے بعد چلا
ہوں۔ پچھلی رات کو میری جگہ دوسرے بوائے کی ڈیوٹی
ہے''...... پارکنگ بوائے نے جیب سے نوٹ نکال کر دیتے ہو
کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ رکھو لو اسے''...... ٹائیگر نے کہا اور کا
دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ پارکنگ بوائے کا چہرہ دیکھ کر
سمجھ گیا تھا کہ پارکنگ بوائے درست کہہ رہا ہے لیکن یہ بات
سمجھ نہ آ رہی تھی کہ پارکنگ بوائے اسے کیوں نہ پہچان سکا او
اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ یہ سائنس دان
کمال ٹیکسی سے یہاں آتا جاتا ہو گا اس لئے پارکنگ بوائے
پہچان نہ سکا۔ کلب سے نکل کر اس نے کار کا رخ نشیمن کالو
طرف موڑ دیا جہاں اس کا ایک دوست رہتا تھا جو وزارت سا
میں سیکشن آفیسر تھا اور اس کے پاس لیبارٹریوں اور سائنس دا
بھی ڈیسک تھا اور اسے یقین تھا کہ اس کا دوست عزیز احمد

کمال کے بارے میں ضرور جانتا ہو گا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ عزیز
احمد کے ڈرائینگ روم میں موجود تھا۔ آج چونکہ سرکاری تعطیل تھی
اس لئے اس کا دوست گھر پر ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد ڈرائینگ روم کا
اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سادہ سا گھریلو
لباس پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ یہ عزیز احمد تھا وزارت سائنس میں
سیکشن آفیسر اور ٹائیگر سے اس کی دوستی کالج اور یونیورسٹی سے چلی
آ رہی تھی اور عزیز احمد کو ٹائیگر کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ کسی
غیر ملکی کمپنی جو سائنسی آلات تیار کرتی ہے، کا پاکیشیا میں نمائندہ ہے
اس لئے وہ پورے ملک میں گھومتا پھرتا رہتا تھا۔

''آج اچانک بغیر اطلاع کے آئے ہو۔ خیریت ہے''...... رسمی
فقرات کے بعد عزیز احمد نے کہا۔

''سوری۔ میں نے تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا''...... ٹائیگر نے
معذرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اب اپنے آپ پر غصہ آ
رہا تھا کہ اسے پہلے فون کرنا چاہئے تھا۔ وہ بس منہ اٹھائے آ گیا
تھا۔

''اوہ نہیں۔ میں ویسے ہی لیٹا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اچھا ہے
تمہارے ساتھ گپ شپ ہو جائے گی''...... عزیز احمد نے کہا۔ اسی
لمحے ایک ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا جس میں مقامی مشروب
کی دو بوتلیں ملٹی کلر ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی موجود تھیں۔ ملازم نے
ایک بوتل ٹائیگر کے سامنے اور دوسری عزیز احمد کے سامنے رکھی اور

خالی ٹرے اٹھائے واپس مڑ گیا۔

''لو پیو''...... عزیز احمد نے اپنے سامنے رکھی ہوئی بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر کمال۔ میں نے اس سے ملاقات کرنی ہے۔ میرا ذاتی کام ہے لیکن وہ کہیں نہیں مل رہا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ڈاکٹر کمال۔ کیا کام ہے تمہیں اس سے''...... عزیز احمد نے چونک کر کہا۔

''گزشتہ ایک ہفتے سے میرا بھانجا لاپتہ ہے۔ آخری بار وہ ڈاکٹر کمال سے ملنے گیا تھا۔ میرا بھانجا ریڈ لیبارٹری میں ٹیکنیشن ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ ایک سائنس دان ڈاکٹر کمال سے ملنے جا رہا ہے۔ اسے کوئی ضروری کام ہے لیکن ایک ہفتہ ہو گیا ہے نہ ہی وہ واپس آیا ہے نہ ریڈ لیبارٹری گیا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی رابطہ ہو رہا ہے''...... ٹائیگر نے ایک قابل قبول کہانی بناتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب عزیز احمد کو برٹن کے بارے میں اور ڈاکٹر کمال کو ٹریس کرنے کی اصل وجہ تو نہیں بتا سکتا تھا۔

''ڈاکٹر کمال تک تو پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ خود اجازت دیں۔ وہ انتہائی اہم سائنسی فارمولے پر ڈبل زیرو لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں۔ وہ سینیئر سائنس دان ہیں اور ڈبل زیرو لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ میں تمہیں اس لیبارٹری کے بارے

میں تو کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ البتہ ان کی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ وہ غیر شادی شدہ ہیں اور ہفتے میں ایک روز اتوار کا دن وہ اپنی رہائش گاہ میں گزارتے ہیں اپنے ملازموں کے ساتھ''...... عزیز احمد نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے تصویر نکالی اور عزیز احمد کے سامنے رکھ دی۔

''کیا یہی ہیں نا ڈاکٹر کمال''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہی ہیں۔ پاکیشیا کے بڑے معروف سائنس دان ہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ سر تا پا سائنس دان ہیں''...... عزیز احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان کے بال اور عینک دیکھ کر واقعی ایسا ہی لگتا ہے''...... ٹائیگر نے تصویر اٹھا کر واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا تو عزیز احمد بے اختیار ہنس پڑے۔

''ڈاکٹر کمال کی رہائش ڈان کالونی کی کوٹھی نمبر سکسٹی اے میں ہے۔ یہ ان کی آبائی رہائش گاہ ہے لیکن اب وہ یہاں اکیلے ملازموں کے ساتھ رہتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ صرف اتوار کے روز رہتے ہیں۔ باقی دن رات وہ لیبارٹری میں گزارتے ہیں''...... عزیز احمد نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کل اتوار ہے۔ میں جا کر ان سے مل لوں گا۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے گائیڈ کیا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ خدا کرے تمہارے بھانجے کے بارے میں معلوم ہو جائے''...... عزیز احمد نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے واپس آ گیا۔ اسے خوشی تھی کہ اس نے برٹن کا کام اتنی جلدی کر لیا ہے۔ ایک پبلک فون بوتھ کے قریب اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے کوٹ کی اندرونی چھوٹی جیب سے چند سکے نکالے اور انہیں فون بوتھ کے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے بٹن دبایا تو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے برٹن کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے رابطے کا نمبر پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے برٹن کی آواز سنائی دی۔ چونکہ جو نمبر ڈائل کیا گیا تھا وہ برٹن کا خصوصی نمبر تھا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ تم۔ کوئی خاص بات۔ برٹن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میں نے تمہارا کام کر دیا ہے برٹن''...... ٹائیگر نے قدرے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

''کون سا کام۔ کس کام کی بات کر رہے ہو''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ارے۔ اتنی جلدی بھول گئے تم نے کہا تھا کہ ڈاکٹر کمال کو ٹریس کروں اور میں نے انہیں ٹریس کر لیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اتنی جلدی۔ کیا مطلب۔ کیا تم پہلے سے انہیں جانتے تھے''۔ برٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نے تو نام ہی تمہارے منہ سے سنا تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ اتنی جلدی تم نے انہیں ٹریس کر لیا۔ کیا معلوم ہوا ہے''...... برٹن نے کہا۔

''ان کی رہائش گاہ ڈان کالونی کی کوٹھی نمبر سکسٹی اے ہے اور وہ صرف اتوار کو وہاں آ کر رہتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ اسی لئے وہ ہفتے کو رات کو یہاں آ کر کھیلتے ہیں۔ اب سمجھ گیا۔ بہرحال بے حد شکریہ۔ تم واقعی حیرت انگیز ٹریسر ہو۔ اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تمہاری اس معاملے میں تعریف غلط نہیں ہے''...... برٹن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے یورپی ملک کرانس کے دارالحکومت پارس کی ایک معروف سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ خاصا تنومند اور طاقتور دکھائی دے رہا تھا۔

''اس بار تو ہماری جلدی سنی گئی ہے ہنری۔ ورنہ پچھلی بار تو دو ماہ تک کوئی کیس ہی سامنے نہ آیا تھا''...... کار چلانے والے نوجوان نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔

''چیف کہہ رہا تھا کہ خاصا سخت مشن ہے۔ دیکھو کیا مشن ہے''...... ادھیڑ عمر نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف تو ہر مشن کو سخت کہہ دیتا ہے۔ اس کا کیا ہے''۔ نوجوان

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم کسی روز چیف کے ہاتھوں مارے جاؤ گے گیری۔ ذرا خیال رکھا کرو''...... ادھیڑ عمر ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ بولو''...... گیری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ہنری بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور مختلف سڑکوں پر سے گزر کر ایک عام سی رہائشی کوٹھی کے پھاٹک پر جا کر رک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے گیری نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک کا ایک چھوٹا حصہ کھلا اور ایک مسلح گارڈ باہر آ گیا۔

''یس سر''...... آنے والے نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے گیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم ہماری شکلیں نہیں پہچانتے۔ اب ہر بار کارڈ دیتے رہیں''...... گیری نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''سوری۔ آپ واپس جائیں گے''...... مسلح گارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا تو گیری بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے جیب سے ایک اور کارڈ نکال کر گارڈ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''یس سر۔ اوکے''...... گارڈ نے کارڈ واپس کرتے ہوئے اس بار مسکرا کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

''تم شرارتوں سے باز نہیں آتے۔ کسی روز چیف کے غضب کا

شکار ہو جاؤ گے“...... خاموش بیٹھے ادھیڑ عمر ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گیری ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تم اب بوڑھے ہو گئے ہو ہنری اس لئے بہتر ہے کہ اب آفس سنبھال لو۔ اب فیلڈ میں مارے جاؤ گے۔ فیلڈ میں کام کرنے کے لئے چستی، پھرتی، تیزی، چالاکی، عیاری اور پتہ نہیں کیا کیا ہونا ضروری ہے جو اب تم میں نہیں ہے“...... گیری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہیں تمہاری چالاکی، عیاری لے بیٹھے گی۔ یہ بڑا سنجیدہ کام ہے اور تم نے اسے بچوں کا کھیل سمجھ لیا ہے“...... ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گیری ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے پھاٹک کھل گیا تو گیری نے کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں لے گیا جہاں پہلے سے دو کاریں موجود تھیں۔ گیری اور ہنری دونوں کو معلوم تھا کہ یہاں ہر طرف خفیہ کیمرے موجود ہیں اور ان کی تمام حرکات وسکنات باقاعدہ مانیٹر کی جا رہی ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی ٹیپ کی جا رہی ہو گی اس لئے دونوں خاموش تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے آنکھوں پر سیاہ رنگ کی گاگل لگائی ہوئی تھی ہاتھ اٹھا کر مسکراتے ہوئے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ہنری اور گیری دونوں

وشی سے میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تمہارے لئے ایک اہم مشن ہے۔ بظاہر یہ مشن بے حد سان ہے لیکن اصل مسئلہ اس مشن کو انتہائی خفیہ رکھنا ہے“۔ چیف ے سامنے رکھی ہوئی ایک فائل اٹھا کر ہنری کی طرف بڑھاتے ئے کہا۔

”یس چیف“...... ہنری نے فائل لے کر اسے کھولتے ہوئے ہا۔ فائل میں ایک ہی صفحہ تھا جسے پڑھ کر ہنری نے فائل گیری کی رف بڑھا دی۔

”سائنس دان کو ٹریس کر لیا گیا ہے چیف یا یہ کام بھی ہمیں کرنا گا“...... ہنری نے کہا۔

”یہ کیسا مشن ہے چیف اور وہ بھی صرف ایک سائنس دان کو ا کر کے لانے کا۔ یہ کام تو ایک عام ایجنسی بھی کر سکتی ہے۔ اس ے لئے ہارڈ ایجنسی کو کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا اب ہارڈ نسی کے لئے کوئی بڑا کام نہیں رہا“...... گیری نے کہا تو ساتھ ھے ہنری کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن سامنے ا ہوا چیف بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی ہارڈ ایجنسی کی سطح کا کام بظاہر ں ہے لیکن تم نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ آسان کام کہاں سرانجام ہے“...... چیف نے کہا۔

”پاکیشیا میں۔ ایک غیر ترقی یافتہ ملک میں جہاں دولت کے

زور پر سب کچھ کیا جا سکتا ہے''...... گیری نے منہ بناتے ہو
جواب دیا۔

''چیف۔ اس کی زبان ضرورت سے زیادہ کھلتی جا رہی ہے
اس کا بندوبست کرنا پڑے گا''...... ہنری نے یکلخت غصیلے لہجے
کہا۔

''اوہ نہیں ہنری۔ اس کی باتیں سن کر مجھے غصہ نہیں آتا۔
سنجیدہ ماحول بھی ہمارے اعصاب کے لئے نقصان دہ ثابت ہو
ہے اس لئے گیری کی یہ ہلکی پھلکی گفتگو ہمارے لئے اچھی ثابت
گی''...... چیف نے کہا تو ہنری نے بے اختیار ایک طویل سا
لیا۔

''تھینک یو چیف''...... گیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے پہلے پاکیشیا میں کام نہیں کیا اور نہ ہی آج تک
سیکرٹ سروس کے ساتھ ہارڈ ایجنسی کا کبھی ٹکراؤ ہوا ہے اس
تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ علم ہے اور
اس کے لئے کام کرنے والے عمران کے بارے میں اس لئے
اس مشن کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے''...... چیف نے کہا۔

''نام تو عمران کا میں نے بھی بہت سن رکھا ہے چیف۔
دیکھیں لیں گے اسے۔ اب بہرحال مشن تو مکمل کرنا ہے''......
نے کہا۔

''نہیں۔ اس طرح نہیں۔ تمہیں وہاں ہر قدم پھونک پھونک

رکھنا ہوگا۔ پاکیشا کا نام آ جانے کی وجہ سے اس پر بہت غور کیا گیا
ہے اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ مشن ہارڈ ایجنسی کو سونپا جائے۔
چنانچہ جب اعلیٰ حکام کی طرف سے یہ مشن ہارڈ ایجنسی کے سپرد کیا
گیا تو میں نے اس پر خود بھی کافی کام کیا ہے۔ میں تمہیں تفصیل
بتاتا ہوں تاکہ تم بھی اس کی اہمیت کو سمجھ لو۔ کرانس ایک ایسے
فارمولے پر کام کر رہا ہے جس کے ذریعے ایک گیس ایجاد ہو گی جو
فضا میں فوراً تحلیل ہو جائے گی اور جس رینج میں یہ پھیلے گی اس
ساری رینج میں کوئی بارودی یا شعاعی ہتھیار کام نہیں کر سکے گا۔ یہ
پوری دنیا کے لئے بہت بڑا تحفہ بھی ہو سکتا ہے اور اس کے ذریعے
ملکوں کو بھی فتح کیا جا سکتا ہے کیونکہ جن ہتھیاروں پر اینٹی گیس
چپ موجود ہو گی اس سے فائرنگ ہو سکے گی اور جس پر نہیں ہو گی
وہ ہتھیار کام نہیں کرے گا۔ اب سوچو یہ گیس ہمارے پاس ہے۔
ہم اس گیس کو مخصوص انداز میں فائر کر کے سو ڈیڑھ سو کلومیٹر کی
رینج میں پھیلا دیتے ہیں۔ یہ کسی آلے سے چیک نہ ہو سکے گی۔
اس ایریا جس میں گیس پھیلائی گئی ہو گی اسے تم پاکیشیا کا
دارالحکومت سمجھ لو۔ پاکیشیا دفاعی لحاظ سے بے حد مضبوط ہو چکا
ہے۔ پاکیشیا جوہری ہتھیار بھی رکھتا ہے لیکن اس گیس کے پھیلنے
کے بعد پورے دارالحکومت اور اس کے اردگرد کے علاقے میں کوئی
بارودی یا شعاعی ہتھیار فائر نہ ہو سکے گا جبکہ ہم وہاں اپنے کمانڈوز
اتار دیں گے جن کے پاس اینٹی گیس چپ موجود ہو گی۔ اس چپ

کی وجہ سے ان کے ہتھیار کام کر رہے ہوں گے تو چند منٹوں میں
پاکیشیا کے دارالحکومت کو اس کے تمام دفاعی ہتھیاروں حتیٰ کہ جوہری
ہتھیاروں سمیت قبضہ میں لیا جا سکتا ہے اور دارالحکومت پر قبضے کا
مطلب ہے پورے پاکیشیا پر قبضہ۔ یہ میں نے ایک مثال دی ہے۔
اس گیس سے دوسرے لفظوں میں پوری دنیا پر کرانس کی حکومت ہو
سکتی ہے۔ اس گیس پر کرانس کی سب سے خفیہ لیبارٹری جو سمندر
کے اندر ایک چھوٹے سے جزیرے کے اندر ہے۔ یہ جزیرہ بظاہر
ویران ہے لیکن زیر زمین گیس کی لیبارٹری ہے۔ اس گیس کا کوڈ نام
جی الیون ہے۔ اس گیس کے بارے میں آج تک کسی کو علم نہیں تھا
لیکن پھر ایکریمیا کے ایک سائنس دان نے اس کے بارے میں
ایک سائنسی رسالے میں مضمون لکھ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جعلی
نام تھا۔ اس نام کا کوئی سائنس دان بڑے ملکوں میں موجود نہیں تھا
لیکن اس سے پوری دنیا کو جی الیون کے بارے میں علم ہو گیا اور
یہ بھی علم ہو گیا کہ جی الیون پر کام کرانس کر رہا ہے لیکن آج تک
باوجود شدید کوششوں کے وہ اس لیبارٹری کو ٹریس نہیں کر سکے اس
لئے ہم مطمئن تھے کہ جی الیون کو ہم ہی حاصل کریں گے اور یہ
خوفناک ہتھیار کرانس کے قبضے میں ہی رہے گا اور پوری دنیا کرانس
کے آگے جھکنے پر مجبور ہو گی لیکن پھر اچانک ایک اہم موڑ سامنے آ
گیا۔ جی الیون پر ریسرچ کے دوران ایسی سائنسی مشکل سامنے آ
گئی جو کسی طرح بھی حل نہ ہو رہی تھی اس وجہ سے پورا کام رک

گیا۔ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر بروکس نے انٹرنیٹ پر اس مشکل کو
ظاہر کیا اور دنیا بھر کے سائنس دانوں سے مدد طلب کی۔ ڈاکٹر
بروکس نے اپنے بارے میں کوڈ نام استعمال کیا تھا۔ پھر اس کا
جواب پاکیشیا کے ایک سائنس دان نے دیا جس نے اپنا نام ڈاکٹر
کمال حسین لکھا تھا اور اس نے اس سائنسی مشکل کو واقعی حل کر دیا
تھا۔ ڈاکٹر بروکس نے اس سے براہ راست رابطہ کرنے اور اس کا
فون نمبر معلوم کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔
بہرحال جی الیون پر کام آگے بڑھنے لگا کہ ایک بار پھر پہلے سے
بھی بڑی مشکل سامنے آ گئی۔ ڈاکٹر بروکس نے پہلے والا طریقہ
آزمایا اور ڈاکٹر کمال نے پھر اس کا حل بتا دیا اور پھر خاموش ہو گیا
لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ مشکل کا حل تو بتا دیا گیا لیکن اسے عمل
پذیر کرنے کا فارمولا سمجھ میں نہیں آ رہا اور ڈاکٹر کمال حسین خاموش
ہے۔ پھر ڈاکٹر بروکس نے حکومت سے رابطہ کیا کہ اس ڈاکٹر کمال
حسین کو پاکیشیا میں تلاش کر کے یہاں لیبارٹری میں لایا جائے
تاکہ یہ اہم کام ان کے ساتھ مل کر مکمل کیا جا سکے ورنہ اکیلے اس پر
کام ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ حکومتی ایجنسیوں نے وہاں
پاکیشیا میں ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریس کرنے کی کوششیں شروع کر
دیں۔ ایک ایجنسی ان کی ایک تصویر حاصل کر سکی لیکن ڈاکٹر کمال کا
پتہ باوجود کوشش کے نہ مل سکا۔ چنانچہ یہ کام ہارڈ ایجنسی کے
ذمے لگایا گیا۔ میں نے پاکیشیا میں اپنے ایک دوست کا انتخاب کیا

جو وہاں پاکیشیا میں کلب چلاتا ہے لیکن صاف ستھرا آدمی ہے اس
لئے کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہو گا۔ اس نے وعدہ کر لیا اور میں
نے ایک بڑی بھاری رقم اسے بھجوا دی۔ پھر اس کا فون آیا کہ وہ
ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ میرے
پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ کام انڈر ورلڈ کے لئے کام کرنے والے
ایک ٹریسر نے سرانجام دیا ہے۔ اس نے اس ٹریسر کو کوئی اور کہانی
بتائی اور اس نے ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریس کر لیا۔ ڈاکٹر کمال حسین
پاکیشیا کی ایک ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں کام کرتا ہے اور صرف
ہفتہ وار چھٹی یعنی اتوار کا دن اپنی رہائش گاہ پر گزارتا ہے۔ وہ غیر
شادی شدہ ہے اور اپنے ملازموں کے ساتھ رہتا ہے۔ فائل میں
اس کی رہائش گاہ کا پتہ درج ہے۔ اب تم نے اس ڈاکٹر کمال حسین
کو اس انداز میں یہاں لے آنا ہے کہ وہاں کسی کو بھی اس کا پتہ نہ
چل سکے کہ ڈاکٹر کمال حسین کہاں گیا اور کون اسے لے گیا۔ یہاں
لے آنے کے بعد اسے گیس لیبارٹری میں بھجوا دیا جائے گا اور اس
کو اس کی مرضی کی زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے گا۔ اس طرح
کرانس جی الیون ہتھیار بنانے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر
پوری دنیا پر اس کی حکومت قائم ہو جائے گی''...... چیف نے مسلسل
بولتے ہوئے کہا اور پھر آخر میں بے اختیار لمبے لمبے سانس اس
طرح لینے شروع کر دیئے جیسے وہ تھک گیا ہو۔

''چیف۔ اب ہم ساری صورت حال اچھی طرح سمجھ گئے ہیں

ن وہاں سے اسے نکالنے کے لئے بھی ہمیں مقامی لوگوں کی مدد
ل کرنا ہو گی''...... گیری نے کہا۔

''نہ صرف مدد ملے گی بلکہ تمہیں پلاننگ باقاعدہ بنانا ہو گی
بلکہ اگر عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس تک یہ بات پہنچ گئی تو تمہیں
اہی بھی ہو سکتی ہے اور اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ اغوا کرانس نے
لیا ہے تو وہ ڈاکٹر کمال کی واپسی کے لئے یہاں بھی پہنچ جائیں
۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہاں انہیں ڈاکٹر کمال نہیں مل سکتا
بلکہ خفیہ لیبارٹری کے بارے میں مجھے بھی علم نہیں ہے۔ صرف
سائنس دانوں، وزارت سائنس کے چند اعلیٰ افسروں اور ملک
صدر کو اس کا علم ہے۔ یہ لیبارٹری براہ راست صدر کے تحت
لیکن ہم چاہتے ہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ ڈاکٹر کمال کہاں گیا
''...... چیف نے کہا۔

''اس کا عام طریقہ تو یہ ہے کہ سفارت خانے کے ذریعے ڈاکٹر
ال حسین کو شدید بیمار قرار دے کر لے آیا جائے''...... ہنری نے
۔

''نہیں۔ ہم اپنے سفارت خانے کو کسی طرح بھی اس میں
ث نہیں کرنا چاہتے۔ اس کا طریقہ جو میں نے بہت غور کے بعد
و گیا ہے اس کے مطابق ڈاکٹر کمال کو بے ہوش کر کے اس کی
ش گاہ سے نکال کر بندرگاہ پر لایا جائے گا۔ وہاں سے ایک لانچ
ذریعے اسے کافرستان پہنچا دیا جائے گا اور کافرستان سے ایک

چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اسے برازیل پہنچایا جائے گا اور براز
سے پراسرار راستے سے اسے لیبارٹری تک پہنچا دیا جائے گا۔ اید
اس پر عمل درآمد تم نے کرنا ہے۔ تم دونوں نے کمال حسین
رہائش گاہ سے برازیل تک ساتھ رہنا ہے۔ آگے جو اسے
جائیں گے وہ اور ہوں گے اور ایک بھاری مالیت کے کرنسی نوٹ
آدھا ٹکڑا جو میں تمہیں دوں گا اس کا دوسرا آدھا ٹکڑا وہ لوگ تمہ
دیں گے جو برازیل سے ڈاکٹر کمال حسین کو لے جائیں گے۔
نے چیک کرنا ہے کہ نوٹ کے دونوں ٹکڑوں پر نمبر ایک ہیں۔
کے بعد تم فارغ اور تمہارا مشن مکمل''...... چیف نے کہا اور اس
ساتھ ہی اس نے میز کی دراز سے ایک بڑا کرنسی نوٹ اٹھایا،
دوٹکڑوں میں تقسیم کیا اور پھر ایک ٹکڑا ہنری کی طرف بڑھا دیا۔

''وہاں جو گروپ تمہاری مدد کرے گا اس کی تفصیل فائل
موجود ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ مجھے یہ مشن ہر صورت میں مکمل
کامیاب چاہئے''...... چیف نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا چیف''...... دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا اور مڑ
کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران ان دنوں فارغ تھا اس لئے وہ یا تو اپنے فلیٹ میں بیٹھ
کر کتابیں پڑھنے اور سلیمان کو چائے لانے کے احکامات دینے میں
مصروف رہتا یا پھر کار لے کر سارا دن اور رات گئے تک کلبوں اور
ہوٹلوں میں گھومتا پھرتا رہتا تھا لیکن آج اس کا موڈ نہ کہیں جانے کا
ہو رہا تھا اور نہ ہی کوئی کتاب پڑھنے کو جی چاہ رہا تھا اس لئے وہ
سٹنگ روم میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔
سلیمان شاید عمران کا موڈ پہچانتا تھا اس لئے وہ آج عمران کو ناشتہ
دے کر مارکیٹ نکل گیا تھا اس لئے عمران اس وقت فلیٹ میں اکیلا
تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

''یہ صبح صبح کون آ گیا''...... عمران نے چونک کر کہا اور اٹھ کر
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''کون ہے''......عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''جناب سلیمان صاحب سے ملنا ہے''...... باہر سے ایک باوقار سی مردانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو دروازے پر ایک بزرگ آدمی صاف اور سادہ لباس میں ملبوس ہاتھ میں سٹک پکڑے کھڑا تھا۔ چہرے اور انداز سے وہ پڑھا لکھا نظر آ رہا تھا۔

''جناب سلیمان صاحب تشریف رکھتے ہیں''...... بزرگ آدمی نے عمران کو دیکھ کر کہا۔

''میرا نام علی عمران ہے۔ آیئے تشریف لے آیئے۔ سلیمان ابھی آ جائے گا''...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید دروازے پر موجود آدمی کا وقار دیکھتے ہوئے اس نے ڈگریاں اپنے نام کے ساتھ نہ دوہرائی تھیں۔

''جناب سلیمان صاحب کا نام اس انداز میں مت لیں جناب۔ ان جیسے آدمی اس دور میں نایاب ہیں۔ آپ انہیں صرف سلیمان کہہ رہے ہیں''...... بزرگ نے قدرے دکھی سے لہجے میں کہا تو عمران حیرت سے اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔

''تشریف لایئے''...... عمران نے کہا۔

''شکریہ۔ میرا نام رانا آصف خان ہے۔ میں ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہوں''...... بزرگ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''بڑی خوشی ہوئی آپ سے ملاقات ہو گئی ہے''...... عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر سٹنگ روم میں

گیا۔

''جناب سلیمان صاحب اگر تشریف نہیں رکھتے تو میں کل پھر حاضر ہو جاؤں گا۔ ویسے انہوں نے مجھے آج کا کہا تھا''...... رانا آصف خان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جناب سلیمان صاحب مارکیٹ گئے ہیں لنچ اور ڈنر کے لئے سودا سلف لینے۔ ویسے یہ لنچ اور ڈنر خود وہ کرتے ہیں۔ مجھے تو بس ان کا بچا کچھا بلکہ بچا کم اور کھچا زیادہ ملتا ہے''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن ظاہر ہے وہ زیادہ دیر تک اس طرح سنجیدہ نہیں رہ سکتا تھا اس لئے آہستہ آہستہ اپنے مخصوص موڈ میں آتا جا رہا تھا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جناب سلیمان صاحب خود جائیں گے سودا سلف لینے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... رانا آصف خان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ وہ باورچی ہیں لیکن ساتھ ہی آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باورچی۔ مگر۔ مگر۔ باورچی کے پاس دس لاکھ روپے کہاں سے آ سکتے ہیں''...... رانا آصف خان نے قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دس لاکھ روپے۔ کیا مطلب''...... عمران بھی دس لاکھ روپے کی رقم کا سن کر چونک پڑا تھا۔

''انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج وہ مجھے دس لاکھ
روپے کا چیک دیں گے۔ یہ وعدہ کل انہوں نے مسجد میں کیا تھا۔
آج میں مسجد میں بیٹھا تھا اور ان کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ نہ آئے
تو امام مسجد صاحب نے مجھے اس فلیٹ کا نمبر بتایا اور میں یہاں آ
گیا لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ یہاں باورچی ہیں۔ اس کا
مطلب ہے کہ انہوں نے مجھ جیسے دکھی آدمی کے ساتھ مذاق کیا
ہے''...... رانا آصف خان کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے
تھے۔

''اوہ۔ اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں اگر سلیمان صاحب نے وعدہ
کیا ہے تو وہ ہر صورت میں وعدہ پورا کریں گے اور دس لاکھ روپے
اس کے لئے کوئی بڑی رقم نہیں ہے کیونکہ وہ پوری دنیا کے
باورچیوں کی ایسوسی ایشن کے صدر محترم ہیں لیکن یہ دس لاکھ وہ
آپ کو کیوں دے رہے ہیں''...... عمران نے انہیں حوصلہ دیتے
ہوئے کہا تو رانا آصف خان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ میں ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہوں۔
میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اس کا نام رانا مہربان ہے۔ اس کا ایک چھ
سالہ بچہ ہے یعنی میرا پوتا جس کا نام رانا الطاف ہے۔ میرا پوتا ایک
روز چارپائی سے نیچے گر گیا۔ اسے نجانے کیسی چوٹیں آئیں کہ اس
کی قوت گویائی بھی ختم ہوگئی اور قوت سماعت بھی۔ اس کے ساتھ
ساتھ اس کا پورا جسم اس انداز میں مفلوج ہو گیا کہ وہ اب خود

کروٹ بھی نہیں بدل سکتا۔ یہاں تک کہ تمام ڈاکٹروں نے علاج
سے مایوسی کا اظہار کر دیا لیکن پھر ہماری امید بندھی کہ گریٹ لینڈ
میں ایک ہسپتال ہے جہاں میرے پوتے کا کامیاب علاج ہو سکتا
ہے لیکن اس علاج پر دس لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔ میرا بیٹا بی
ایس سی پاس ہے لیکن اسے کہیں بھی نوکری نہیں ملی تو اس نے
سڑک پر توا اور انگیٹھی رکھ کر برگر بنانے اور فروخت کرنے کا کام
شروع کر دیا اور تین سالوں تک اس نے دن رات کام کیا جبکہ
میں نے اور میری بہو نے جان بوجھ کر فاقے کئے تا کہ دس لاکھ
روپے اکٹھے ہو سکیں اور ہمارے پوتے کا علاج ہو سکے۔ تین سالوں
کی شب و روز محنت کے بعد دس لاکھ روپے اکٹھے ہو گئے۔ ہسپتال
والوں سے بھی سیکرٹری صاحب کے ذریعے رابطہ کیا گیا۔ چنانچہ میرا
بیٹا اور میری بہو بچے کو لے کر ایئر پورٹ پہنچ گئے تا کہ گریٹ لینڈ
جا کر بچے کا علاج کرا سکیں لیکن یہاں سے ہی ہماری بدقسمتی کا
آغاز ہو گیا۔ میرے بیٹے سے غلطی یہ ہوگئی کہ اس نے کرنسی کسی
بینک یا رجسٹرڈ ڈیلر سے تبدیل کرانے کی بجائے کم کمیشن کے لالچ
میں ایئر پورٹ پر موجود ایک پرائیویٹ کرنسی ڈیلر سے تبدیل کرا
لی۔ دس لاکھ روپے دے کر جب میرے بیٹے نے فون پر بک شدہ
ٹکٹ کی رقم دی تو پتہ چلا کہ کرنسی جعلی ہے۔ میرے بیٹے نے باقی
رقم بھی دکھائی تو وہ بھی جعلی تھی۔ میرا بیٹا صدمے سے بے ہوش ہو
گیا۔ بہرحال قصہ مختصر اس ڈیلر کو تلاش کیا گیا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔

ہم روتے پیٹتے صبر کر کے بیٹھ گئے اور یہی سوچا کہ مزید چار پانچ
سال محنت کی جائے اور رقم اکٹھی کی جائے کیونکہ ہم کسی سے مانگ
بھی نہیں سکتے تھے اور ہمارے پاس ایسی کوئی چیز بھی نہیں تھی جسے
فروخت کر سکتے۔ ہم کرائے کے فلیٹ میں رہتے ہیں۔ میں یہاں
مسجد میں نماز پڑھنے آتا ہوں۔ نجانے کسی طرح مسجد کے امام
صاحب کو ہمارے ساتھ ہونے والی اس ٹریجڈی کا علم ہو گیا تو
انہوں نے جناب سلیمان صاحب سے ذکر کیا۔ جناب سلیمان
صاحب ہمارے گھر آئے۔ انہوں نے بچے کی کیفیت دیکھی۔
میرے بیٹے اور بہو سے باتیں کیں اور پھر انہوں نے وعدہ کر لیا
کہ آج اس وقت میں مسجد میں امام صاحب کے حجرے میں آ
جاؤں اور وہ مجھے دس لاکھ روپے کا چیک دیں گے۔ میں نے انہیں
کہا کہ یہ رقم ادھار ہو گی جو ہم جلد ہی قسطوں میں واپس کر دیں
گے۔ پہلے تو سلیمان صاحب نہ مانے لیکن پھر میرے اصرار پر مان
گئے۔ آج میں مسجد کے حجرے میں انتظار کرتا رہا اور پھر امام مسجد
صاحب نے مجھے یہاں بھیج دیا۔ ٹھیک ہے۔ اللہ کی مرضی پر ہم بھی
راضی ہیں۔ ابھی اگر میرے پوتے کی قسمت میں صحت نہیں لکھی تو
تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... رانا آصف خان نے بڑے دکھی لہجے
میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ارے۔ ارے۔ بیٹھیں۔ میں نے کہا ہے کہ جناب سلیمان
صاحب نے وعدہ کیا ہے تو وہ ضرور پورا کریں گے۔ تھوڑی بہت

دیر تو ہو جاتی ہے''...... عمران نے انہیں بازو سے پکڑ کر بٹھاتے
ہوئے کہا۔

''لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ وہ باورچی ہیں اس لئے اتنی
بڑی رقم کا انتظام وہ کیسے کر سکتے ہیں''...... رانا آصف خان نے
دل گرفتہ سے لہجے میں کہا۔

''جناب سلیمان صاحب چاہیں تو پورا ہسپتال خرید لیں۔ ہاں۔
کون سا ہسپتال ہے جہاں آپ کے پوتے کا علاج ہو سکتا ہے''۔
عمران نے کہا۔

''گراہم پال ہسپتال۔ یہ دیکھیں اس کے کاغذات''...... رانا
آصف خان نے جیب سے ایک لفافہ نکالتے ہوئے کہا۔

''مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے۔ گراہم پال گریٹ لینڈ کا مشہور
ہسپتال ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب آپ کے پوتے کا وہاں وی
آئی پی علاج ہو گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید
کوئی بات ہوتی بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''جناب سلیمان صاحب آ گئے ہیں''...... عمران نے کہا تو رانا
آصف خان کے ستے ہوئے چہرے پر امید کی روشنی سی بکھر گئی۔

''جناب سلیمان صاحب۔ رانا صاحب یہاں تشریف رکھتے
ہیں''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''مجھے امام مسجد صاحب نے بتا دیا ہے''...... سلیمان کی آواز
سنائی دی اور پھر وہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے سلام کیا تو رانا

آصف خان اس کے استقبال کے لئے اٹھنے لگے۔

''ارے۔ ارے۔ بیٹھیں۔ آپ استاد ہیں۔ آپ کا احترام تو پورے معاشرے پر واجب ہے۔ میں شرمندہ ہوں کہ مجھے کچھ دیر ہو گئی۔ رکشہ بروقت نہیں مل سکا۔ بہرحال آپ کا کام ہو گیا ہے''...... سلیمان نے کہا اور جیب سے ایک چیک نکال کر اس نے رانا آصف خان کے ہاتھ میں دے دیا۔

''آپ۔ آپ واقعی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ واقعی دس لاکھ روپے ادھار دے رہے ہیں بغیر کسی ضمانت کے''...... رانا آصف خان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ آپ کا پوتا سب سے بڑی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت دے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں چائے بنا لاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

''ایک منٹ۔ یہ چیک کہاں سے لائے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بڑی بیگم صاحبہ سے لے آیا ہوں''...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے چیک رانا آصف خان کے ہاتھ سے لے کر دیکھا تو وہ واقعی اماں بی کے بینک اکاؤنٹ کا چیک تھا جس پر عمران کی اماں بی کے سادہ سے دستخط موجود تھے۔

''یہ بڑی بیگم صاحبہ کون ہیں''...... رانا آصف خان نے چونک

ر کہا۔

''میری اماں بی کو سلیمان صاحب بڑی بیگم صاحبہ کہتے ہیں۔ پ بےفکر رہیں۔ یہ چیک ہر حالت میں کیش ہو گا''...... عمران نے چیک واپس کرتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کی رالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کے برتن میز پر کھنے شروع کر دیئے۔ یہ دو چائے کے برتن تھے۔

''تم بھی بیٹھو اور چائے پیئو۔ سوری رانا صاحب۔ میں اسے تم کہہ رہا ہوں کیونکہ اس نے زیادتی کی ہے۔ مجھے بتائے بغیر اماں ی کے پاس جا کر چیک لے آیا ہے۔ اسے چاہئے تھا کہ مجھے کہتا۔ یہ نیکی کا کام میں کر دیتا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں گوشت نہیں ہو سکتا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چیل کی نظروں سے بچانے کے لئے گوشت کو گھونسلے میں نہیں بلکہ خفیہ جگہوں پر رکھا جاتا ہے۔ ڈارک براؤن سوٹ کی جیب میں گوشت کی قدرے بھاری مقدار موجود ہے۔ جاؤ لے آؤ''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

''گزشتہ پندرہ دنوں سے وہی گوشت تو آپ کھا رہے ہیں''۔ سلیمان نے جواب دیا۔

''مجھے اجازت دیجئے۔ میں جا کر اپنے بیٹے اور بہو کو خوشخبری دوں''...... رانا آصف خان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’رانا صاحب۔ ایک منٹ ٹھہریں۔ میں آ رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

’’آپ کی مہربانی ہے جناب۔ آپ کو اس کی اللہ تعالیٰ جزا دے گا اور اللہ مجھے بھی یقیناً توفیق دے گا کہ میں اور میرا بیٹا آپ کی دی ہوئی رقم واپس کر سکیں‘‘...... رانا آصف خان نے کہا۔

’’آپ ابھی اس کی واپسی کا نہ سوچیں۔ پہلے آپ پوتے کا علاج کرائیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا‘‘...... سلیمان نے کہا اور اسی لمحے عمران واپس آیا۔

’’رانا صاحب۔ مہنگائی دن بدن بڑھ رہی ہے اس لئے اگر تین چار سال پہلے آپ کے پوتے کا علاج دس لاکھ روپے میں ہو سکتا تھا تو اب یقیناً پندرہ لاکھ روپے میں ہو گا اس لئے یہ دس لاکھ کا چیک میری طرف سے ہے۔ یہ میں آپ کو نہیں دے رہا بلکہ آپ کے بیٹے کو دے رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اپنے بیٹے کی صحت یابی کے بعد وہ کاروبار میں مزید محنت کرے گا تو یہ رقم آسانی سے واپس کر دے گا‘‘...... عمران نے ایک چیک رانا صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’نہیں جناب۔ مجبوری دوسری بات ہے لیکن میں خیرات، صدقات نہیں لے سکتا۔ دس لاکھ کا چیک تو مجبوری ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کی واپسی تک ہمیں زندہ رکھے گا لیکن مزید دس لاکھ کی واپسی ہمارے لئے ناممکن ہے اس لئے ہم نہیں

لے سکتے۔ آپ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا‘‘۔ رانا آصف خان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

’’اچھا ایک منٹ۔ مت لیں چیک لیکن میری بات تو سن لیں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’جی فرمائیں۔ آپ تو ہمارے محسن ہیں۔ آپ ہمیں حکم دے سکتے ہیں۔ جب میرا پوتا دوڑے گا، بھاگے گا، بولے گا، سنے گا تو میرے دل سے آپ کے لئے جناب سلیمان صاحب کے لئے اور آپ کی اماں بی کے لئے دعائیں نکلیں گی۔ رقم کا کیا ہے وہ تو واپس ہو جائے گی لیکن وقت پر آپ کی طرف سے قرضہ ایسی نیکی ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی آپ کو دے سکتا ہے‘‘...... رانا آصف خان نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’سلیمان نے آپ کا گھر دیکھا ہے۔ یہ آپ کے پاس آتا جاتا رہے گا۔ جب آپ ایئر پورٹ پہنچیں گے تو مجھے آپ کی فلائٹ کا علم ہو جائے گا۔ وہاں گریٹ لینڈ میں میرا ایک آدمی کلارک آپ سے ملے گا۔ وہ وہاں آپ کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔ آپ اس پر مکمل بھروسہ کر سکتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میں اپنے بیٹے کو بتاؤں گا۔ وہی ساتھ جائے گا۔ میں تو یہاں رہوں گا‘‘...... رانا آصف خان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رانا آصف خان کو وہ نیچے سڑک تک چھوڑنے آیا۔

’’سلیمان‘‘...... عمران نے رانا آصف خان کی روانگی کے بعد

واپس فلیٹ پر آتے ہوئے کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''اماں بی کے پاس جانے سے پہلے مجھ سے تو بات کر لیتے۔ کم از کم مجھے بھی اس نیکی میں شامل کر لیتے تو کیا حرج تھا''...... عمران نے کہا۔

''بڑی بیگم صاحبہ نے دو روز پہلے مجھے فون کیا تھا کہ میں نے ایک ماہ سے ان سے کسی مستحق کے لئے رقم نہیں مانگی۔ وہ بڑی ناراض ہو رہی تھیں اس لئے میں ان کے پاس چلا گیا ورنہ وہ مزید ناراض ہو جاتیں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''اچھا۔ اب تم رانا آصف خان کے بیٹے سے مل کر اس ڈیلر کا حلیہ معلوم کر کے مجھے بتانا۔ ایسے آدمی کو ہر صورت میں سزا ملنی چاہئے۔ میں ٹائیگر کو اس کا حلیہ بتا کر حکم دے دوں گا کہ وہ اس ڈیلر کو ٹریس کرے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے لے آتا ہوں''...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اسے رانا آصف کے ساتھ ہونے والی ٹریجڈی نے بے حد دکھ پہنچایا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود

بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''داور بول رہا ہوں۔ کیا تم میرے پاس آ سکتے ہو۔ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ تم سے فوری بات کرنی ہے یا کہو تو میں خود تمہارے فلیٹ پر آ جاؤں''...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ ارے۔ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ میں خود حاضر ہو جاتا ہوں۔ کچھ تو انٹرٹینمنٹ کی بچت ہو جائے گی لیکن مسئلہ کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آ جاؤ۔ پھر بات ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''سلیمان چائے نہ لے آنا۔ میں سرداور کے پاس جا رہا ہوں''۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

''مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ اچھی چائے آپ کے نصیب میں نہیں ہے۔ میرے ہی نصیب میں لکھ دی گئی ہے''...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران مسکراتا ہوا ڈریسنگ روم میں داخل ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس کے انچارج سرداور تھے۔ سرداور اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اس لئے عمران کو فوراً ہی ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔

''آؤ عمران بیٹے۔ بیٹھو''...... سرداور نے اٹھ کر اس کا استقبال

کرتے ہوئے کہا۔

''عمران بیٹا تو بیٹھ جائے گا لیکن آپ اس قدر پراسرار کیوں بن رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ایک بہت ہی سینئر سائنس دان جو ایک انتہائی اہم کام میں مصروف تھے اور اس کام پر حکومت کا انتہائی کثیر سرمایہ لگ چکا ہے یکلخت لاپتہ ہو گئے ہیں''...... سرداور نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کن کی بات کر رہے ہیں آپ۔ وہ لاپتہ کیسے ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشیا کے ایک موسٹ سینئر سائنس دان ہیں ڈاکٹر کمال حسین۔ وہ ایک ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری جس میں ایک دفاعی ہتھیار پر کام ہو رہا تھا، کے انچارج تھے۔ اس دفاعی ہتھیار پر حکومت پاکیشیا نے کثیر سرمایہ بھی لگایا ہے۔ اس فارمولے کے خالق بھی ڈاکٹر کمال حسین تھے اور وہی اس پر کام کر رہے تھے۔ وہ چونکہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے وہ لیبارٹری میں ہی رہتے تھے البتہ صرف ہفتے کی شام کو اپنی رہائش گاہ پر جاتے تھے جہاں ان کے چار ملازم رہتے تھے۔ اتوار گزار کر سوموار کو وہ واپس لیبارٹری آ جاتے تھے۔ انتہائی سنجیدہ اور قابل سائنس دان تھے۔ گزشتہ ہفتے وہ اپنی رہائش گاہ پر گئے اور سوموار کو واپس لیبارٹری نہ پہنچے تو وہاں سے ان کی

رہائش گاہ پر فون کیا گیا لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو وہاں آدمی بھیجا گیا۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ کوٹھی کے چاروں ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ ڈاکٹر کمال حسین نہ خود ملے اور نہ ہی ان کی لاش ملی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق چاروں ملازموں کو پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر بے ہوشی کے دوران ہی انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ڈاکٹر کمال حسین کی کار وہاں موجود تھی البتہ ایک اور کار کے ٹائروں کے نشانات بھی وہاں دیکھے گئے ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس نے ہر طرح سے کوشش کر لی ہے لیکن اب تک ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریس نہیں کر سکے اس لئے میں تم سے بات کر رہا ہوں کہ ہمیں ڈاکٹر کمال حسین کی زندہ واپسی کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ دفاعی ہتھیار مکمل ہو سکے اور اس سے پاکیشیا کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جائے گا''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران چائے کے کپ اور بسکٹوں کی پلیٹ ان کے سامنے رکھ دی گئی۔

''ڈاکٹر کمال حسین کا کوئی فوٹو گراف''...... عمران نے کہا تو سرداور نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک فوٹو نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے چند لمحے غور سے اس فوٹو گراف کو دیکھا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

''ان کی رہائش گاہ کہاں ہے اور اب وہاں کون ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر کمال حسین کی رہائش گاہ ڈان کالونی کی کوٹھی نمبر سکسٹی اے ہے اور مجھے معلوم تھا کہ تم نے وہاں چیکنگ کرنی ہے اس لئے ملٹری انٹیلی جنس سے خصوصی کارڈ میں نے منگوا لیا ہے اور وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے گارڈز موجود ہوں گے۔ یہ کارڈ دکھانے پر وہ تم سے مکمل تعاون کریں گے''...... سرداور نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر انہوں نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''وہ آدمی جو پہلی بار اندر گیا تھا وہ اس وقت کہاں ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''وہ وہیں کوٹھی پر ہی تعینات ہے بطور گارڈ۔ اس کا نام قاسم ہے''...... سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ ویسے آپ نے جس طرح پیشگی انتظامات کئے ہیں جی چاہتا ہے کہ آپ کو چیف کی جگہ دے دی جائے۔ ہمارا چیف تو بس جھڑکیاں ہی دیتا رہتا ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سرداور بے اختیار مسکرا دیئے۔

''جو مرضی آئے سمجھ لو۔ بہرحال ڈاکٹر کمال حسین کی واپسی ضروری ہے''...... سرداور نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''اگر زندہ ہوئے تو انشاء اللہ انہیں واپس لے آئیں گے۔ وہ پاکیشیا کا سرمایہ ہیں''...... عمران نے کہا تو سرداور کے ستے ہوئے چہرے پر اس طرح اطمینان کے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران کے صرف کہنے سے ہی انہیں یقین آ گیا ہو کہ اب ڈاکٹر کمال حسین

واپس آ جائیں گے۔ یہ ان کے عمران پر اعتماد کی وجہ سے تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار ڈان کالونی میں داخل ہوئی اور چند منٹ تو اسے کوٹھی تلاش کرنے میں لگ گئے لیکن چند منٹ بعد وہ ایک پرانی طرز کی بنی ہوئی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے تین بار ہارن دیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک باوردی گارڈ باہر آ گیا۔

''جی صاحب''...... اس نے کار کے قریب آ کر کہا۔

''یہ کارڈ دیکھو۔ میرا نام علی عمران ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں سر''...... گارڈ نے کارڈ کو دیکھتے ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا تو عمران کار اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر پورچ تھا جس میں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے قریب روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں ایک طرف موجود ٹائروں کے نشانات پر پڑ گئیں۔ یہ بے حد مدھم نشانات تھے لیکن بہرحال نظر آ رہے تھے۔ عمران آگے بڑھ کر ان نشانات کو جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر وہ سیدھا ہوا تو پھاٹک کھولنے والا گارڈ اس کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

''کیا یہاں تم اکیلے ہو''...... عمران نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''نہیں سر۔ دو گارڈ اور ہیں وہ دونوں چھت پر پہرہ دے رہے ہیں''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میرا نام احمد دین ہے جناب''...... گارڈ نے جواب دیا۔

''قاسم بھی ہے یہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ اوپر چھت پر ہے''...... احمد دین نے جواب دیا۔

''اسے بلا لاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... گارڈ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک کونے میں سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس نے ٹائیگر کا نمبر پریس کر کے رابطے کا نمبر پریس کر دیا۔

''باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''تم میرے فلیٹ پر پہنچو۔ ایک اہم معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس پر کام کرو۔ میں اس وقت فلیٹ سے باہر ہوں۔ اگر مجھے کچھ دیر ہو جائے تو تم وہاں میرا انتظار کرنا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ چند لمحوں بعد گارڈ احمد دین کے ساتھ ایک اور گارڈ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب آ

گیا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

''تمہارا نام قاسم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر''...... قاسم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کی طرف سے تم یہاں پہنچے تھے۔ تمہارا تعلق لیبارٹری سے ہے یا ملٹری انٹیلی جنس سے''...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ میں ملٹری انٹیلی جنس کا ملازم ہوں۔ جب لیبارٹری والوں کو یہاں سے فون کا جواب نہ ملا تو انہوں نے ملٹری انٹیلی جنس کو فون کیا کیونکہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری سے وہ باہر نہ جا سکتے تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے افسران نے مجھے یہاں بھیجا تھا''۔ قاسم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اندر کیسے داخل ہوئے''۔ عمران نے کہا۔

''جناب۔ چھوٹا پھاٹک باہر سے بند تھا۔ میں نے اسے کھولا اور اندر آ گیا تو یہاں لاشیں موجود تھیں''...... قاسم نے جواب دیا۔

''کہاں کہاں لاشیں پڑی ہوئی تھیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی۔ ایک لاش کچن میں پڑی تھی۔ ایک یہاں گارڈ روم سے ہٹ کر پڑی تھی اور دو لاشیں یہاں سامنے برآمدے میں پڑی تھیں۔ باقی پوری کوٹھی خالی تھی۔ کوئی زندہ یا بے ہوش آدمی یہاں موجود نہیں تھا''...... قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ چاروں مقامی تھے یا ان میں سے کوئی غیر ملکی بھی تھا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ یہ چاروں مقامی تھے اور اپنے لباسوں سے ملازم دکھائی دے رہے تھے''...... قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں کوٹھی کا راؤنڈ لگا لوں''۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا تو قاسم اس کے پیچھے چل دیا۔

''مشن تو مکمل ہو گیا۔ اب چیف نے پھر کیوں بلایا ہے''۔ کار چلاتے ہوئے گیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے یہ ہمارا آخری مشن تھا۔ اس کے بعد اور مشن ہمیں نہیں مل سکتا''...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر ہنری نے جواب دیا تو گیری بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہمیشہ تصویر کا صاف پہلو دیکھتے ہو''...... گیری نے کہا۔

''تو کیا صاف پہلو دیکھنا غلط ہوتا ہے''...... ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاف پہلو کا مطلب ہے کہ وہ پہلو کہ پوری تصویر ہی غائب ہو جائے۔ جیسے تصویر کو الٹ دو تو دوسری طرف صاف ہو گی بغیر تصویر کے''...... گیری نے ہنستے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو ہنری بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم واقعی روز بروز شرارتی ہوتے جا رہے ہو۔ اب ہنٹر والی منگوانا پڑے گی''...... ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ پر تو ہنٹر والی کا ہنٹر نہیں چلا مجھ پر کیا چلے گا''...... گیری نے ایک بار پھر شرارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اس کی اس انداز میں تعریف کرتا ہوں کہ وہ بغیر ہنٹر کے بہت اچھی لگتی ہے۔ خوبصورت لگتی ہے، سمارٹ ہے، کیوٹ ہے وغیرہ وغیرہ۔ نتیجہ یہ کہ وہ ہنٹر اٹھانا ہی بھول جاتی ہے''...... ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہ اچھا مشورہ ہے۔ میں اسے یاد رکھوں گا''...... گیری نے کہا تو اس بار ہنری بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی میں پہنچ چکے تھے جہاں ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تھا اور چیف کا آفس تھا۔ کار کو مخصوص جگہ پر پارک کرنے کے بعد وہ دونوں ایک آفس نما کمرے میں گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے مخصوص کارڈ ایک مشین میں ڈالے۔ مشین نے اوکے کر کے کارڈ واپس کر دیئے تو اندرونی دیوار ہٹ گئی اور وہ دونوں آگے راہداری میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیف کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔

''آؤ بیٹھو''...... چیف نے مسکراتے ہوئے میز کی سائیڈ پر موجود کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تھینکس چیف''...... دونوں نے بیک وقت کہا اور پھر دونوں ہی بیک وقت کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم دونوں نے پاکیشیا میں جس انداز میں کام کیا ہے اور پھر جس طرح خفیہ طریقے سے ڈاکٹر کمال کو مخصوص جگہ پہنچایا ہے وہ واقعی شاندار ہے۔ میں نے تم دونوں کی نگرانی اس لئے کرائی تھی کہ میں جاننا چاہتا تھا کہ تم وہاں کوئی ثبوت تو چھوڑ کر نہیں آئے کیونکہ جس طرح ڈاکٹر کمال ہمارے لئے اہم تھا اسی طرح وہ پاکیشیا کے لئے بھی اہم ہے اور لامحالہ اس کی گمشدگی پر ملٹری انٹیلی جنس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی واپسی کے لئے کام کریں گی اور اگر تم نے کوئی شواہد چھوڑے تو یہ لوگ سیدھے ہمارے سر پر آ کھڑے ہوں گے لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم نے واقعی ایسے ماہرانہ انداز میں کام کیا ہے کہ کوئی شہادت اپنے بارے میں وہاں نہیں چھوڑی البتہ ایک غلطی مجھ سے ہوئی تھی جس کا مجھے پہلے سے علم نہ تھا لیکن یہ اچھا ہوا کہ مجھے فوری اطلاع مل گئی اور میں نے غلطی کا فوری مداوا کر دیا''...... چیف نے کہا تو گیری اور ہنری دونوں چونک پڑے۔

''کیسی غلطی چیف''...... گیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ پاکیشیا میں میرا ایک دوست ہے برٹن جو وہاں کلب چلاتا ہے۔ میں نے ڈاکٹر کمال کو ٹریس کرنے کا کام اس کے ذمے لگایا کیونکہ باوجود شدید کوششوں کے ڈاکٹر کمال کو ٹریس نہ کیا جا سکا تھا۔ برٹن نے فوراً ہی اسے ٹریس کر لیا جس پر تمہیں وہاں بھیجا گیا اور تم ڈاکٹر کمال کو لے آئے اور اس وقت وہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں موجود ہے لیکن

اس دوران مجھے ایک اہم اطلاع ملی کہ برٹن نے انڈر ورلڈ کے ایک ٹریسر ٹائیگر کے ذریعے ڈاکٹر کمال کو ٹریس کرایا ہے اور یہ ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے دنیا کے خطرناک ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کو اس ٹائیگر کے ذریعے اطلاع مل جائے گی کہ برٹن نے ڈاکٹر کمال کو ٹریس کرایا ہے تو برٹن سے وہ چند لمحوں میں ہارڈ ایجنسی کے بارے میں جان جاتے اس لئے میں نے فوری طور پر اس غلطی کا مداوا کیا اور برٹن کو فنش کرا دیا اور اس کے لئے کام ایک درمیانی آدمی نے کیا اس لئے اب کوئی مجھ تک نہ پہنچ سکے گا اور ہم محفوظ رہیں گے''۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ہمیں بہرحال اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ ڈاکٹر کمال کی گمشدگی کا ملبہ کس پر ڈالا جاتا ہے اور اگر پاکیشیا کی کوئی ایجنسی ہمارے متعلق جان جاتی ہے تو ہم اس کے مقابلے پر آ جائیں''۔ ہنری نے کہا۔

''جب وقت آئے گا تو اس بارے میں غور کر لیں گے''۔ چیف نے اس انداز میں جواب دیا جیسے وہ اس بارے میں مزید بات نہ کرنا چاہتا ہو۔

''چیف۔ ڈاکٹر کمال کا کیا ردعمل ہے۔ کیا وہ ہمارے لئے کام کرنے پر آمادہ بھی ہے یا نہیں''...... گیری نے کہا تو چیف کے ساتھ ساتھ ہنری بھی چونک پڑا۔

''تمہارے ذہن میں اچھا سوال ابھرا ہے۔ حکومت کو بھی یہی خطرہ تھا کہ ڈاکٹر کمال جیسا بڑا سائنس دان اس طرح اغوا ہونے کے بعد ہمارے سائنس دانوں سے مل کر کام کرنے سے انکار کر دے گا اور ایسے سائنس دان پر جبر بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ڈاکٹر کمال نے ہوش میں آنے کے بعد یہ معلوم ہونے پر کہ وہ اب ہمیشہ کے لئے کرانس آ گئے ہیں تو انہوں نے ہم سے مکمل تعاون کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کے لئے انہوں نے چند شرائط رکھی تھیں۔ یہ شرائط ایسی تھیں جو ہمارے لئے مشکل نہ تھیں۔ دو کروڑ ڈالرز سوئٹزر لینڈ کے بینک میں، دو مخصوص فگرز کی حامل عورتیں ان کی خدمت گزاری کے لئے اور ہر سال ایک ماہ کے لئے کرانس میں لارڈ کے طور پر رہائش۔ چنانچہ اب وہ ہمارے لئے کام کر رہے ہیں''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا خطرہ ہے۔ باقی رہا پاکیشیا کی کسی ایجنسی کی کارروائی کا خطرہ تو کچھ بھی ہو ہارڈ ایجنسی سے زیادہ فعال کوئی ایجنسی نہیں ہو سکتی''...... گیری نے کہا۔

''اعلیٰ حکام نے اس سلسلے میں مزید فیصلے کئے ہیں اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''حکم کریں چیف''...... ہنری اور گیری دونوں نے کہا۔

''تم پر اعتماد کرتے ہوئے تمہیں بتایا جا رہا ہے کہ کرانس کا ایک مقبوضہ جزیرہ خلیج لبسکے میں ہے جس کا نام منورکا ہے۔ ٹاپ سیکرٹ

لیبارٹری اس جزیرے منورکا میں ہے۔ اس جزیرے پر نیول فورس کا اڈا ہے اور لیبارٹری کے لوگ نیول فورس کی خصوصی لانچوں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے کرانس آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ لیبارٹری مکمل طور پر سیلڈ ہے۔ صرف کمپیوٹرز اسے اوپن کر سکتے ہیں اس لئے لیبارٹری میں کام کرنے والے ہر آدمی کو خصوصی چیپ دی گئی ہے۔ اس چیپ کی موجودگی میں وہ لیبارٹری سے باہر جا سکتا ہے اور باہر سے اندر آ سکتا ہے ورنہ ہوا بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتی۔ ہارڈ ایجنسی کے لیڈ سیکشن کی ڈیوٹی منورکا پر لگا دی گئی ہے۔ یہ وہاں سیکورٹی کی ڈیوٹی ادا کرے گی۔ وہاں اس کا باقاعدہ آفس اور رہائش گاہیں ہوں گی اور تم دونوں نے اسے مانیٹر کرنا ہے۔ تمہیں وہاں فکس نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ تمہاری مرضی ہو گی کہ تم وہاں کب جاتے ہو اور ہاں۔ اگر پاکیشیا یا کسی بھی دوسرے ملک کے ایجنٹس جی الیون یا ڈاکٹر کمال کے پیچھے آتے ہیں تو ان کا خاتمہ تم نے کرنا ہے۔ یہاں کرانس میں کرو یا وہاں منورکا میں یا راستے میں۔ یہ سب سوچنا تمہارا کام ہے''...... چیف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ہمیں یہ چیلنج قبول ہے''...... گیری نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ایک بات قابل غور ہے''...... ہنری نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا''...... چیف نے چونک کر کہا۔

''چیف۔ کرانس میں تقریباً ہر ملک کے ایجنٹ موجود ہیں اور یقیناً ہمارے بارے میں بھی معلومات حاصل کرتے رہتے ہوں گے۔ اب اگر ہماری منورکا میں سرگرمی ان کے سامنے آ گئی تو وہ سب چونک پڑیں گے اور پھر جس بات کا علم اب تک کسی کو نہیں ہو سکا وہ سب کو ہو جائے گا''...... ہنری نے کہا۔

''تو پھر تمہاری کیا تجویز ہے۔ کیا ہم وہاں ہر قسم کی نگرانی ختم کر دیں''...... چیف نے کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا چیف۔ میرا مقصد ہے کہ ہماری سرگرمیوں سے دوسرے معلومات حاصل کر سکتے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم یہیں رہیں۔ یہیں کام کریں اور اصل خطرہ پاکیشیا سے ہے تو پاکیشیائی ایجنٹوں سے یہیں نمٹا جائے۔ البتہ منورکا کا معاملہ بہت سنجیدہ ہے اس لئے وہاں مستقل لوگ مقرر کئے جائیں اور وہاں کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائیں۔ ہر کام روٹین کے مطابق ہونا چاہئے تاکہ کوئی چونک نہ پڑے''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہماری سرگرمیاں الٹا ہمارے خلاف جائیں گی اس لئے میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ جیسے چاہو سیٹ اپ کرو لیکن ہماری لیبارٹری بھی محفوظ رہنی چاہئے اور ڈاکٹر کمال کو بھی یہیں رہنا چاہئے''...... چیف نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا چیف''...... ہنری نے کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے کار فلیٹ کے نیچے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا عمران کے فلیٹ کے دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... اندر سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''میں ٹائیگر ہوں سلیمان''...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھل گیا۔ ٹائیگر نے سلام کیا اور اندر داخل ہو گیا۔

''صاحب تو سرداور کے پاس گئے ہوئے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''انہوں نے مجھے کال کر کے حکم دیا تھا کہ میں فلیٹ پر پہنچ جاؤں۔ وہ بھی آ رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر سٹنگ روم میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد

سلیمان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کے برتن اور بسکٹوں کی دو پلیٹیں میز پر رکھ دیں۔

''باس آ جاتے تو مل کر پی لیتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''صاحب نے چائے پینا کم کر دی ہے''...... سلیمان نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''باس نے۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میں نے ان کے لئے چائے بنانا کم کر دی ہے''۔ سلیمان نے جواب دیا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس مڑ گیا۔

''کیوں۔ وجہ''...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

''صاحب کو چائے کا ذوق ہی نہیں ہے۔ وہ ہر گرم پانی کو چائے سمجھ لیتے ہیں۔ ایسی بدذوقی مجھ جیسا آدمی کیسے برداشت کر سکتا ہے اس لئے میں نے صاحب کے لئے کم اور اپنے لئے زیادہ چائے بنانے کا فیصلہ کیا ہے''...... سلیمان نے مسکرا کر جواب دیا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اپنے لئے چائے بنانا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ عمران آ گیا ہے اور چند لمحوں بعد جب عمران سٹنگ روم میں داخل ہوا تو ٹائیگر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے ٹائیگر کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خود بھی وہ سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ تو سرداور کے ہاں چائے پی آئے ہوں گے''۔ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں خالی ٹرے تھی اور اس نے میز پر پڑے چائے کے خالی برتن اٹھا کر ٹرے میں رکھنا شروع کر دیئے۔

''ارے ہاں۔ ایسی شاندار اور لذیذ چائے پینے کو ملی ہے کہ کیا بتاؤں۔ مجھے تو اب معلوم ہوا ہے کہ چائے ہوتی کیسی ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور کیا اب تک آپ گرم پانی پیتے رہے ہیں''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ محسوس تو مجھے واقعی ایسا ہی ہوتا رہا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے''...... سلیمان نے کہا اور ٹرے اٹھائے واپس مڑ گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کس بات پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات کا کہ اب آپ مجھے چائے بنانے کا تو نہیں کہیں گے کیونکہ مجھے تو چائے بنانا ہی نہیں آتی''...... سلیمان نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''میں نے تمہیں کبھی چائے بنانے کا نہیں کہا۔ چائے پلانے کا کہا ہے اس لئے خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر جو ان دونوں کی دلچسپ باتیں سن کر بیٹھا مسکرا رہا تھا عمران کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''باس۔ آپ نے مجھے کال کیا تھا''...... ٹائیگر نے سلیمان کے باہر جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ سنا ہے تم بہت اچھے ٹریسر ہو اس لئے میں تمہارا امتحان لینا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں تو کوشش کر سکتا ہوں۔ کسے ٹریس کرنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پاکیشیا کے ایک اہم سینیئر سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین اچانک اپنی رہائش گاہ سے لاپتہ ہو گئے ہیں۔ انہیں ٹریس کرنا ہے۔ میں ان کی رہائش گاہ چیک کر کے آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر کمال لاپتہ ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو جعلی کرنسی کا مسئلہ تھا''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''جعلی کرنسی۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ اس ڈاکٹر کمال حسین کی بات کر رہے ہیں جن کی رہائش گاہ ڈان کالونی کی کوٹھی نمبر سکسٹی اے میں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں وہی۔ بات کیا ہے۔ کھل کر بات کرو''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ ایک کلب کا مالک اور جنرل مینجر برٹن میرا دوست ہے۔ اس کے آج تک ہاتھ صاف رہے ہیں۔ وہ صرف کلب تک ہی محدود رہتا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر کمال نے کلب میں جواء کھیلا اور پھر جیتی ہوئی رقم اس نے غیر ملکی کرنسی میں تبدیل کرانی چاہی تو برٹن کا مینجر اسے برٹن کے پاس لے آیا۔ برٹن نے اسے غیر ملکی کرنسی دے دی۔ بعد میں پتہ چلا کہ ڈاکٹر کمال نے دس لاکھ روپے کی جعلی کرنسی جیتی ہوئی رقم میں شامل کر کے برٹن سے تبدیل کرائی ہے لیکن برٹن اس ڈاکٹر کمال حسین کی رہائش گاہ نہ جانتا تھا۔ اس نے مجھ سے بات کی کہ وہ اسے شرمندہ کرنا چاہتا ہے اور اپنی کرنسی واپس لینا چاہتا ہے۔ میں نے تھوڑی سی کوشش سے ڈاکٹر کمال حسین کی رہائش گاہ ٹریس کر لی اور برٹن کو فون پر بتا دیا۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کمال حسین لاپتہ ہو گئے ہیں''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو یہ تم تھے جس نے ڈاکٹر کمال حسین کو ٹریس کیا اور تمہاری وجہ سے وہ اغوا کر لئے گئے''...... عمران کے لہجے میں غراہٹ آ گئی تھی۔

''آئی ایم سوری باس۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور میں اب انہیں ٹریس کر لوں گا۔ آپ مجھے تفصیل

بتائیں''...... ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی شرم آ رہی تھی کہ اس کی حماقت کی وجہ سے یہ وقوعہ ہوا۔

''ڈاکٹر کمال حسین کے چار ملازمین کو پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیا گیا جبکہ ڈاکٹر کمال حسین غائب ہیں۔ نہ وہ بے ہوش ملے ہیں اور نہ ہی ان کی لاش ملی ہے۔ وہاں میں نے چیکنگ کی ہے۔ ایک لوکارڈ گاڑی کے ٹائروں کے نشانات موجود ہیں اور تمہیں معلوم ہو گا کہ لوکارڈ گاڑیوں کی تعداد بھی بے حد کم ہے۔ شاید دارالحکومت میں دس یا بارہ یا اس سے کچھ زیادہ گاڑیاں ہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر کمال کو بے ہوش کر کے لوکارڈ گاڑی میں ڈال کر لے جایا گیا ہے۔ اب تم نے انہیں ٹریس کرنا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں ابھی جا کر برٹن کے حلق سے سب کچھ اگلوا لوں گا باس''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ایسے معاملات میں حماقتیں نہیں کی جاتیں۔ یا تو اس برٹن کو ہلاک کر دیا گیا ہو گا یا صرف اس کے ذمے ٹریسنگ کا کام لگایا گیا ہو گا۔ باقی اسے کسی بات کا علم نہ ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''میں فون کر کے برٹن سے بات کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تو ٹائیگر نے اٹھ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے

لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ریواز کلب''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ برٹن سے بات کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ چیف کو رات ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ آپ مینجر جیمز سے بات کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

''جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا۔ بہرحال لوکارڈ گاڑی کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے معلوم کرو کہ ڈاکٹر کمال حسین کہاں ہیں اور کن لوگوں نے انہیں اغوا کیا ہے''......عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا یہ کام کروں گا۔ مجھے اجازت دیں''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے جلد از جلد رپورٹ چاہئے کیونکہ ڈاکٹر کمال جس فارمولے پر کام کر رہے ہیں وہ پاکیشیا کے دفاع کے لئے بے حد اہم ہے اور اس پر حکومت پاکیشیا نے بھاری سرمایہ لگایا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ کو جلد از جلد رپورٹ دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے اسے سلام

کیا اور واپس مڑ کر سٹنگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا دل اور دماغ اس وقت طوفانوں کی زد میں تھا۔ اسے مسلسل یہ احساس ہو رہا تھا کہ اسے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف استعمال کیا گیا ہے اور وہ احمقوں کی طرح دشمنوں کے ہاتھوں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اب اسے برٹن کی تمام گفتگو میں جھول محسوس ہو رہا تھا جبکہ اس وقت اس کے ذہن میں معمولی سا خیال بھی نہ آیا تھا کہ برٹن نے جو کچھ کہا ہے اس میں کوئی جھول ہے اور اب برٹن کی موت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی تھی کہ برٹن بھی اس کی طرح دشمنوں کے ہاتھوں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ڈاکٹر کمال حسین کو جس قدر جلد ممکن ہو سکا وہ ڈھونڈ نکالے گا ورنہ اسے بھی معلوم تھا کہ وہ عمران سے کبھی آنکھ نہ ملا سکے گا۔

فلیٹ سے نیچے اتر کر وہ ایک سائیڈ پر موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ برٹن کے ذریعے وہ آگے بڑھ سکے گا لیکن اب برٹن کی ہلاکت کے بعد اس نے لوکارڈ کار کے ذریعے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا اس لئے اس نے کار کا رخ وہیکلز رجسٹریشن آفس کی طرف کر دیا۔ اس کا وہاں ایک دوست حامد موجود تھا۔ ٹائیگر نے آفس پارکنگ میں کار روکی اور پھر اتر کر وہ حامد کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ حامد آفس سپرنٹنڈنٹ تھا۔ آفس کا دروازہ بند تھا اور باہر باقاعدہ دربان موجود تھا لیکن ٹائیگر نے

اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا حامد، ٹائیگر کو اس طرح اچانک آتے دیکھ کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''ٹائیگر تم اور وہ بھی بغیر اطلاع۔ خیریت تو ہے''...... حامد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چھوڑو تکلفات۔ یہ لو تمہارے لئے رقم لے آیا ہوں''۔ ٹائیگر نے کہا اور جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے حامد کے سامنے میز پر رکھ دی اور خود سائیڈ پر پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہ۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس کا''...... حامد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں نوٹوں کی گڈی پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے ان سے نظریں ہٹانا بہت بڑا جرم ہو۔

''اسے اپنی جیب میں ڈال لو اور میری بات سنو''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو حامد نے اس طرح گڈی پر جھپٹا مارا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو نوٹوں کی یہ گڈی غائب ہو جائے گی۔

''بب۔ بب۔ بات بتاؤ۔ کیا کرنا ہے میں نے''...... حامد نے گڈی کو جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات خوشی کی وجہ سے کپکپا رہے تھے۔

''مجھے لوکارڈ کاروں کے بارے میں مکمل معلومات چاہئیں کہ

کتنی لوکارڈ کاریں دارالحکومت میں موجود ہیں اور کس کس کی ملکیت ہیں۔ بالکل اپ ٹو ڈیٹ معلومات۔ مجھے ایک لوکارڈ کار کو ٹریس کرنا ہے جس نے ہمارے گروپ کے ایک آدمی کو اغوا کر لیا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن تم ان کے رجسٹریشن نمبرز اور مالکوں کے نام و پتے پڑھ کر کیسے لوکارڈ کار کو ٹریس کرو گے کہ یہ تمہاری مطلوبہ کار ہے''۔ حامد نے کہا۔

''یہ میرا کام ہے۔ تم اس پر سر مت کھپاؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم مشروب پیئو میں کمپیوٹر سے فہرست تیار کر کے آ رہا ہوں''۔ حامد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... باہر بیٹھا ہوا دربان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

''مشروب لے آؤ اور صاحب کو دو۔ میں ایک کام کر کے آتا ہوں''...... حامد نے کہا۔

''جی صاحب''...... دربان نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ حامد مڑ کر اندرونی دروازہ کھول کر دوسری طرف غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دربان ایک بار پھر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں مشروب کی بوتل تھی۔ اس نے بوتل ٹائیگر کے سامنے رکھی اور خود مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر نے بوتل

اٹھائی اور سڑا سے منہ لگا کر اس نے مشروب پینا شروع کر دیا۔ بوتل خالی ہونے پر اس نے اسے میز کے نیچے کر کے رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور حامد ایک لمبا سا کاغذ ہاتھ میں پکڑے اندر داخل ہوا۔

''یہ لو۔ دارالحکومت تو کیا پورے پاکیشیا میں لوکارڈ کاروں کا بائیو ڈیٹا۔ دارالحکومت کا خانہ علیحدہ ہے اور دیگر بڑے شہروں کا علیحدہ رجسٹریشن نمبر اور مالک کا نام و پتہ درج ہے''...... حامد نے کاغذ ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ان کے ماڈل وغیرہ بھی موجود ہیں یا نہیں''...... ٹائیگر نے کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمام تفصیل موجود ہے''...... حامد نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے کاغذ کو پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اس فہرست کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں ایک جدید ماڈل کی لوکارڈ کی تفصیل پر پڑیں۔ یہ کار سٹائل کلب کے مالک برونارڈ کے نام رجسٹرڈ تھی اور ٹائیگر برونارڈ کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ ہر قسم کے بڑے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ ویسے زیادہ تر وہ دوسرے ممالک کی تنظیموں کو یہاں دارالحکومت میں مدد فراہم کرتا تھا۔ اس نے کاغذ کو تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈالا اور حامد کا شکریہ ادا کر کے وہ اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ڈان کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے

اسے یہ تو بتا دیا تھا کہ یہ نشانات لوکارڈ کار کے مخصوص نشانات ہیں اس لئے عمران نے اسے لوکارڈ کاریں چیک کرنے کا کہا تھا لیکن وہ اب پہلے خود ان نشانات کو دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سٹائل کلب کے برونارڈ نے بھی حال ہی میں جدید ماڈل کی لوکارڈ کار خریدی ہے اور اس کی کار کا رنگ بھی عام کاروں سے قدرے مختلف ہے۔ اس کا رنگ انڈے کی طرح سفید ہونے کی بجائے قدرے مٹیالا سفید تھا جسے سیاہ پر ہلکا وائٹ کلر کیا جائے تو مٹیالا رنگ سامنے آ جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ڈان کالونی پہنچ گئی۔ اس نے مطلوبہ کوٹھی جلد ہی ٹریس کر لی اور کار روک کر وہ نیچے اترا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھے ہوئے کارڈز میں سے ایک کارڈ منتخب کیا اور باقی کارڈز واپس اسی جیب میں رکھ کر وہ آگے بڑھا اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک باوردی شخص باہر آ گیا۔

''سپیشل پولیس سروس انسپکٹر رضوان''...... ٹائیگر نے کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ فرمایئے''...... اس نے کارڈ لینے کی بجائے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''میں صرف پورچ میں موجود کار کے ٹائروں کے نشانات چیک کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر کمال کے لاپتہ ہونے کی انکوائری سپیشل پولیس سروسز کے ذمے لگا دی گئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آیئے''...... اس باوردی شخص نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر نے کارڈ واپس جیب میں ڈالا اور اس آدمی کے پیچھے چلتا ہوا کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ وہاں دو اور باوردی افراد موجود تھے لیکن وہ شاید اپنے ساتھی کو ٹائیگر کے ساتھ دیکھ کر خاموش رہے۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھ گیا جس میں اس وقت بھی ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی اور پھر ٹائیگر کی نظریں کار کے ٹائروں کے انتہائی مدہم نشانات پر پڑ گئیں تو وہ ان کی طرف بڑھا اور اکڑوں بیٹھ کر غور سے ان مدہم نشانات کو دیکھنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ جو نشانات اس نے دیکھے تھے وہ جدید ترین ماڈل لوکارڈ میں لگائے گئے تھے اور انہیں اس انداز میں ڈیزائن کیا گیا تھا کہ لوکارڈ کا لوگو چیتا سڑک پر دوڑتا ہوا نظر آتا تھا اور وہ اسے غور سے دیکھنے پر نظر آ گیا تھا۔ اب یہ بات تو طے تھی کہ ڈاکٹر کمال کو جدید ترین ماڈل کی لوکارڈ کار میں لے جایا گیا تھا۔ وہ دربان کا شکریہ ادا کر کے کوٹھی سے باہر آ گیا اور پھر اس کی نظریں سامنے والی کوٹھی کے گیٹ سے نکلتے ہوئے ایک دربان پر پڑیں جو ہاتھ میں ایک تھیلا پکڑے ہوئے شاید مارکیٹ جا رہا تھا۔

''ایک منٹ''...... ٹائیگر نے سڑک کراس کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے مجھے کہا ہے''...... اس ملازم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک منٹ رکو۔ تمہیں فائدہ ہو گا''...... ٹائیگر نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو وہ رک گیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ قریب پہنچ کر ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور اسے ملازم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''یہ تمہارا ہو سکتا ہے اگر تم سچ سچ میرے سوالوں کا جواب دے دو اور سنو۔ تمہارا نام بھی سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مگر صاحب۔ یہ۔ یہ کیا مطلب''...... ملازم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا لیکن اس نے نوٹ کو جلدی سے مٹھی بھینچ کر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

''تم نے لوکارڈ کار دیکھی ہوئی ہے۔ وہ کار جس کے بونٹ پر چھلانگ مارتا ہوا سیاہ چیتا نظر آتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جج۔ جج۔ جی ہاں۔ میں نے دیکھی ہے۔ ہم سے چوتھی کوٹھی والوں کے پاس چیتے والی کار ہے''...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سامنے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی میں بھی ایک ایسی ہی کار آئی تھی اور کچھ دیر رک کر چلی گئی تھی۔ کیا تم نے اسے دیکھا تھا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''آپ کا تعلق پولیس سے ہے''...... ملازم نے کانپتے ہوئے

لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں صحافی ہوں۔ پولیس والے ایسے نوٹ دے کر پوچھ گچھ نہیں کیا کرتے اور سنو۔ سچ سچ بتا دو۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے سفید لیکن مٹیالے رنگ کی کار ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی سے باہر آتے دیکھی تھی۔ پھر کار رک گئی اور ایک آدمی جو غیر ملکی تھا باہر آیا اور اس نے اندر جا کر پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹا پھاٹک باہر سے بند کر کے کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ میں حیران تو ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کے ملازم نے پھاٹک بند کیوں نہیں کیا لیکن پھر میں سمجھا کہ شاید وہ چھٹی پر ہوں کیونکہ اکثر ان کے ملازم چھٹی پر رہتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب کبھی کبھار ہی یہاں آتے ہیں اس لئے میں نے زیادہ پرواہ نہ کی۔ پھر میں نے پولیس اور فوجیوں کو دیکھا۔ ایک پولیس والے سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب کے چاروں ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ڈاکٹر صاحب غائب ہیں۔ پولیس والوں نے مجھ سے بھی پوچھ گچھ کی لیکن میں نے انہیں یہی کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا اور انہیں کچھ نہیں بتایا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ وہ مجھے بھی کسی الزام میں پکڑ لیتے۔ انہوں نے تو گنتی پوری کرنا ہوتی ہے نا جناب''...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کار کا نمبر دیکھا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ویسے بھی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں''...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص نشانی جو تمہیں یاد رہ گئی ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نشانی۔ نہیں جناب۔ ایسی تو کوئی نشانی مجھے یاد نہیں ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس کار کے چوڑے بمپر پر درمیان میں کوئی نشان بنا ہوا تھا۔ وہ۔ وہ نشان۔ ہاں۔ وہ نشان اڑتی ہوئی تتلی کا تھا۔ بس میں نے چند لمحوں کے لئے دیکھا تھا۔ مجھے تو یاد بھی نہیں تھا۔ اب آپ کے یاد دلانے پر مجھے یاد آیا ہے''...... ملازم نے جواب دیا تو ٹائیگر کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرا سانس نکل گیا کیونکہ یہ نشان سٹائل کلب کا مخصوص نشان تھا اور اس کے بورڈ پر بھی بنا ہوا تھا۔ اب وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ سٹائل کلب کی کار میں ڈاکٹر کمال کو لے جایا گیا ہے۔ اس نے ملازم کا شکریہ ادا کیا اور واپس مڑ کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سٹائل کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ اس لئے مسلسل کام کر رہا تھا تاکہ وہ جلد از جلد کھوج لگا کر عمران کو رپورٹ دے سکے۔ سٹائل کلب مضافات میں تھا۔ اس کی عمارت چار منزلہ تھی۔ وسیع و عریض احاطے میں چار منزلہ خوبصورت عمارت بنی ہوئی تھی۔ وسیع پارکنگ کے علاوہ وہاں سبزے سے بھرے ہوئے قطعات بھی تھے جن کے درمیان خوبصورت فوارے چلتے رہتے تھے اس لئے یہاں کا ماحول انتہائی

دیدہ زیب اور خوشگوار نظر آتا تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ شہر کا اعلیٰ طبقہ اس کلب میں آنے کو ترجیح دیتا تھا۔

ٹائیگر بھی کئی بار یہاں آ چکا تھا۔ گو برونارڈ سے تو اس کی ملاقات نہ ہوئی تھی لیکن اسسٹنٹ مینجر مارٹی اس کا پرانا واقف اور دوست تھا۔ مارٹی ادھیڑ عمر آدمی تھا اور کلبوں میں ہی اس کی زندگی گزری تھی اس لئے اسے بڑا تجربہ کار مینجر سمجھا جاتا تھا اور ٹائیگر مارٹی سے ہی ملنے جا رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ سٹائل کلب پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہ دن کا وقت تھا اس لئے یہاں نہ ہونے کے برابر لوگ تھے۔ مارٹی کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ ٹائیگر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں اس وقت دو نوجوان لڑکیاں موجود تھیں۔

''یس سر''...... ان میں سے ایک نے ٹائیگر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے مینجر مارٹی سے ملنا ہے۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں''...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کی ملاقات پہلے سے طے شدہ ہے''...... لڑکی نے کہا۔

''نہیں۔ آپ ابھی فون کر کے طے کرا دیں''...... ٹائیگر نے کہا

تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر چونکہ قریب کھڑا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔

''کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں سر۔ جناب ٹائیگر تشریف لائے ہیں اور آپ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں''...... لڑکی نے کہا۔

''فوری بھجوا دو''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لڑکی نے رسیور رکھا اور سائیڈ پر موجود ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

''صاحب کو مارٹی صاحب کے آفس چھوڑ آؤ''...... لڑکی نے نوجوان سے کہا۔

''آیئے جناب''...... نوجوان نے کہا۔

''مجھے گائیڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ مارٹی کا آفس کہاں ہے۔ شکریہ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سائیڈ پر موجود لفٹوں کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں چار لفٹس تھیں جن میں سے اس وقت تین بند تھیں کیونکہ ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف ایک لفٹ ورکنگ میں تھی۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں موجود دو دربان خاموش کھڑے تھے۔ ٹائیگر نے مینجر کے آفس کے بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر

اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر مارٹی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''آؤ ٹائیگر۔ ویل کم۔ آؤ بیٹھو''...... مارٹی نے سائیڈ سے ہو کر آگے آ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا اور سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آج اس وقت آنا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... مارٹی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے اطلاع ملی تھی کہ تمہارا جنرل مینجر برونارڈ اپنی جدید لوکارڈ گاڑی فروخت کرنا چاہتا ہے۔ مجھے بھی یہ گاڑی بے حد پسند ہے اور پھر اس کا کلر جو نیلا سفید ہے وہ بھی مجھے پسند ہے۔ میں نے سوچا کہ پہلے تم سے مل لوں۔ شاید کوئی رعایت ہو جائے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف گاڑی بیچ رہا ہے۔ نہیں۔ میں نے تو نہیں سنا۔ یہ گاڑی تو انہیں ذاتی طور پر بے حد پسند ہے۔ تم سے کس نے کہا ہے''۔ مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ساری انڈر ورلڈ میں یہ بات ہو رہی ہے۔ کہاں ہے تمہارا چیف۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس وقت تو وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو گا اور شاید سویا ہوا ہو۔ رات کو آئے گا۔ پھر میں موقع دیکھ کر بات کروں گا۔ تم کل مجھ سے فون پر بات کر لینا۔ اگر چیف نے واقعی ارادہ کر لیا ہے تو میں

تمہیں ذاتی حوالے سے کافی رعایت دلوا دوں گا''...... مارٹی نے کہا۔

''تمہارا چیف گلشن کالونی میں ہی رہتا ہے نا۔ میں نے اسے وہاں کل دیکھا تھا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ وہ گرین ٹاؤن میں رہتا ہے۔ ہاں چار سال پہلے وہ واقعی گلشن کالونی میں ہی رہتا تھا''...... مارٹی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''گرین ٹاؤن۔ کہاں اے یا بی میں''...... ٹائیگر نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے روٹین کی بات ہو رہی ہو۔

''سیون اے''...... مارٹی نے ویسے ہی ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ رات کا انتظار نہیں کر سکتا تھا اس لئے مضافاتی علاقے سے واپس دارالحکومت کی دوسری طرف واقع گرین ٹاؤن کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اس کی کار گرین ٹاؤن میں داخل ہو گئی اور چند لمحوں بعد وہ سیون اے کوٹھی کے قریب بنی ہوئی پبلک پارکنگ میں داخل ہو گیا۔ اس نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھائی۔ اس میں موجود ماسک میک اپ باکس نکال کر باہر رکھا اور ساتھ ہی بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل

بھی نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ ساتھ ہی اینٹی گیس بوتل بھی اس نے اٹھا لی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب برونارڈ سے ڈاکٹر کمال کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ہی واپس جائے گا۔

سیٹ بند کر کے اس نے میک اپ باکس سے ایک ماسک نکالا اور اسے منہ اور سر پر چڑھا کر اس نے کار میں لگے ہوئے آئینے میں دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے ماسک کو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیا کیونکہ اس کا چہرہ اور سر کے بالوں کا انداز یکسر بدل گیا تھا۔ گیس پسٹل وہ پہلے ہی جیب میں ڈال چکا تھا۔ میک اپ باکس بند کر کے اس نے سیٹ کے نیچے رکھا اور کار سے باہر آ کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی کی سائیڈوں میں موجود چھوٹی سڑک تقریباً خالی تھی کیونکہ زیادہ ٹریفک بڑی سڑکوں پر رواں دواں تھی۔ تقریباً درمیان میں پہنچ کر ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے گیس پسٹل نکالا اور ایک لمحے سے بھی کم عرصہ میں اس نے یکے بعد دیگرے چار کیپسول اندر فائر کئے اور پسٹل کو واپس جیب میں ڈال لیا اور اسی طرح چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کے عقب میں ایک گلی تھی جس میں کوڑا کرکٹ کے ڈرم موجود تھے۔ کوٹھی کی چار دیواری خاصی اونچی تھی اور ڈرم بھی دیوار سے کافی فاصلے پر تھے اور کوڑا کرکٹ سے بھرے

ہوئے تھے اس لئے ٹائیگر انہیں دھکیل کر دیوار کے ساتھ نہ لگا سکتا تھا۔ ٹائیگر کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ویسے ہی اچھل کر دیوار پر چڑھے اور پھر اندر کود جائے۔ ٹائیگر چند قدم پیچھے ہٹا اور پھر دوڑتا ہوا آیا اور تیزی سے اچھلا تو اس کا جسم اس طرح فضا میں اٹھتا چلا گیا جس طرح پول والٹ کا کھلاڑی بانس کی مدد سے انتہائی اونچائی تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے صرف ہاتھ دیوار کی منڈیر پر پڑے لیکن ٹائیگر نے ہاتھ پڑتے ہی اپنے پورے جسم کو اوپر اٹھا کر قلابازی کھائی اور اس کا جسم قلابازی کھا کر گھومتا ہوا اندر گرا لیکن جیسے ہی ٹائیگر کے پیروں نے زمین چھوئی اور ہلکا سا دھماکا ہوا تو ٹائیگر ایک بار پھر لانگ جمپ کے انداز میں اچھلا اور پھر اس طرح اطمینان سے کھڑا ہو گیا جیسے وہ دیوار سے کود کر اندر آنے کی بجائے ویسے ہی چلتا ہوا اندر آ گیا ہو۔

اسے معلوم تھا کہ اندر بے ہوشی کی گیس پھیل جانے کی وجہ سے کوٹھی کے اندر جو لوگ بھی موجود ہوں گے وہ بے ہوش پڑے ہوں گے اور مخصوص گیس اب تک فضا میں مل کر اپنے اثرات ختم کر چکی ہو گی اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا سائیڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سائیڈ گلی سے جب ٹائیگر فرنٹ سائیڈ پر آیا تو وہاں گارڈ روم کے قریب ایک گارڈ زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ پورچ میں کارڈ کار کھڑی تھی۔ ٹائیگر اس کار کی طرف بڑھا کیونکہ اسے گیس

کی وجہ سے کسی کے یہاں ہوش میں ہونے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے وہ پہلے کار کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ کار کے فرنٹ بمپر کے درمیان میں ایک تتلی بنی ہوئی بھی نظر آ رہی تھی جو اڑ رہی تھی۔ کار کا رنگ بھی مٹیالا سفید تھا اور وہ جدید ماڈل کی کار تھی۔

ٹائیگر اب کنفرم ہو گیا کہ یہی کار ڈاکٹر کمال کے اغوا میں استعمال کی گئی ہے اس لئے وہ اب برونارڈ سے ساری معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔ وہ عمارت کے اندر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ اسے برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے حرکت نظر آئی۔ اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ ستون کے پیچھے سے شعلے نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر نے یکلخت غوطہ لگایا اور گولیاں اس کے پہلو کے قریب سے نکلتی چلی گئیں۔ غوطہ کھا کر وہ ابھی سیدھا بھی نہ ہوا تھا کہ ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کا سانس یکلخت رک گیا۔ اس نے جھٹکے سے سانس لینے کی کوشش کی لیکن سانس جیسے اس کے حلق میں پتھر بن کر اٹک گیا ہو اور ایک لمحے سے بھی کم وقت میں اس کا ذہن مکمل طور پر تاریک پڑتا چلا گیا۔

برونارڈ اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ٹی وی پر ڈی وی ڈی کے ذریعے اپنی پسندیدہ فلم دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ شراب بھی پیتا جا رہا تھا۔ وہ رات کو کلب جاتا تھا اور وہاں سے پچھلی رات واپس آ کر سوتا تھا اور پھر دن چڑھے تک سوتا رہتا تھا۔ البتہ دن چڑھے اٹھنے کے بعد اس کا پسندیدہ مشغلہ ٹی وی پر ڈی وی ڈی کے ذریعے اپنی پسندیدہ فلمیں دیکھنا تھا اور ساتھ ساتھ وہ مسلسل شراب بھی پیتا رہتا تھا۔ یہ اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ یہ فلمیں زیادہ تر ایکشن اور جاسوسی پر مبنی ہوتی تھیں کیونکہ برونارڈ جو کرانسی تھا، کرانس میں ایک ایسی مجرم تنظیم سے وابستہ رہا تھا جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتی تھی اور برونارڈ اس کا خاصا معروف ایجنٹ تھا۔ اس کے لئے اس نے باقاعدہ تربیت بھی لی تھی۔ پھر اب سے تقریباً چھ سات سال قبل اس تنظیم کا سربراہ ایک مقابلے میں مارا

گیا تو اس کی جگہ جس شخص نے لی اس سے برونارڈ کی نہ بنتی تھی اس لئے اس شخص کے سربراہ بنتے ہی برونارڈ تنظیم اور کرانس چھوڑ کر پاکیشیا آ گیا اور یہاں اس نے مضافاتی علاقے میں ایک کلب بنایا جس کا نام شائل کلب تھا۔

یہ کلب امراء اور طبقہ اشرافیہ میں بے حد مقبول ہوا تو برونارڈ کی دولت روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ اس نے اب یہاں گرین ٹاؤن میں ایک بڑی کوٹھی خریدی اور یہاں رہائش پذیر ہو گیا۔ اسے جدید اور مہنگی گاڑیاں خریدنے کا بے حد شوق تھا۔ اس وقت بھی اس کے پاس لوکارڈ جیسی مہنگی گاڑی تھی جس کا جدید ترین ماڈل اس نے خرید لیا تھا اور بھاری ٹیکس اور کسٹم کی ادائیگی کے بعد اب یہ گاڑی اس کی ملکیت تھی۔ کرانس سے آنے کے باوجود کرانس کے بہت سے لوگوں کے ساتھ اس کے گہرے رابطے تھے جن میں ایک گریگ بھی تھا۔ گریگ، برونارڈ کا کلاس فیلو رہا تھا اور جب برونارڈ مجرم تنظیم میں شامل تھا تو گریگ ایک سرکاری ایجنسی سے وابستہ ہو گیا تھا اور پھر اپنے کارناموں سے وہ آگے بڑھتا چلا گیا اور اب وہ کرانس کی ایک بڑی اور طاقتور ایجنسی کا چیف تھا۔

گریگ کے چیف بن جانے کے باوجود برونارڈ سے اس کی دوستی قائم تھی۔ برونارڈ جب بھی کرانس جاتا تھا تو وہ وقت نکال کر گریگ سے ضرور ملتا تھا اور گریگ بھی ایجنسی کے چھوٹے موٹے کام جنہیں پاکیشیا میں سرانجام دیا جانا ہوتا تو ایجنسی کی طرف سے

اسے ہائر کر لیا جاتا تھا۔ اس طرح برونارڈ کو معمولی کام کر کے بھاری معاوضہ مل جایا کرتا تھا۔ برونارڈ نے گزشتہ دنوں ایجنسی کے ایک ایسے کام میں معاونت کی تھی جس کا معاوضہ اسے اس کی توقع سے بھی زیادہ ملا تھا۔ یہ ایک سائنس دان کو اس کی کوٹھی سے اغوا کا کام تھا اس کام کے لئے ایجنسی کے دو مرد ایجنٹس پاکیشیا آئے تھے۔ برونارڈ نے انہیں اس لئے اپنی کار دی تھی کہ وہ ٹریفک کی چیکنگ سے بچ سکیں کیونکہ اس کے مقامی پولیس کے بڑے افسران سے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ یہ پولیس آفیسرز اس کے کلب میں آتے جاتے رہتے تھے اور برونارڈ نہ صرف ان کی خصوصی خدمت کراتا تھا بلکہ انہیں ماہانہ معاوضہ بھی دیا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی کار پر لگی ہوئی اڑتی ہوئی تتلی کی تصویر بڑی اہمیت اختیار کر گئی تھی اور پولیس کے اعلیٰ حکام نے تمام ٹریفک پولیس کے افسران اور ٹریفک سپاہیوں کو اس بارے میں خصوصی ہدایات دے رکھی تھیں کہ اس کار کو نہ روکا جائے اور نہ ہی چیک کیا جائے۔

چونکہ کرانسی ایجنٹوں نے ڈاکٹر کمال کو بے ہوش کر کے کار میں ڈال کر بندرگاہ لے جانا تھا اس لئے اگر اسے راستے میں چیک کر لیا جاتا تو معاملہ بری طرح بگڑ سکتا تھا اس لئے برونارڈ نے اس مشن کے لئے ان ایجنٹوں کو اپنی کار دی تھی اور پھر ان ایجنٹوں نے بڑے اچھے انداز میں کام کر کے اس سائنس دان کو اغوا کیا اور پھر اسے بندرگاہ پہنچا کر انہوں نے کار واپس کر دی تھی۔ بعد میں

گرگیگ نے بھی فون کر کے اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔ ویسے اسے اس معمولی سے کام کا جو معاوضہ ملا تھا اس نے بھی اسے خوش کر دیا تھا۔ اس وقت برونارڈ کمرے میں بیٹھا شراب پیتے ہوئے ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ شراب کا گلاس خالی ہو گیا۔ اس نے مڑ کر میز پر پڑی ہوئی بوتل کو اٹھایا تا کہ گلاس میں مزید شراب ڈالے لیکن بوتل خالی تھی۔ وہ اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا لیکن دوسرے لمحے اسے یہ دیکھ کر جھٹکا لگا کہ الماری میں بھی شراب موجود نہ تھی۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس مڑ کر ٹی وی بند کر کے اس نے الماری میں سے تہہ خانے کی چابیاں اٹھائیں۔ شراب کا سٹاک اس نے تہہ خانے میں رکھا ہوا تھا۔ یہ شراب وہ خصوصی طور پر کرانس سے منگوایا کرتا تھا اس لئے وہ اسے خود ہی استعمال کیا کرتا تھا اس لئے اس نے اس کا سٹاک تہہ خانے میں رکھا ہوا تھا اور تہہ خانے میں چونکہ شراب کے علاوہ اس کی اور قیمتی چیزیں اور کرنسی بھی موجود تھی اس لئے تہہ خانے میں وہ اپنے کسی ملازم کو نہ جانے دیتا تھا۔ البتہ کوٹھی میں ملازم بھی موجود تھے۔ وہ چابیاں اٹھائے کمرے سے نکلا اور اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جس کے آخر میں تہہ خانے کا خفیہ دروازہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانے میں موجود تھا۔

تہہ خانے کا آٹومیٹک دروازہ اس کے گزرنے کے بعد خود بخود بند ہو گیا۔ شراب کی بوتل اٹھانے کے لئے اس نے الماری کھولی تو

وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہاں ایک بڑا بیگ بھی پڑا ہوا تھا۔ برونارڈ نے بے اختیار اپنی پیشانی پر ہاتھ اس طرح مارا جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ کتنا اہم کام بھول گیا ہے۔ اس نے بوتل کو وہیں چھوڑا اور بیگ کو اٹھا کر تہہ خانے کے درمیان میں موجود میز پر رکھ کر اس نے بیگ کھولا اور اسے الٹا کر دیا۔ بیگ میں سے مختلف مالیت کے کرنسی نوٹوں کے بنڈل نکل کر میز پر گر گئے۔ ہر بنڈل کے ساتھ ایک چٹ منسلک تھی جبکہ ایک علیحدہ کاغذ بھی موجود تھا جس پر ان سب بنڈلوں کی تفصیل لکھی ہوئی تھی یہ اس کے کلب کی ایک رات کے جوئے کی آمدنی تھی جسے وہ اپنے پرائیویٹ اکاؤنٹ میں رکھتا تھا۔ اس نے کاغذ سامنے رکھا اور پھر ایک ایک بنڈل اٹھا اٹھا کر کاغذ پر موجود اندراجات کو چیک کر کے اس نے بنڈل بیگ میں ڈالنا شروع کر دیئے۔ تقریباً ساٹھ کے قریب بنڈل تھے۔ تمام بنڈل چیک کر کے اس نے بیگ میں ڈالے اور پھر چٹ پر موجود حساب کو چیک کرنے لگا۔ کافی دیر تک چیکنگ کے بعد اس نے بیگ بند کیا ہی تھا کہ دور سے اس کے کانوں میں دھماکے کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ دھماکے کے انداز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی عقبی دیوار پھاند کر اندر آیا ہے۔

''یہ کون ہو سکتا ہے''...... اس نے بیگ اٹھا کر واپس الماری میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر الماری میں رکھا ہوا مشین پسٹل اٹھا کر وہ

تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کی چھٹی حس نجانے
کیوں خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ تہہ خانے سے نکل کر وہ
راہداری میں آیا تو اس نے وہاں ایک ملازم کو بے ہوش پڑے
ہوئے پایا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ راہداری سے گزرتے ہوئے
وہ جب برآمدے میں آیا تو وہاں بھی دو ملازم فرش پر ٹیڑھے
میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے تھے۔ وہ تیزی سے برآمدے
میں آیا تو اسے گارڈ روم کے قریب گارڈ زمین پر بے ہوش پڑا ہوا
نظر آیا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اسی لمحے اسے ایک آدمی
سائیڈ گلی سے نکل کر کار کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

''یہ کون ہے۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔ یہ کس طرح اطمینان سے
گھوم پھر رہا ہے''...... اس نے حیرت بھرے انداز میں سوچا اور پھر
وہ تیزی سے ایک چوڑے ستون کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ ستون
تک پہنچا ہی تھا کہ اس نے اس آدمی کو مڑتے ہوئے دیکھا۔ اس
آدمی کا چہرہ دیکھتے ہی اسے خطرے کا شدید احساس ہوا کیونکہ اس
کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی سفاک قسم کا کوئی درندہ صفت آدمی
ہے۔ اس نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ستون کی اوٹ میں
ہوتے ہی اس نے اس کے سر پر فائر کھول دیا لیکن اس آدمی نے
بجلی کی سی تیزی سے غوطہ مارا لیکن غوطہ کھا کر وہ ابھی سیدھا ہوا بھی
نہ تھا کہ برونارڈ نے دوبارہ فائر کھول دیا اور اس بار وہ آدمی اچھل
کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ برونارڈ

تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے دور سے پولیس سائرنوں کی
آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ فائرنگ کی آوازیں پولیس اسٹیشن تک پہنچ گئی
ہیں''...... برونارڈ نے کہا اور پھر اس نے قریب جا کر دیکھا تو وہ
آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن زندہ تھا۔ اس کے پہلو، بازو اور
کندھے پر گولیاں لگی تھیں جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔ اسی لمحے
سائرن بجاتی گاڑیاں قریب آئیں اور پھر تیزی سے کوٹھی کے
سامنے سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئیں تو برونارڈ نے اطمینان کا
گہرا سانس لیا کیونکہ یہ گاڑیاں کسی اور جگہ جا رہی تھیں۔ سائرن
بجاتی پولیس گاڑیاں جب کچھ دور چلی گئیں تو برونارڈ نے جھک کر
اس آدمی کو اٹھایا اور کھینچ کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور اسے اٹھا کر
برآمدے سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے میں پہنچا جہاں اس نے اسے
ایک کرسی پر ڈال دیا۔

پولیس گاڑیوں کے گزر جانے کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا تھا
کہ وہ اس آدمی کو ہوش میں لا کر اس سے معلومات حاصل کرے گا
کیونکہ اتنی بات اب وہ سمجھ گیا تھا کہ کوٹھی میں بے ہوش کرنے والی
گیس پھیلائی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کے سارے ملازم اور
گارڈ بے ہوش ہو گئے ہیں اور وہ خود اس لئے بچ گیا ہے کہ وہ اس
وقت تہہ خانے میں تھا جہاں گیس کے اثرات نہ پہنچ سکے تھے اور
اس کے بعد یہ آدمی عقبی اونچی دیوار پھلانگ کر اندر آیا جو دھماکہ

اس نے سنا تھا وہ اس آدمی کے اندر کودنے کا تھا۔ چنانچہ اب و
اس سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور کیوں اس نے اس
انداز میں یہاں حملہ کیا ہے۔

ویسے بے ہوش کر دینے والی گیس کا خیال آنے کے بعد اس
اس نے ایسا کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ عام مجرم اس انداز میں حملہ
نہیں کرتے اور پھر اس آدمی کے اس کی کار کو دیکھنے کے انداز سے
اس کے ذہن میں بجنے والی خطرے کی گھنٹیاں تیز ہو گئی تھیں۔ اس
نے سٹور روم سے رسی لا کر اس سے اس آدمی کو رسی سے باندھا۔
پھر اس نے میڈیکل باکس لا کر اس کے زخموں کی بینڈیج کر دی
تاکہ زیادہ خون بہہ جانے سے وہ از خود ہلاک نہ ہو جائے۔ چونکہ
گولیاں جسم سے نکل گئی تھیں اس لئے صرف بینڈیج کر دینے سے
خون بہنا بند ہو گیا تھا۔ اس کے بعد برونارڈ نے اس کی تلاشی لی تو
اس کی سائیڈ جیب سے ایک اینٹی گیس بوتل بھی نکلی اور ساتھ ہی
ایک کارڈ بھی۔ اس کارڈ کے مطابق اس آدمی کا تعلق سپیشل پولیس
سروس سے تھا۔ کارڈ دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے
پولیس کے تقریباً تمام اعلیٰ افسران سے گہرے دوستانہ تعلقات تھے
اس لئے اسے معلوم تھا کہ پولیس میں کوئی سپیشل سروسز گروپ نہیں
ہے ورنہ اسے اس بارے میں معلوم ہوتا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ اس
آدمی نے صرف رعب ڈالنے کے لئے یہ کارڈ جیب میں رکھا ہوا
ہے اور ایسا آدمی کوئی پیشہ ور ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس کی

جیب سے ملنے والی اینٹی گیس بوتل اٹھائی اور پھر کمرے سے باہر آ
کر اس نے اپنے ملازموں کو ہوش میں لانے کی کارروائی شروع کر
دی تاکہ سب کو ہوش میں لا کر پھر وہ اطمینان سے اس آدمی کو ہوش
میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔

ڈاکٹر کمال کلب سے واپس جیسے ہی اپنے گھر پہنچا اچانک اس
کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا
چلا گیا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ اجنبی افراد کے نرغے میں
تھا۔ اسے بتایا گیا کہ وہ اس وقت کرانس کی ایک خفیہ لیبارٹری میں
ہے جہاں تک کوئی ان کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا اور یہ بھی
اسے بتایا گیا کہ اسے اس لئے پاکیشیا سے یہاں لایا گیا ہے کہ وہ
جی الیون گیس کے فارمولے کی تکمیل میں کرانسیسی سائنس دانوں کی
معاونت کرے اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ اسے یہاں ہر قسم
کی سہولیات مہیا کی جائیں گی لیکن وہ یہاں سے باہر کسی صورت نہ
جا سکے گا کیونکہ ان کے بقول باہر جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر کمال کا استاد بھی کرانسیسی ہی تھا اور اس نے گریٹ لینڈ
کی جس لیبارٹری میں طویل عرصہ کام کیا تھا وہاں کرانسیسی سائنس

ن ڈاکٹر فلپ اس کے ساتھ کام کرتا رہا تھا اور ان دونوں کے
میان خاصے گہرے تعلقات تھے۔ وہ دونوں بہت سے معاملات
میں ایک دوسرے کے رازدان بھی تھے۔ پھر ڈاکٹر فلپ، گریٹ لینڈ
سے واپس کرانس چلا گیا تو ڈاکٹر کمال نے بھی پاکیشیا کا رخ کیا
ور اب طویل عرصے سے وہ وہاں جی الیون گیس کے انتہائی اہم
فارمولے پر کام کر رہا تھا اور اس ٹاسک پر حکومت پاکیشیا نے بھی
کثیر سرمایہ لگا ہوا تھا اور یہ بات بھی ڈاکٹر کمال کو معلوم تھی کہ اس
کی شمولیت کے بغیر کرانس میں موجود دیگر سائنس دان جی الیون کو
مکمل نہ کر سکیں گے لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر اس نے یہاں
سے فرار ہونے کی کوشش کی تو اسے ہلاک کر دیا جائے گا اور وہ مرنا
بھی نہیں چاہتا تھا۔ ویسے بھی پاکیشیا میں وہ اکیلا رہتا تھا اس لئے
اسے یہاں رہنے میں بھی کوئی عار نہ تھا لیکن اسے رہ رہ کر پاکیشیا
کے نقصان کا خیال آتا تو وہ دل مسوس کر رہ جاتا۔ پھر ڈاکٹر فلپ
جب علیحدگی میں اس سے ملنے آیا تو ڈاکٹر کمال اس سے مل کر بے
حد خوش ہوا۔ ڈاکٹر فلپ بھی اس لیبارٹری میں ہی کام کرتا تھا اور
اسسٹنٹ انچارج تھا جبکہ انچارج ڈاکٹر ایڈورڈ تھا جو خاصا ضعیف
تھا۔

ڈاکٹر کمال یونیورسٹی کے دور میں ان سے بھی پڑھ چکا تھا اور وہ
بھی اس کے استادوں میں شامل تھے اور ڈاکٹر کمال ان کی بھی دل
سے عزت کرتا تھا اور جب ڈاکٹر فلپ نے اسے یقین دلایا کہ جی

الیون فارمولا نہ صرف حکومت کرانس کے ذریعے پاکیشیا کو دے دیا
جائے گا بلکہ اس فارمولے پر مبنی ہتھیار کی تیاری میں بھی حکومت
پاکیشیا کی معاشی مدد بھی کی جائے گی تو ڈاکٹر کمال مطمئن ہو گیا۔
البتہ اس نے ڈاکٹر فلپ اور ڈاکٹر ایڈورڈ سے یہ حلف بھی لے لیا
تھا کہ جی الیون فارمولے کی تکمیل کے بعد اسے نہ صرف آزاد کر
دیا جائے گا بلکہ اسے پاکیشیا جانے کی بھی اجازت دے دی جائے
گی اور جب ڈاکٹر فلپ اور ڈاکٹر ایڈورڈ دونوں نے حلف دے دیا
تو ڈاکٹر کمال مکمل طور پر مطمئن ہو گئے اور پھر انہوں نے جی الیون
پر کام کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ پھر اس نے عملی طور پر بھی کام
شروع کر دیا تھا۔

ڈاکٹر کمال جس لیبارٹری میں تھا یہ مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ تھی۔
اس لیبارٹری میں کام کرنے والے تمام افراد کی رہائش بھی یہیں
تھی۔ پہلے تو لوگ یہاں سے باہر جاتے اور باہر سے واپس آتے
رہتے ہوں گے لیکن جب سے ڈاکٹر کمال کو یہاں لایا گیا تھا
لیبارٹری کو مکمل طور پر اس انداز میں سیلڈ کر دیا گیا تھا کہ باہر سے
اس کا رابطہ تک ختم کر دیا گیا تھا۔ البتہ چھ ماہ کے لئے تمام ضروریات
خورد ونوش کی اشیاء، سائنسی آلات اور سائنسی کیمیکلز سب کا سٹاک
کر لیا گیا تھا۔ چھ ماہ کی مدت اس لئے رکھی گئی تھی کہ سائنس
دانوں کو یقین تھا کہ ڈاکٹر کمال کی مدد سے وہ زیادہ سے زیادہ چھ
ماہ کے اندر جی الیون گیس اور اس پر مبنی دفاعی ہتھیار تیار کر لینے

میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کمال اس وقت لیبارٹری میں ہی
اپنے رہائشی کمرے میں کرسی پر بیٹھے ایک فائل پڑھنے میں مصروف
تھے کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر کمال بے اختیار
چونک پڑے۔

''آ جائیں''...... ڈاکٹر کمال نے کہا تو دروازہ کھلا اور ادھیڑ عمر
ڈاکٹر فلپ اندر داخل ہوئے۔

''اوہ۔ آیئے ڈاکٹر فلپ۔ آج کیسے ادھر بھول پڑے''۔ ڈاکٹر
کمال نے اٹھ کر ڈاکٹر فلپ کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کام کے بعد اس کمرے میں بند ہو جاتے ہیں جبکہ سب
ڈاکٹرز اور دیگر لوگ ہال میں بیٹھ کر گپ شپ لگاتے ہیں۔ میں
نے سوچا کہ آپ سے کچھ دیر گپ شپ ہو جائے کیونکہ آپ کی وجہ
سے لیبارٹری سیلڈ کر دی گئی ہے ورنہ پہلے تو کلب کا چکر لگ جاتا
تھا''...... ڈاکٹر فلپ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میری وجہ سے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ''...... ڈاکٹر کمال
نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اس لئے کہ آپ کو چھڑوانے کے لئے ایجنٹس آئیں
گے تو وہ اندر نہ آ سکیں''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا تو ڈاکٹر کمال بے
اختیار ہنس پڑے۔

''یہ آپ نے واقعی اچھا لطیفہ سنایا ہے۔ میرے پیچھے کون آ سکتا
ہے۔ میں تو اکیلا آدمی ہوں۔ وہاں پاکیشیا میں بھی مجھے اتنی اہمیت

نہیں دی جاتی تھی جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ مجھے چھڑوانے کے
لئے یہاں ایجنٹس آئیں گے۔ یہ اچھا مذاق ہے''...... ڈاکٹر کمال
نے کہا۔

''ہمیں تو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو دنیا کی
انتہائی خطرناک تنظیم ہے آپ کو واپس لے جانے کے لئے ادھر
آئے گی۔ اسی لئے تو ہم نے لیبارٹری کو سیلڈ کر دیا ہے اور آپ کو
اور ہمیں یہاں رکنا پڑا ہے۔ یہ بالکل علیحدہ اور خفیہ جگہ ہے''......
ڈاکٹر فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کا اپنا وہم ہے ڈاکٹر فلپ۔ میں مانتا ہوں کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس خطرناک ہو گی لیکن مجھ جیسے گمنام سائنس دان کے
پیچھے کون آتا ہے''...... ڈاکٹر کمال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا آپ کو یقین ہے''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''ہاں۔ سو فیصد یقین ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں پاکیشیا کا ایک
سینئر سائنس دان ہوں لیکن وہاں میری اتنی اہمیت نہیں ہے کہ
حکومت پاکیشیا میری واپسی کے لئے سیکرٹ سروس کو بھجوائے''۔
ڈاکٹر کمال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں کیا ضرورت ہے یہاں اس طرح قید
تنہائی میں رہنے کی۔ پھر ہم وہیں کرانس کی اس لیبارٹری میں چلے
جاتے ہیں جہاں اس فارمولے پر کام کرنے کی اعلیٰ ترین اور جدید
ترین لیبارٹری ہے اور کرانس میں رہ کر ہم قید تنہائی سے بھی بچ

جائیں گے''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''میں خود یہاں قید تنہائی کا شکار ہوں۔ یہ درست ہے کہ میں
فطرتاً بھی تنہائی پسند ہوں لیکن اس قدر بھی نہیں کہ چوبیس گھنٹے اکیلا
کمرے میں بیٹھا رہوں''...... ڈاکٹر کمال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں ڈاکٹر ایڈورڈ سے بات کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے
کہ آپ کی طرف سے یقین ہو جانے کے بعد وہ اعلیٰ حکام کو
رضامند کر لیں گے۔ پھر ہم واپس کرانس شفٹ ہو جائیں گے''۔
ڈاکٹر فلپ نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کمال بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اگر ایسا ہو جائے تو مجھے بھی بے حد خوشی ہو گی''...... ڈاکٹر
کمال نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر فلپ نے اثبات میں سر ہلا
دیا اور پھر ڈاکٹر کمال سے ہاتھ ملا کر وہ مڑا اور کمرے سے باہر نکل
گیا۔

''ہونہہ۔ میرے پیچھے سیکرٹ سروس آئے گی۔ پولیس کا سپاہی
تک نہ آئے اور یہ لوگ خواہ مخواہ ڈر رہے ہیں۔ خود ہی ڈر کر بند
ہوئے بیٹھے ہیں اور مجھے بھی بند کر رکھا ہے۔ نانسنس''...... ڈاکٹر
کمال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک بار پھر فائل کھول کر
اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر نجانے کتنا وقت گزرا ہو گا کہ
دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر کمال بے اختیار چونک
پڑا۔

''کم ان''...... ڈاکٹر کمال نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا

اور ڈاکٹر ایڈورڈ کو اور ان کے پیچھے ڈاکٹر فلپ کو اندر داخل ہوتے
دیکھ کر ڈاکٹر کمال بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔
''سر آپ۔ مجھے بلا لیا ہوتا''...... ڈاکٹر کمال نے قدرے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''آپ ہمارے لئے بے حد اہم ہیں ڈاکٹر کمال۔ ہم آپ کی
دل سے عزت کرتے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر فلپ نے آپ سے ہونے
والی بات چیت سے آگاہ کر دیا ہے۔ کیا واقعی آپ کا خیال ہے کہ
آپ کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں نہیں آئے گی''۔
ڈاکٹر ایڈورڈ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
''میرا تو یہی خیال ہے جناب۔ میری واقعی پاکیشیا میں اتنی
عزت اور اہمیت نہیں ہے جتنی آپ سمجھ رہے ہیں''...... ڈاکٹر کمال
نے جواب دیا اور پھر وہ تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔
''میں نے اعلیٰ حکام سے بات کی ہے۔ وہ پہلے تو اسے تسلیم
نہیں کر رہے تھے لیکن پھر میرے دباؤ دینے پر وہ اس شرط پر راضی
ہو گئے کہ ہم کسی ایسی لیبارٹری میں شفٹ ہوں جس کا علم سوائے
ہمارے اور کسی کو نہ ہو اور آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ
کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کر کے آپ کا چہرہ بدل دیا جائے
تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچ بھی جائے تو وہ آپ کو
پہچان ہی نہ سکے۔ میں اس لئے ڈاکٹر فلپ کے ساتھ آیا ہوں کہ
کیا آپ ان شرائط کو تسلیم کرتے ہیں تاکہ میں اس بارے میں کوئی

تی فیصلہ کر سکوں''...... ڈاکٹر ایڈورڈ نے کہا۔
''سوری ڈاکٹر صاحب۔ میں اپنا چہرہ بدلوانے کے لئے تیار نہیں
وں۔ یہ میرے لئے اتنا بڑا موڑ ہو گا کہ شاید پھر میں کام ہی نہ کر
سکوں۔ باقی آپ کی تمام شرائط مجھے منظور ہیں''...... ڈاکٹر کمال نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
''او کے۔ پھر تیار ہو جائیں۔ ہم لائبیریا لیبارٹری میں شفٹ ہو
جائیں گے۔ لائبیریا کرانس کے دارالحکومت پارس سے بھی زیادہ
خوبصورت شہر ہے اور وہاں کی خواتین خاص طور پر خوبصورت ہیں
اور تعاون بھی کرنے والی ہیں۔ اس لیبارٹری میں ہمارے کام کرنے
کے لئے جدید ترین مشینری بھی موجود ہے''...... ڈاکٹر ایڈورڈ نے کہا
تو ڈاکٹر فلپ اور ڈاکٹر کمال دونوں کے چہروں پر بے اختیار چمک
سی ابھر آئی۔

ٹائیگر کے ذہن میں روشنی کی ایک لکیر سی نمودار ہوئی اور پھر یہ
لکیر پھیلتی چلی گی لیکن اس کے ساتھ ہی اسے اپنے ایک گال پر
سخت جلن کا احساس ہونے لگا۔ اس کے ذہن میں پلک جھپکنے میں
ی سارا منظر کسی فلم کے مناظر کی طرح گھوم گیا کہ برونارڈ کی
ہائش گاہ پر اس نے بے ہوش کرنے والی گیس فائر کی اور پھر دیوار
پھلانگ کر وہ رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد سائیڈ گلی سے
وتا ہوا جب وہ فرنٹ پر پہنچا تو اس نے پورچ میں کھڑی جدید
ین ماڈل کی لوکارڈ کار دیکھی۔ وہ وہاں کا جائزہ لے رہا تھا کہ
سے برآمدے کے ستون کے پیچھے حرکت کا احساس ہوا۔ اسی لمحے
ں پر فائرنگ ہوئی لیکن وہ غوطہ مار کر فائرنگ سے بچ گیا لیکن
طہ کھا کر وہ ابھی سنبھلا بھی نہ تھا کہ ایک بار پھر اس پر فائرنگ
ئی اور اس بار اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور آخری

احساس اسے یہی ہوا تھا کہ کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی
چلی جا رہی ہیں اور اس کا سانس پتھر بن کر اس کے حلق میں پھنس
گیا ہے لیکن اب ہوش آنے پر اسے اپنے ایک گال پر سخت جلن کا
احساس ہو رہا تھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے گال پر زوردار تھپڑ
مارے گئے ہیں۔ پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد اس کو جب
ماحول کا ادراک ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک کمرے میں کرسی پر
رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا جبکہ اس کے سامنے ایک کرسی پر بڑے
فاخرانہ انداز میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے عقب میں مشین
گن سے مسلح ایک گارڈ کھڑا تھا اور اس گارڈ کو دیکھتے ہی اسے اس
کا چہرہ یاد آ گیا تھا۔ یہ گارڈ پھاٹک کے ساتھ گارڈ روم کے قریب
بے ہوش پڑا تھا لیکن اس کے ہوش میں آنے کا مطلب تھا کہ یا تو
اسے چھ گھنٹوں کے بعد ہوش میں لایا گیا ہے یا پھر اینٹی گیس کی
مدد سے سب کو ہوش میں لایا گیا ہے۔ اس نے یہ بھی چیک کر لیا
تھا کہ اس کے زخموں کی باقاعدہ بینڈیج کی گئی ہے۔

''کیا نام ہے تمہارا۔ کون ہو تم''...... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی
نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''پہلے تم بتاؤ کہ تم برونارڈ ہو۔ سٹائل کلب کے مالک اور جنرل
منیجر''...... ٹائیگر نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے
کہا تو وہ آدمی کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ لیکن تم مجھے کس طرح جانتے ہو۔ کون ہو تم۔ میں تو

تمہاری شکل ہی پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ مجھے تو تم کوئی پیشہ ور قاتل
بدمعاش دکھائی دے رہے ہو''...... برونارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہ
تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا میک اپ چیک نہیں کیا گیا۔
''میرا نام روبن ہے اور میں واقعی پیشہ ور قاتل ہوں''...... ٹائیگر
نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ٹائیگر نے
لاشعوری طور پر اپنے آپ کو رسی سے آزاد کرانے کی کوشش شرو
کر دی تھی اور شاید اس کے لئے تیزی سے حرکت کرنا بھی مشکل ت
لیکن ظاہر ہے اس نے جدوجہد تو بہرحال کرنی تھی۔
''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر تم پیشہ ور قاتل ہوتے تو تم
سڑک پر فائر کرتے یا کلب میں جاتے ہوئے تم فائر کر دیتے۔ ب
بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے عقبی دیوار پھلانگ کر اند
آنے اور پھر کار کو اس انداز میں چیک کرنا جیسے تم اسے پہچان رہ
ہو، یہ سب بتا رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم جو کچھ بھی ہ
اپنی اصلیت بتا دو ورنہ تمہارے پورے جسم کی ہڈیاں توڑ دی جائی
گی''...... برونارڈ نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔
''یہ میرا طریقہ کار ہے۔ اس طرح میں کسی بھی طرح سامن
نہیں آتا اور جہاں تک کار کا تعلق ہے تو لوکارڈ کار مجھے ذاتی ط
پر بے حد پسند ہے اور یہ تو جدید ترین ماڈل تھا۔ لیکن تم شاید ب
ہوش نہیں ہوئے۔ کیوں۔ کیا تم بے ہوش پروف ہو''...... ٹائیگر نے
کہا تو برونارڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں اس وقت تہہ خانے میں تھا اس لئے بے ہوش ہونے
سے بچ گیا لیکن اب تم نہیں بچ سکو گے''...... برونارڈ نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
''جیگر''...... برونارڈ نے مڑ کر عقب میں موجود مشین گن بردار
سے مخاطب ہو کر کہا۔
''یس باس''...... عقب میں کھڑے گارڈ نے چونک کر کہا۔
''کیا تم اسے فائرنگ کئے بغیر ہلاک کر سکتے ہو''...... برونارڈ
نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
''باس۔ اس کے سر پر مشین گن کے دستے کی ضربات لگا کر
اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے''...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''پہلی ضرب ہی اتنی زور سے لگاؤ کہ اس کی چیخ نہ نکل سکے۔
چلو آگے آؤ اور اسے ختم کر دو''...... برونارڈ نے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا۔
''یس باس''...... جیگر نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن
کو اس نے نال کی طرف سے پکڑا اور قدم بڑھاتا ہوا ٹائیگر کی
طرف بڑھنے لگا۔ ادھر ٹائیگر نے اس دوران گانٹھ تو کھول لی تھی
لیکن رسیوں کے بل ابھی تک موجود تھے جبکہ جیگر ہاتھوں میں مشین
گن پکڑے ٹائیگر کے سر پر ضربیں لگانے کے لئے اس کی طرف
بڑھتا چلا آ رہا اور ٹائیگر اس وقت اس کا ٹارگٹ بنا کرسی پر بیٹھا ہوا
تھا لیکن جیسے ہی جیگر اس کے قریب پہنچ کر رکا اور اس نے دونوں

ہاتھ اپنے سر سے اوپر اٹھائے تا کہ ٹائیگر کے سر پر مشین گن کے دستے سے خوفناک ضرب لگا سکے کہ ٹائیگر نے زمین پر موجود اپنے پیروں پر زور دار جھٹکے سے دباؤ ڈالا تو وہ کرسی سمیت پشت کے بل ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔

اس لمحے جیگر کے ہاتھ نیچے آئے تھے لیکن ٹائیگر کے اچانک گرنے سے وہ اپنے آپ کو بروقت نہ سنبھال سکا اور بھاری مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک چھناکے سے دور جا گری۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے بے اختیار الٹی قلابازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کی تو کرسی چند لمحوں کے لئے اس کے جسم کے ساتھ لٹکی رہی لیکن دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے ٹائیگر کے جسم سے علیحدہ ہو کر نیچے فرش پر ایک دھماکے سے گری اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے واقعی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جسم کو اس طرح گھمایا کہ برونارڈ کی طرف سے کی جانے والی مشین پسٹل فائرنگ کی گولیاں اس کے قریب سے نکل کر سامنے دیوار سے جا ٹکرائیں جبکہ ٹائیگر کا جسم فضا میں ہی گھومتا ہوا برونارڈ سے پوری قوت سے ٹکرایا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا اور نہ صرف مشین پسٹل دور جا گرا بلکہ وہ خود بھی چیختا ہوا پہلو کے بل ایک دھماکے سے زمین سے جا ٹکرایا جبکہ ٹائیگر نے ایک بار پھر جمپ لگایا اور اس بار اس کا جسم کسی شکاری پرندے کی طرح اڑتا ہوا جیگر سے جا ٹکرایا جو اپنی مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا۔

کی پشت ٹائیگر کی طرف تھی۔ وہ بھی چیختا ہوا فرش پر جا گرا اور ہوا کافی دور تک چلا گیا۔

ٹائیگر بھی جیگر سے ٹکرا کر نیچے گرا تھا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بار پھر تیزی سے اٹھا اور اس بار اس کے ہاتھ میں مشین گن جبکہ برونارڈ نیچے گرنے کے بعد جیگر اور ٹائیگر کے ٹکراؤ کے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیزی سے اٹھ کر کچھ دور پڑے مشین پسٹل کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن دوسرے لمحے ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی برونارڈ چیختا ہوا نیچے گرا اور اس کی طرح فرش پر گھومنے لگا جس کی دم کاٹ دی جائے جبکہ نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا رخ موڑا اور فرش پر کر آگے جانے کے بعد اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیگر کے میں گولیاں گھستی چلی گئیں اور چند لمحے تڑپ کر وہ ساکت ہو گیا۔

ٹائیگر واپس برونارڈ کی طرف مڑا تو وہ بھی اب تک ساکت ہو تھا لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ وہ اتنی جلدی ہلاک نہیں ہو سکتا ٹائیگر نے دانستہ اس کی ٹانگوں پر فائر کئے تھے۔ البتہ اس زخموں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا جس کا روکنا ضروری تھا وہ زیادہ خون بہنے سے ہلاک ہو سکتا تھا۔ ٹائیگر کے پاس زیادہ نہ تھا کیونکہ فائرنگ کی آوازیں سن کر باہر سے دوسرے ملازم اندر آ سکتے تھے۔ چنانچہ اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا

اور جھک کر فرش پر پڑا ہوا مشین پسٹل اٹھایا اور دروازے کی طر
بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ برونارڈ نے فائرنگ سے بچنے
لئے ٹائیگر کو سر پر ضربیں لگا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی کیو
یہ گنجان آبادی تھی اور فائرنگ کی آوازیں سنی جا سکتی تھیں اور پو
بھی فوری یہاں پہنچ سکتی تھی لیکن اب اس کے سوا اس کے پاس
کوئی چارہ نہ رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر جب واپس
کمرے میں پہنچا جہاں جیگر کی لاش اور بے ہوش برونارڈ پڑا ہو
تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا میڈیکل باکس موجود تھا جبکہ کوٹھی
موجود تین ملازموں کو اس نے فائرنگ کی بجائے ان کی گردنیں
کر ہلاک کر دیا تھا۔

میڈیکل باکس اسے ایک کھلے ریک میں پڑا نظر آ گیا تھا
چونکہ ابھی تک پولیس نہ آئی تھی اس لئے ٹائیگر کی فکر قدرے دو
گئی تھی۔ اس نے میڈیل باکس فرش پر رکھا اور پہلو کے بل پڑ
برونارڈ کو سیدھا کر کے اس نے میڈیکل باکس کھولا اور اس
سے پانی کی بوتلیں نکال کر اس نے پہلے تو اس کے زخم دھوئے
ان پر بینڈیج کر دی۔ اس کے بعد اس نے یکے بعد دیگرے
انجکشن لگائے اور میڈیکل باکس بند کر کے اس نے جھک کر برو
کو اٹھایا اور اسے اسی کرسی پر ڈال دیا جس پر پہلے وہ فاخرانہ اند
میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر وہ اس کرسی کی طرف بڑھا جس پر اسے باند
گیا تھا اور اب وہ کرسی فرش پر گری پڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے کر

اٹھا کر سیدھی کر کے رکھی اور پھر جھک کر فرش پر پڑی ہوئی رسی اٹھا
کر اس نے اس رسی کی مدد سے برونارڈ کو کرسی کے ساتھ باندھ
دیا۔ پھر اس نے برونارڈ کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر
دیا۔ چند لمحوں بعد جب برونارڈ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار
ہونا شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر
بیٹھ گیا جس کرسی پر اسے باندھا گیا تھا۔ یہاں بیٹھنے سے اسے ایک
فائدہ یہ بھی تھا کہ کمرے کا دروازہ اس کے سامنے تھا۔

گو اسے معلوم تھا کہ کوٹھی میں اس وقت برونارڈ اور اس کے
علاوہ اور کوئی زندہ آدمی نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ دروازے پر نظر
رکھنا چاہتا تھا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ کچھ دیر بعد
برونارڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس
نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن زخمی ہونے اور بندھا
ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ اٹھ نہ سکا تھا۔ پھر اس کی نظریں
سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے
تاثرات مستقل طور پر موجود تھے۔ پھر اس کی نظریں جیگر کی لاش پر
جم گئیں۔

”تم۔ تم نے جیگر کو مار دیا“...... برونارڈ نے رک رک کر کہا۔
اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا
ہے۔

”جیگر نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ مارا

گیا۔ تم نے چونکہ مجھے ہلاک نہ کیا تھا اس لئے میں نے بھی تمہیں
ہلاک نہیں کیا اور چونکہ تم نے میری بینڈیج کی تھی تو میں نے بھی
جواب میں تمہارے زخموں کی بینڈیج کر دی ہے اس لئے یہ سب
حساب برابر ہو گیا۔ البتہ اب تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ تمہاری لوکارڈ کار
ایک بہت بڑے جرم میں استعمال ہوئی ہے۔ تم نے یہ گاڑی کس
کے حوالے کی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میری گاڑی جرم میں استعمال ہوئی
ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... برونارڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے پوچھا تھا کہ میں کون ہوں تو اب سن لو کہ میرا تعلق
ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ یہ اور بات ہے کہ میں نے ایک
بدمعاش کا میک اپ کیا ہوا ہے اور میں یہاں تمہاری گاڑی کے
پیچھے ہی آیا تھا۔ تمہاری گاڑی کے ذریعے پاکیشیا کے ایک اہم
سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
تم سب کچھ مجھے بتا دو کہ تم نے اپنی گاڑی کس کو دی تھی کیونکہ ابھی
تک میرا یہی خیال ہے کہ تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ تمہاری گاڑی اس
جرم میں استعمال کی گئی ہے لیکن اگر تم نے چھپایا تو پھر تمہیں یہاں
سے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈکوارٹر لے جایا جائے گا اور پھر وہاں
تھرڈ ڈگری کے بعد تم اصل بات بتانے پر مجبور ہو جاؤ گے''۔ ٹائیگر
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے واقعی نہیں معلوم۔ مجھے بس

اتنا معلوم ہے کہ کرانس کے دو ایجنٹس گیری اور ہنری کسی کام کے
لئے پاکیشیا آئے تو میں نے انہیں رہائش گاہ مہیا کی اور اپنی گاڑی
بھی۔ پھر مجھے فون کر کے کہا گیا کہ میری گاڑی بندرگاہ پر موجود
ہے جبکہ وہ دونوں سمندری راستے سے کافرستان چلے گئے ہیں تو
میں نے گاڑی منگوا لی اور بس۔ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے''۔
برونارڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایجنٹس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی سرکاری لوگ تھے''...... ٹائیگر
نے کہا۔

''ہاں۔ کرانس کی سرکاری ایجنسی جس کا نام ہارڈ ایجنسی ہے اس
کے ایجنٹس تھے''...... برونارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم تک وہ کیسے پہنچے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہارڈ ایجنسی کا چیف گریگ میرا کلاس فیلو بھی ہے اور دوست
ف۔ اس نے مجھے فون کیا تھا کہ اس کے دو ایجنٹس آ رہے ہیں
د میں انہیں سہولیات مہیا کروں۔ انہوں نے صرف چند افراد کی
رانی کرنی ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں رہائش گاہ اور گاڑی دے
، اور پھر وہ چلے گئے''...... برونارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کتنا معاوضہ دیا گیا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ میرا دوست ہے اس لئے معمولی کام کا اس سے کیا معاوضہ
اہے۔ یہ تو تم اب مجھے بتا رہے ہو کہ انہوں نے کسی سائنس
ن کو اغوا کیا ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ سائنس دان کو اغوا کر کے

سمندری راستے سے کافرستان نہیں لے جایا جاتا اور کئی طریقے ہیں اسے یہاں سے باہر لے جانے کے''...... برونارڈ نے کہا۔

''کیا تم اپنی بات کنفرم کرا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کنفرم۔ کیا مطلب۔ میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ پھر بھی تم یقین نہیں کر رہے''...... برونارڈ نے کہا۔

''تم گریگ سے فون پر بات کرو۔ جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ کنفرم ہو جائے کہ اس نے دو ایجنٹس بھیجے تھے۔ پھر میں تمہیں چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کراؤ میری بات''...... برونارڈ نے چند لمحے خاموش رہ کر بولتے ہوئے کہا۔

''نمبر بتاؤ''...... ٹائیگر نے اٹھ کر سائیڈ پر موجود میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر جیسے جیسے برونارڈ نمبر بتاتا رہا ٹائیگر نے نمبر پریس کر دیئے اور پھر فون اٹھا کر وہ برونارڈ کے قریب آیا اور اس نے رسیور برونارڈ کے کان سے لگا دیا۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن ٹائیگر نے پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے برونارڈ بول رہا ہوں سٹائل کلب سے۔ چیف سے بات کراؤ''...... برونارڈ نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ گریگ بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے کہ تم اپنی رہائش گاہ بات کرنے پر مجبور ہوئے ہو''...... دوسری طرف سے مردانہ میں کہا گیا تو برونارڈ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں رہائش گاہ سے بول رہا ہوں۔ تم صرف مختلف نمبر چیک کئے ہوں گے''...... برونارڈ نے حیرت لہجے میں کہا۔

''تم نے ہارڈ ایجنسی کے فون پر کال کی ہے۔ اس کے ساتھ کمپیوٹر نصب ہے جس میں تمہارے تمام رابطہ نمبر موجود ہیں۔ آواز فیڈ ہے۔ جب مکمل چیکنگ ہو کر کال اوکے کی جاتی ہر بات واضح ہو جاتی ہے۔ فون کیوں کیا ہے''...... گریگ جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔

''تمہارے ایجنٹوں نے میری گاڑی کا باقاعدہ ڈیپلے کیا ہے کہ انٹیلی جنس میری گاڑی تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ مجبوراً مجھے مکمل طور پر کھلوا کر پارٹس میں تبدیل کرانا پڑ رہا ہے۔ تمہیں ہے کہ مجھے یہ جدید ترین ماڈل کتنا پسند تھا''...... برونارڈ نے

''کیا کہہ رہے ہو۔ باقاعدہ ڈیپلے کیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس اور گیری اور ہنری نے تو اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ انہوں گاڑی کی جعلی نمبر پلیٹ لگا کر اسے باہر نکالا تھا اور پھر بندرگاہ

پر چھوڑتے ہوئے انہوں نے نمبر پلیٹ ایک بار پھر بدل د
تھی''...... گریگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو برونارڈ نے ٹائ
کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا اب
مطمئن ہو تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ معاملات وا
پوری طرح واضح ہو گئے تھے۔

''مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ میں نے
انہیں اپنی گاڑی اور رہائش گاہ دی تھی۔ اب ملٹری انٹیلی جنس
لوگ میری گاڑی کے بارے میں پوچھتے پھر رہے ہیں۔ میں
گاڑی چوری ہونے کی رپورٹ اسی وقت کرا دی تھی تاکہ اگر
گڑبڑ ہو تو مجھ پر شک نہ ہو سکے اس لئے میں تو بچا ہوا ہوں لیک
میری گاڑی۔ اس کا کیا ہو گا''...... برونارڈ نے کہا۔

''تم نئی گاڑی خرید لو۔ پیمنٹ مجھ سے لے لینا''...... گری
نے کہا۔

''تھینک یو۔ اوکے۔ گڈ بائی''...... برونارڈ نے اس بار مسر
بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے رسیور اس کے کان سے ہٹا کر فو
پر رکھ دیا اور پھر مڑ کر اس نے فون پلٹ کر واپس میز پر رکھ دیا۔

''اب تو تم مطمئن ہو۔ اب مجھے چھوڑ دو۔ تم نے وعدہ کیا تھا
برونارڈ نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا اور تمہیں چھوڑ
جاؤں گا لیکن تم نے پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان کے اغوا م

معاونت کی ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے جس کی کم سے کم سزا موت ہے اس لئے میں تمہیں چھوڑ ضرور جاؤں گا لیکن زندہ نہیں مردہ''۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے نکالے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ برونارڈ جو شاید بولنے کے لئے منہ کھول رہا تھا سینے پر پڑنے والی گولیوں سے صرف منہ ہی کھول سکا اور چند لمحے کرسی پر ہی تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ چائے سے بھرا ہوا فلاسک اس کے سامنے میز پر موجود تھا کیونکہ سلیمان اپنی روزانہ کی خریداری کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا اور چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران سمیت سب فارغ تھے۔ گو سرداور نے ڈاکٹر کمال کے لاپتہ ہونے کے بارے میں اسے بریف کیا تھا اور اس نے ٹائیگر کے ذمے اس کی تحقیقات لگا دی تھی لیکن ابھی تک ٹائیگر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی اور جب تک اس بارے میں کوئی واضح پوائنٹس سامنے نہ آ جاتے اس وقت تک وہ کوئی اقدام نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ ٹائیگر کی طرف سے رپورٹ کا منتظر تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سائنس دان کا اغوا کوئی عام چور نہیں کرتے۔ یقیناً یہ کسی ملک کی ایجنسی کے لوگوں نے کیا ہو گا اور ایسے لوگ چونکہ

انتہائی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اس لئے ان کا سراغ لگانے کے لئے بہرحال وقت تو لگے گا اس لئے عمران نے ابھی ٹائیگر سے خود بھی رابطہ نہ کیا تھا اور چونکہ وہ فارغ تھا اور اس کا کہیں جانے کا بھی موڈ نہ تھا اس لئے وہ فلیٹ میں بیٹھا کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اتنی جلدی ٹائیگر نے سراغ لگا لیا۔ حیرت ہے''...... عمران نے خودکلامی کے انداز میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ اس کا خیال تھا کہ فون ٹائیگر کا ہو گا۔

''صالحہ بول رہی ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے صالحہ کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ کیسی چھوٹی بہن ہے کہ نہ بڑے بھائی کو سلام کیا نہ کوئی خوشخبری سنائی کہ میں بہت اکیلی محسوس کرتی ہوں بھائی اس لئے میں نے برف کی بھابھی کا بندوبست کر لیا ہے''۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ جناب بھائی صاحب۔ آپ کی چھوٹی بہن صالحہ آپ کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض کرتی ہے کہ آپ اپنی چھوٹی بہن کی رہائش گاہ پر تشریف لا کر اس کی عزت افزائی فرمائیں۔ سیکرٹ سروس کے ارکان مع برف کی شہزادی

کے یہاں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے صالحہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''نیز اپنا کھانا بھی ساتھ لے آئیں۔ یہ ہدایت تو شامل نہیں ہے دعوت میں''......عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کھانا نہیں البتہ دعوت کے بارے میں بعد میں اطلاع دی جائے گی۔ اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھا۔ پھر کتاب بند کر کے وہ اٹھا اور کتاب واپس بک ریک میں رکھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں صالحہ کی ذاتی کوٹھی تھی۔ صالحہ کبھی کبھار فلیٹ میں رہائش چھوڑ کر کوٹھی میں شفٹ ہو جاتی تھی لیکن پھر ایک ڈیڑھ ماہ بعد سیکرٹ سروس کی پالیسی کے مطابق وہ کسی فلیٹ میں شفٹ ہو جاتی تھی۔ اس وقت صالحہ اپنی کوٹھی میں رہائش پذیر تھی۔ صالحہ کے والد ہوٹل بزنس سے متعلق تھے اور ان کے ہائی کلاس ہوٹلوں کی ایک پوری چین دنیا میں موجود تھی اس لئے وہ ہوٹل کے معاملات کو سنبھالنے کے لئے تقریباً مستقل طور پر مختلف ممالک آتے جاتے رہتے تھے۔ البتہ کبھی کبھار وہ پاکیشیا میں آ جاتے تھے۔ جب وہ پاکیشیا آتے تو صالحہ اس کوٹھی میں ان کے ساتھ رہتی تھی اور والد کے جانے کے بعد وہ ایک بار پھر فلیٹ میں چلی جاتی تھی۔

صالحہ کی کوٹھی جدید تعمیر شدہ تھی اور خاصی خوبصورت بھی تھی۔ عمران نے کار پھاٹک کے سامنے روکی اور مختلف انداز میں تین بار ہارن دیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور کوٹھی کا چوکیدار باہر آ گیا۔ وہ چونکہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑا اور اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر ایک طرف بنی ہوئی وسیع پارکنگ میں جہاں تقریباً تمام اراکین کی کاریں موجود تھیں اپنی کار بھی پارک کر دی۔

''بڑی رونق ہے آج''۔ عمران نے کار سے اترتے ہوئے پھاٹک بند کر کے آنے والے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بس آپ کی کمی تھی جناب''...... چوکیدار نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر عمران اس بڑے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ چونکہ کئی بار یہاں آ چکا تھا اس لئے اسے اس کوٹھی کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم تھیں۔ ابھی عمران برآمدے تک نہ پہنچا تھا کہ ایک راہداری سے صفدر باہر آ گیا۔

''آیئے عمران صاحب۔ سب بڑی شدت سے آپ کی آمد کے منتظر ہیں''...... رسمی سلام دعا کے بعد صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چوکیدار نے بھی یہی کہا ہے اور تم بھی یہی کہہ رہے ہو۔ کوئی خاص بات ہے یہاں۔ مجھے بھی بتا دو''...... عمران نے بڑے

رازدارانہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ اب برآمدے میں پہنچ گئے تھے۔

''ہوٹل گرینڈ میں آج رات براعظم افریقہ کے لوک قبائلی رقص کا شو ہے اور پوری ٹیم نے یہ شو دیکھنا ہے لیکن ہوٹل گرینڈ کی تمام نشستیں ایک ہفتہ پہلے بک ہو چکی ہیں حتیٰ کہ سپیشل اور ایمرجنسی نشستیں بھی کل رات بک ہو چکی ہیں اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ آپ ہمیں یہ شو دکھانے کا بندوبست کریں''...... صفدر نے آخرکار اصل بات اگل دی۔

''صالحہ کو اور اس کے والد صاحب کو سب جانتے ہیں۔ وہ چاہے تو پورا ہوٹل بک کرا دے''......عمران نے کہا۔

''صالحہ تو صالحہ اس کے والد نے بھی مجبوری ظاہر کر دی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''تو پھر یہی ہو سکتا ہے کہ تم سب کھڑے ہو کر شو دیکھو''۔ عمران نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور ہم کھڑے رہیں۔ ہمیں ہر صورت میں سیٹیں لینی ہیں اور وہ بھی سٹیج کے قریب''...... صفدر نے بڑے حتمی لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں ہال نما کمرے میں داخل ہو گئے جہاں جولیا، صالحہ سمیت ٹیم کے تمام ممبران موجود تھے۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا اہالیان صالحہ ہاؤس''......عمران

نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر تقریباً سب نے ہی مل کر اونچی آواز میں سلام کا مکمل جواب دیا۔

''ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے۔ کیوں صفدر۔ یہ سب تو انتہائی نیک لوگ ہیں اور تم کہہ رہے تھے کہ یہ سب افریقی رقص دیکھنا چاہتے ہیں۔ لوک رقص اور وہ بھی افریقی۔ لاحول ولا قوۃ۔ توبہ۔ توبہ''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑ لئے۔

''آپ نے بتا دیا۔ ہم سب مل کر بتاتے''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نے سوچا کہ عمران صاحب کو پہلے سے ذہنی طور پر تیار کر دوں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے ہر کوشش کر لی ہے لیکن گرینڈ ہوٹل میں نشستیں حاصل نہیں کر سکے لیکن ہم نے بہرحال افریقی لوک رقص دیکھنے ہیں۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نے پہلے ہی صفدر سے کہا ہے کہ ہم سب کھڑے ہو کر شو دیکھ لیں گے۔ آخر اللہ نے ٹانگیں کیوں دی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہم نے نشستیں لینی ہیں اور وہ بھی سب سے آگے اور سن لو کہ یہ سب تم نے کرنا ہے''...... خاموش بیٹھی جولیا نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ مجھ پر کیوں غرا رہی ہو۔ یہ صالحہ ہے۔ اس کے والد کی ہوٹلوں کی پوری دنیا میں چین ہے۔ یہ پورا ہوٹل حاصل کر سکتی ہیں۔ اس سے کہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے خود بھی کوشش کی ہے اور ڈیڈی سے بھی کہا ہے۔ ڈیڈی نے بھی کوشش کی ہے لیکن سپیشل سیٹیں بک ہو چکی ہیں''۔ صالحہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بے چارہ کرائے کا سپاہی جس پر جولیا بھی غرا سکتی ہے''...... عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا جیسے وہ اپنی بے چارگی کا کھلے عام اعتراف کر رہا ہو۔

''جو مرضی آئے کرو۔ ہمیں سیٹیں چاہئیں''...... جولیا نے میز پر مکا مارتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''تو پھر چیف سے کہو۔ جس کا حکم چلتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''چیف ان معاملات میں نہیں پڑ سکتا۔ یہ کام تمہیں ہی کرنا ہو گا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اچھا۔ لیکن مجھے تو کسی نے چائے، کافی کی ایک پیالی بھی نہیں پوچھی۔ کوئی دوسرا میری کیا سنے گا''...... عمران نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پہلے سیٹیں، پھر چائے۔ یہ طے ہے''...... جولیا نے ایک بار پھر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''اچھا چلو کوئی وعدہ تو ہو گیا۔ گو وعدہ پورا نہیں ہو گا لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہوا تو سہی''...... عمران نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تو جولیا سمیت سب کے چہروں پر رونق آ گئی کیونکہ انہیں سو فیصد یقین تھا کہ عمران اگر چاہے تو ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے سب ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان سب کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عمران ہوٹل گرینڈ کے مینجر کو یا ہوٹل کی کسی بڑی شخصیت کو فون کر رہا ہے۔ سلیمان کا تو شاید کسی کے تصور میں بھی نہ تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بولیں صاحب۔ لیکن فوری بولیں ورنہ کچن میں ہانڈی جل جائے گی''...... دوسری طرف سے سلیمان نے بیزار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک چھوٹا سا کام ہے اگر تم مہربانی کرو تو''...... عمران نے بڑے فدویانہ سے لہجے میں کہا اور اس بار جولیا سمیت سب کے

چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ عمران کا اس طرح سلیمان سے بات کرنا انہیں اپنی توہین محسوس ہو رہا تھا۔

''سوری صاحب۔ چھوٹے کام کرنا میری توہین ہے''۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

''بتاؤ اب اور کیا کروں''...... عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے میں ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

''تم نے ہماری توہین کی ہے۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ تمہارا یہ باورچی جونجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے میں اسے بھی گولی مار دوں گا''...... تنویر نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ آپ نے سلیمان کو فون کر کے ہم سب کی شدید توہین کی ہے''...... صفدر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سلیمان کو جانتے ہی نہیں۔ وہ آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا صدر ہے اور دنیا کے تمام ہوٹل باورچیوں کے سر پر چلتے ہیں ورنہ ایک دن بھی نہ چل سکیں''...... عمران نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''تم خود بات کرو اور ہمیں سیٹیں دلواؤ ورنہ''...... جولیا نے ایک

پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب پر ہم خواہ مخواہ یہ کر رہے ہیں اگر ان کے بس میں ہوتا تو یہ سلیمان کو فون نہ تے''...... اس بار خاموش بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میں نے سلیمان کو درست فون کیا ہے۔ وہ ہے تو پورا ہوٹل خالی کرا سکتا ہے۔ ذرا اسے ہانڈی پکا لینے دو۔ ر بات کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''بس۔ بس۔ ختم کرو اس معاملے کو۔ ہم نے اب نہیں دیکھنا ''...... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران سے سخت مایوسی ئی ہو۔

''ارے۔ ارے۔ دل چھوٹا نہ کرو۔ ویسے ڈاکٹر بڑے دل کو بھی ری کہتے ہیں۔ مجھے کوشش کر لینے دو''...... عمران نے کہا اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بار پھر سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہانڈی چولہے سے اتار لی ہے یا نہیں''...... عمران نے اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا۔

''اتار لی ہے صاحب۔ حکم''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گرینڈ ہوٹل میں کل رات افریقی لوک رقص کا شو ہو رہا ہے۔
تمام سیٹیں حتیٰ کہ سپیشل سیٹیں بھی بک کر دی گئی ہیں جبکہ مس جولیانا
فٹزواٹر سمیت سب ساتھیوں نے مجھے گھیر رکھا ہے کہ میں انہیں
ایکسٹرا سپیشل سیٹیں الاٹ کرا دوں۔ صرف دس سیٹیں چاہئیں''۔
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''ٹھیک ہے صاحب۔ مل جائیں گی۔ آپ کہاں سے فون کر
رہے ہیں''...... سلیمان نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران
کے سب ساتھی حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے
جیسے انہیں سمجھ نہ آ رہی ہو کہ سلیمان کس طرح یہ کام کر سکتا ہے۔
''میں صالحہ کی رہائش گاہ سے بات کر رہا ہوں''...... عمران نے
کہا۔
''ٹھیک ہے صاحب۔ میں نصف گھنٹے میں آپ کو اطلاع دیتا
ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے
رسیور رکھ دیا۔
''یہ سب ڈرامہ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جہاں صالحہ کے
ڈیڈی ناکام ہو جائیں وہاں ایک باورچی کامیاب ہو جائے''۔ تنویر
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''سلیمان ابھی خوشخبری سنائے گا''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے
ہوئے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔
''تم نے کس بناء پر یہ بات کی ہے''...... صفدر نے حیرانی

ہوتے ہوئے کہا۔
''عمران صاحب نے سلیمان کو ایکسٹرا سپیشل سیٹوں کا حوالہ دیا
ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تمام بڑے فنکشنز میں یہ باقاعدہ پروٹوکول
ہے کہ عام سیٹوں کے علاوہ سپیشل سیٹیں ہوتی ہیں جو بڑے افسران
کے لئے آخری وقت تک خالی رکھی جاتی ہیں اور جب افسران یہ شو
دیکھنا چاہیں تو انہیں یہ سیٹیں الاٹ کر دی جاتی ہیں لیکن اس کے
ساتھ ایکسٹرا سپیشل سیٹیں ہوتی ہیں جو ملک کے صدر، پرائم منسٹر،
وفاقی وزراء، وفاقی سیکرٹریز اور ایسے ہی ملک کے اہم ترین افراد
کے لئے ہمیشہ رکھی جاتی ہیں لیکن ہال میں انہیں اس وقت رکھا جاتا
ہے جب یہ بڑے افسران کو الاٹ کر دی جاتی ہیں ورنہ انہیں شو
کے دوران تک خالی رکھا جاتا ہے کیونکہ کسی بھی وقت یہ صاحب
اقتدار صاحبان تشریف لا سکتے ہیں اور انہیں انکار نہیں کیا جا سکتا
اس لئے عمران صاحب کو معلوم ہے کہ ایکسٹرا سپیشل سیٹیں خالی ہوں
گی لیکن انہیں صرف وفاقی سیکرٹری الاٹ کرا سکتے ہیں اور سر سلطان
سیکرٹری وزارت خارجہ ہیں اور سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج
ہیں۔ عمران صاحب نے سلیمان کو کوڈ میں کہہ دیا ہے کہ وہ
سر سلطان کو فون کر کے یہ سیٹیں الاٹ کرا دے اور سر سلطان جیسے
وضع دار آدمی عمران صاحب کو تو انکار کر سکتے ہیں لیکن سلیمان کو
شاید انکار نہ کر سکیں کیونکہ یہ ان کی وضع داری کے خلاف ہے اس
لئے سیٹیں مل جائیں گی''...... کیپٹن شکیل نے بہت تفصیل سے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم انتہائی خطرناک بنتے جا رہے ہو کیپٹن شکیل''...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر کیپٹن شکیل کی بات درست ہے تو تم خود بھی تو سرسلطان کو فون کر سکتے تھے۔ سلیمان کو درمیان میں کیوں ڈالا''۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس لئے تاکہ ہمیں بے عزت کرا سکے''..... تنویر نے فوراً ہی لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ کیپٹن شکیل نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ ابھی سلیمان کی طرف سے کوئی جواب تو آنے دو''..... عمران نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں کہ عمران صاحب نے سلیمان کو درمیان میں کیوں ڈالا ہے۔ سرسلطان کا مزاج بھی عمران کی اماں بی جیسا ہے اس لئے انہیں جب معلوم ہوگا کہ افریقی لوک رقص دیکھنے کی بات ہو رہی ہے تو وہ لامحالہ غصے میں انکار کر دیتے کیونکہ افریقی لوک رقص کے الفاظ سامنے آتے ہی جو تصویر ذہن میں آتی ہے وہ ان کے مزاج کے خلاف بھی ہو سکتی ہے لیکن جیسے میں نے کہا ہے کہ سرسلطان باوجود چاہنے کے سلیمان کو انکار کرنا اپنے شایان شان نہ سمجھیں گے اس لئے کام ہو جائے گا ورنہ شاید عمران کو وہ صاف انکار کر دیتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سلیمان، سرسلطان کو کوئی ایسی

کہانی سنائے کہ وہ فوراً سیٹیں الاٹ کرانے پر مجبور ہو جائیں گے کیونکہ سلیمان، عمران صاحب سے بھی دو قدم آگے ہے''...... کیپٹن شکیل نے ایک بار پھر تفصیلی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں پی اے ٹو سرسلطان سیکرٹری وزارت خارجہ بول رہا ہوں۔ صاحب نے ہوٹل گرینڈ کی دس ایکسٹرا سپیشل سیٹیں الاٹ کرانے کا حکم دیا تھا جو میں نے کرا دی ہیں۔ یہ سیٹیں آپ کے نام بک کرائی گئی ہیں۔ آپ چیک کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجتے ہی رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''تم نے سرسلطان کو میرا نمبر کیوں دیا۔ خود کیوں فون نہیں

کیا''......عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بڑے صاحب نے کہا کہ وہ آپ سے خود بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر میں نے انہیں مس صالحہ کی رہائش گاہ کا نمبر دے کر بتایا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں موجود ہیں''......سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کیا کہا تھا سرسلطان سے''......عمران نے کہا۔

''میں نے کیا کہنا تھا۔ صرف اتنا کہ صاحب کو دس ایکسٹرا سپیشل سیٹیں چاہئیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں تو میں نے انہیں بتایا کہ صاحب اور ان کے ساتھی آج کل بے کار ہیں۔ ان کے پاس کام نہیں ہے اس لئے وہ شو دیکھنا چاہتے ہیں اور صاحب نے اپنے ساتھیوں سے وعدہ کر لیا ہے اور اب وہ یہ وعدہ پورا ہونا چاہئے ورنہ پھر مجھے فون کرنا پڑے گا جس پر بڑے صاحب نے کہا ٹھیک ہے وہ کرا دیتے ہیں۔ ویسے صاحب۔ ان دس میں سے میری ایک سیٹ تو بہرحال موجود ہوگی''......سلیمان نے کہا۔

''ارے اوہ۔ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔ چلو تم میری سیٹ لے لینا''......عمران نے جواب دیا۔

''آپ کی سیٹ تو پہلے ہی جوزف نے بک کرا لی ہے۔ افریقی رقص کا اصل جج تو وہی ہو سکتا ہے''......سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کر

دیئے۔

''گرینڈ ہوٹل''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیئرمین سردار اعظم موجود ہیں۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ چیئرمین صاحب تشریف فرما ہیں''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''ان کا خصوصی نمبر دو''......عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے سے پریسڈ تھا اس لئے دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں سردار صاحب''......عمران نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''اوہ تم۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے سیٹیں لینے کے لئے سرسلطان کو کیوں کہا۔ کیا تم مجھے براہ راست نہ کہہ سکتے تھے''...... چیئرمین سردار اعظم نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایکسٹرا سپیشل سیٹوں کے لئے کسی نہ کسی کو تو کہنا ہی پڑتا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں سرسلطان کی بجائے براہ راست صدر مملکت سے کہتا۔ پھر آپ کو زیادہ شکایت پیدا ہو سکتی تھی''......عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم صدر صاحب کو براہ راست کہہ دیتے۔ چلو ٹھیک ہے۔ اب کیوں فون کیا ہے۔ دس سیٹیں تو بک کر دی ہیں تمہارے نام''...... چیئر مین نے کہا۔

''اب دو سیٹیں اور چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''دس سیٹیں سر سلطان نے کہی تھیں وہ کر دی ہیں اب اور سیٹیں تو نہیں مل سکتیں چاہے تم صدر سے کہو یا سر سلطان سے اور سیٹیں ہیں بھی نہیں تو الاٹ کہاں سے کروں''...... سردار اعظم نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

''تو پھر مجھے خاتون اول سے بات کرنی پڑے گی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خاتون اول۔ کیا مطلب''...... سردار اعظم نے چونک کر کہا۔

''ہوٹل گرینڈ کی خاتون اول۔ اب مزید کیا وضاحت کروں ورنہ پھر چیئر مینی چیئر پرسن میں تبدیل ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم جیسا شیطان پھر پیدا ہی نہیں ہو سکتا نانسنس۔ تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم میری بیگم کو کوئی ایسی پٹی پڑھا دو کہ وہ واقعی چیئر پرسن بن بیٹھے۔ وہ ویسے بھی تمہاری بات پر سب سے زیادہ یقین کرتی ہے۔ جب بھی بات کرو یہی کہتی ہے کہ سارا زمانہ غلط کہہ سکتا ہے لیکن میرا بیٹا عمران غلط نہیں کہہ سکتا۔ ٹھیک ہے۔ ہو

گئیں دو اور سیٹیں الاٹ۔ اب بولو''...... سردار اعظم نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

''یہ دو سیٹیں کن کے لئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''پرنس جوزف اور کنگ جوانا کے لئے''...... عمران نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''میں چائے لے آتی ہوں''...... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی صالحہ کو اشارہ کیا تو وہ دونوں اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے سیل فون نکالا تو اس کی سکرین پر ٹائیگر کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کتنی بار بتاؤں کہ ٹائیگر بولا نہیں کرتے۔ اب یہ اور بات ہے کہ پہلے ٹائیگر دھاڑا کرتے تھے، پھر غرانے لگے اور آخر میں ممیانے لگ گئے اور اب بولنا شروع ہو گئے ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو وہاں موجود سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ٹائیگر کی کال ہے۔

''باس۔ ڈاکٹر کمال کے بارے میں تفصیلی بات کرنی ہے۔ میں نے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن سلیمان نے بتایا کہ آپ موجود نہیں ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''صالحہ کی ذاتی رہائش گاہ دیکھی ہوئی ہے تم نے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو وہاں آ جاؤ۔ یہاں سب اکٹھے ہیں اور چائے پارٹی ہو رہی ہے۔تم بھی شامل ہو جانا''......عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں حاضر ہو رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں رکھ لیا۔

''ٹائیگر کو آپ نے یہاں بلایا ہے۔کوئی خاص بات ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیا کا ایک سینئر اور اہم سائنس دان اچانک اپنے گھر سے لاپتہ ہو گیا ہے۔ وہ اکیلا ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔ ملازموں کی لاشیں ملی ہیں۔ سرداور نے مجھے بلا کر بتایا کہ وہ انتہائی اہم دفاعی فارمولے پر کام کر رہا تھا اور پاکیشیا نے اس پر بھاری سرمایہ کاری بھی کر رکھی ہے اس لئے ڈاکٹر کمال کو لازماً واپس لایا جائے لیکن اس سے زیادہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس بھی کوئی سراغ نہ لگا سکی تو میں نے ٹائیگر کو یہ ٹاسک سونپ دیا کیونکہ

وہ ٹاپ ٹریسر ہے۔ اب اس کا فون آیا ہے کہ وہ اس بارے میں تفصیلی بات کرنا چاہتا ہے۔ پہلے اس نے فلیٹ پر فون کیا لیکن سلیمان نے اسے جواب دیا کہ میں فلیٹ پر موجود نہیں ہوں اس لئے اس نے سیل فون پر کال کیا ہے''...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سلیمان کو تو معلوم تھا کہ آپ یہاں ہیں۔ وہ ٹائیگر کو بتا دیتا''...... سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''سلیمان بے حد سمجھ دار آدمی ہے۔ وہ جب تک مجھ سے اجازت نہ لے لے کسی کو یہاں کے بارے میں نہیں بتا سکتا چاہے وہ ٹائیگر ہی کیوں نہ ہو''......عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جولیا اور صالحہ ٹرالیاں دھکیلتی ہوئیں واپس آ گئیں اور انہوں نے چائے کے برتن اور بسکٹوں کی پلیٹیں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔

''ٹائیگر آ رہا ہے اس کو میری فرمائش پر ایک کپ چائے دے دینا۔ میری عزت ہو جائے گی''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ویسے عمران صاحب۔ مجھے خیال نہیں رہا ورنہ آپ کی بجائے میں ٹائیگر سے کہہ دیتا تو وہ فوراً ہمیں سیٹیں دلوا دیتا۔ آپ کے تو نخرے ہی بہت ہیں''......صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ جو سچویشن تھی اس میں ٹائیگر بھی کچھ نہ کر سکتا تھا کیونکہ یہ سیٹیں بھی سرسلطان کی وجہ سے بک ہوئی ہیں اور سرسلطان تک ہر آدمی کی تو اپروچ نہیں ہو سکتی''...... جولیا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جوزف اور جوانا کے لئے تو عمران صاحب نے براہ راست بات کر کے بکنگ کرائی ہے۔ یہ تو انہوں نے خواہ مخواہ ڈرامہ کیا ہے ورنہ جس طرح انہوں نے چیئرمین کو خاتون اول کی دھمکی دے کر سیٹیں لی ہیں ہماری سیٹیں بھی لے سکتے تھے''...... صفدر نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''مجھے کون جانتا ہے۔ میری پشت پر ہاتھ سرسلطان کا تھا جس کے سامنے سردار اعظم کو ہتھیار ڈالنے پڑے اس لئے انہوں نے میری بات بھی مان لی''...... عمران نے بھی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر کمال کی گمشدگی کیا سیکرٹ سروس کا کیس نہیں بنتا''...... چند لمحوں بعد اچانک خاور نے پوچھا تو سب چونک پڑے۔

''کس کا کیس۔ کیا کہہ رہے ہو''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔ صالحہ بھی چونک کر حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی تو صفدر نے انہیں بتایا کہ جب وہ کچن میں تھیں تو عمران صاحب نے ٹائیگر کی کال اٹنڈ کی تھی اور عمران صاحب نے پوچھنے پر ڈاکٹر کمال حسین کی

گمشدگی کے بارے میں بتایا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا''...... خاور نے کہا۔

''میں کیا جواب دے سکتا ہوں۔ ابھی تو کچھ معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر کمال کہاں ہیں۔ اب ٹائیگر کی رپورٹ کے بعد شاید کچھ آگے بڑھیں۔ پھر ہی فیصلہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ سب سمجھ گئے کہ ٹائیگر آیا ہے۔

''اپنے ملازم سے کہہ دو کہ دروازہ کھول دے گا''...... عمران نے صالحہ سے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا تو پہلے صالحہ اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوا اور اس نے سب کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا تو ٹائیگر، عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ صالحہ نے ایک کپ چائے بنا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دی اور ساتھ ہی بسکٹ کی پلیٹ بھی اس کی طرف کھسکا دی۔

''شکریہ''...... ٹائیگر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی چائے کی پیالی اٹھا لی۔

''کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر کمال کے متعلق''...... عمران نے کہا تو

ٹائیگر نے ساتھیوں کی طرف اس انداز میں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ سب کے سامنے بات کرنا مناسب بھی ہو گا یا نہیں۔

''یہ سب سیکرٹ سروس کے رکن ہیں۔ کھل کر بات کرو''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ڈاکٹر کمال حسین کو ان کی رہائش گاہ سے کرانس کی سرکاری ایجنسی جسے ہارڈ ایجنسی کہا جاتا ہے، کے دو ایجنٹس گیرنز اور ہنری نے اغوا کیا اور پھر انہیں بندرگاہ پر لے جایا گیا جہاں سے انہیں کافرستان پہنچایا گیا اور وہاں سے کرانس لے جایا گیا۔ یہاں سٹائل کلب کے مالک برونارڈ نے ان کی مدد کی اور اس کی لوکارڈ کار اس کیس میں استعمال ہوئی ہے''۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ کہ کس طرح یہ سب کچھ سامنے آیا''۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے کوٹھی کا جائزہ لینے سے برونارڈ کی ہلاکت تک پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا اور اس کی کارکردگی کی تفصیل سن کر سیکرٹ سروس کے تمام اراکین کے چہروں پر اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آپ درست کہہ رہے تھے عمران صاحب۔ ٹائیگر واقعی ٹاپ ٹریسر ہے۔ جس انداز میں ٹائیگر نے اس اہم معاملے کا سراغ لگایا ہے وہ واقعی قابل داد ہے''۔۔۔۔ صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''تو اب ڈاکٹر کمال کو واپس لانے کے لئے کرانس جانا پڑے

گا''۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''ان دنوں ایک اور سلسلہ سامنے آ رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرے کے پیش نظر ڈاکٹر کمال حسین جیسے افراد کو اپنے ملک سے ہٹ کر کہیں سمندر میں اور کسی انجان جزیرے پر رکھا جاتا ہے اس لئے پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ڈاکٹر کمال ہیں کہاں''۔ عمران نے کہا۔

''یہ کیسے معلوم ہو گا عمران صاحب''۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''یہ کام تمہارے چیف کا ہے۔ کرانس میں اس کا نمائندہ موجود ہو گا وہ معلومات مہیا کرے گا''۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہارڈ ایجنسی کا چیف گریگ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے
مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
گریگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن اس کی نظریں فائل پر
ہی جمی رہیں۔

''یس''...... گریگ نے کہا۔

''آپ نے پاکیشیا میں برونارڈ کو کال کرنے کے لئے کہا تھا۔
ان کی بجائے کلب کے مینجر مارٹی آپ سے بات کرنا چاہتے
ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔

''اس نے خود بات کیوں نہیں کی''...... گریگ نے کہا۔

''میں نے پوچھا ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ اس بارے میں
آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... فون سیکرٹری نے جواب دیا۔

''اوکے۔ کراؤ بات''...... گریگ نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں پاکیشیا سے مارٹی بول رہا ہوں۔ سٹائل کلب کا
مینجر''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے برونارڈ نے خود بات کیوں نہیں کی''...... گریگ
نے کہا۔

''انہیں ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے ان کے
ملازموں سمیت''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ بے اختیار
اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی کل ہی میری اس سے بات ہوئی
ہے۔ اس نے خود مجھے اپنی رہائش گاہ سے فون کیا تھا''...... گریگ
نے کہا۔

''یس سر۔ کیا ہو گا۔ رات کو جب وہ کافی دیر تک کلب نہ آئے
تو میں نے انہیں ان کی رہائش گاہ پر فون کیا لیکن وہاں سے فون
اٹینڈ نہ کیا گیا تو میں نے ایک آدمی وہاں بھیجا۔ پھر رپورٹ ملی کہ
وہاں ان کی لاش پڑی ہے۔ ملازموں کی لاشیں بھی وہاں موجود
تھیں۔ انہیں کرسی پر بیٹھے ہوئے گولیاں ماری گئی ہیں۔ ویسے وہ
کرسی سے رسی کے ساتھ بندھے ہوئے بھی تھے۔ وہ شاید پہلے زخمی
ہوئے، پھر ان کی باقاعدہ بینڈیج کی گئی اور پھر انہیں گولیاں ماری
گئیں۔ اب آپ کا فون آیا تو میں رپورٹ دے رہا ہوں کیونکہ

مجھے آپ کے نمبر کا علم نہیں تھا''...... مارٹی نے پوری تفصیل سے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کچھ معلوم ہوا ہے کہ یہ کام کس کا ہے''...... گریگ نے
پوچھا۔

''پولیس تو کچھ معلوم نہیں کر سکی اور شاید معلوم بھی نہ کر سکے۔
البتہ میرا اندازہ ہے کہ یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام
کرنے والے علی عمران کے شاگرد ٹائیگر کا ہے''...... دوسری طرف
سے کہا گیا تو گریگ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں کیسے اس کا علم ہوا۔ مجھے تو برونارڈ
نے فون پر بتایا تھا کہ اس کی کار کو ملٹری انٹیلی جنس تلاش کرتی پھر
رہی ہے جس پر اس نے کار کو کھلوا کر اس کو پارٹس میں تبدیل کر دیا
ہے اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کر رہے ہو''...... گریگ نے
تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کار تو اب بھی کوٹھی میں موجود ہے۔ میں ٹائیگر کی بات اس
لئے کر رہا تھا کہ ٹائیگر میرے پاس آیا تھا اور وہ چیف برونارڈ کی
کار خریدنے کے بارے میں معلومات کر رہا تھا۔ پھر وہ مجھ سے
چیف برونارڈ کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد
چیف کی لاش سامنے آئی اور انہیں باندھا گیا تھا۔ اس کا مطلب
ہے کہ ٹائیگر مجھ سے پتہ معلوم کر کے وہاں پہنچا اور چیف سے
معلومات حاصل کر کے انہیں ہلاک کر کے واپس چلا گیا اور یہ

ٹائیگر علی عمران کا شاگرد ہے لیکن یہ انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے اور
انتہائی خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے''...... مارٹی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''کس قسم کی معلومات وہ حاصل کرنا چاہتا ہے''...... گریگ نے
پوچھا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ البتہ جس کار کے بارے میں بات
ہو رہی تھی وہ چیف نے آپ کے آدمیوں کے سپرد کی ہوئی تھی''۔
مارٹی نے جواب دیا تو گریگ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''اوکے۔ اب جنرل منیجر تم ہو''...... گریگ نے پوچھا۔

''یس سر۔ میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں''...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ ضرورت پڑی تو میں کال کروں گا''...... گریگ نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر
آئے تھے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس ٹائیگر نے لازماً برونارڈ سے یہ
معلوم کر لیا ہو گا کہ ڈاکٹر کمال کے اغوا کے پیچھے کرانس اور ہارڈ
کلب ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس آندھی اور طوفان کی طرح
وہاں پہنچے گی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے
نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی

"سیکرٹری سائنس سر ہائمن سے بات کراؤ"...... چیف نے اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... چیف نے کہا۔

"سر ہائمن سیکرٹری سائنس لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر۔ میں گریگ بول رہا ہوں"...... گریگ نے اس مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے بھاری میں پوچھا گیا۔

"سر۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے معلوم لیا ہے کہ ڈاکٹر کمال کو کرانس لے جایا گیا ہے اور اب یہ سیدھے یہاں آئیں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری کے گرد میں ہارڈ ایجنسی کے ایجنٹوں کا اس انداز میں گھیرا ڈالوں بظاہر وہ مختلف نظر بھی نہ آئیں اور وہاں رہیں بھی سہی اس سیکورٹی کی جگہ میرے ایجنٹس لے لیں تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس روکا جا سکے"...... گریگ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پاکیشیائی سائنس دان کی طرف سے فکرمند نہ کیونکہ جس لیبارٹری میں انہیں بھیجا گیا ہے وہ انچارج سائنس کے ساتھ وہاں سے خاموشی سے شفٹ ہو کر کسی ایسی لیبارٹری

چلے گئے ہیں جس کا علم مجھے بھی نہیں ہے۔ صرف انہیں یا براہ راست صدر صاحب کو معلوم ہے اس لئے آپ ان کی فکر چھوڑیں اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئے تو اس کا خاتمہ کرنے کا سوچیں"...... سائنس سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔ ہمیں بھی معلوم ہونا چاہئے تاکہ ہم ان کی حفاظت کر سکیں ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے کسی نہ کسی طرح اس لیبارٹری کا کھوج لگا لیں گے اور پھر وہ سیدھا وہاں حملہ کریں گے اور لیبارٹری تباہ کر کے سائنس دان واپس لے جائیں گے اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں گے"...... گریگ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ وہ کسی طرح بھی لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہیں کر سکتے۔ آپ ان کے خاتمے کی بات کریں۔ آپ اتنی فعال سرکاری ایجنسی کے چیف ہیں لیکن آپ ان پسماندہ پاکیشیائیوں کو ٹریس کر کے ختم نہیں کر سکتے"...... سیکرٹری سائنس نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات موجود تھے۔ اسے معلوم تھا کہ وہ سیکرٹری سائنس کو تو کیا کسی کو بھی یہ بات نہیں سمجھا سکتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کس انداز میں کام کرتی ہے لیکن وہ بہرحال ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''گیری اور ہنری کو کال کرو کہ وہ فوراً میرے آفس پہنچیں اور جولین کو بھی کال کرو کہ وہ بھی میرے آفس پہنچے''..... گریگ نے تیز اور سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ ہارڈ ایجنسی کو پوری طاقت سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف استعمال میں لائے گا اس لئے اس نے گریگ اور ہنری کے ساتھ ساتھ جولین کو بھی کال کر لیا تھا۔ گیری اور ہنری ہارڈ ایجنسی کے ایک سپیشل سیکشن سے متعلق تھے تو دوسرے سپیشل سیکشن کی انچارج جولین تھی جس کے کارنامے بھی کم نہیں تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور براؤن لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے براؤن رنگ کے بال کندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سرخ شیشوں والی گاگل تھی۔ اپنے لباس اور انداز سے وہ ہارڈ ایجنسی کی ایجنٹ کی بجائے کسی ایکشن فلم کی خوبصورت ہیروئن دکھائی دے رہی تھی۔

''ہائے چیف''..... جولین نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

''ہائے۔ بیٹھو''..... چیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولین میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کبھی پاکیشیا گئی ہو''..... چیف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے

کہا۔

''پاکیشیا۔ آپ کا مطلب ہے پسماندہ ایشیائی ملک۔ نہیں چیف۔ مجھے کیا ضرورت ہے پتھر کے دور میں جانے کی''..... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کمرے میں ادھیڑ عمر ہنری اور نوجوان گیری اندر داخل ہوا اور ہائے ہائے کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

''آج تو لگتا ہے کہ کسی فنکشن سے اٹھ کر آ رہی ہو''..... گیری نے جولین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''تم تو ہنری سے بھی زیادہ بوڑھے دکھائی دے رہے ہو۔ یہ کیا پہن رکھا ہے''..... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گیری اور ہنری کے ساتھ ساتھ چیف گریگ بھی بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ گیری نے ڈارک کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا اور یہاں کرانس میں ڈارک کلر بوڑھے لوگ استعمال کرتے تھے اس لئے جولین نے اسے بوڑھا ہونے کا طعنہ دیا تھا۔

''بس باتیں ہو گئیں۔ اب ہم معاملات کو دیکھ لیں''..... گریگ نے کہا۔

''یس باس۔ آپ اس پسماندہ ایشیائی ملک پاکیشیا کا ذکر کر رہے تھے۔ کیا ہوا ہے اسے''..... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا۔ کیا ہوا ہے''..... ہنری اور گیری دونوں نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس نے معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر کمال کو کرانس کی ہارڈ ایجنسی لے گئی ہے''...... گریگ نے کہا۔

''نہیں چیف۔ یہ تو انہیں کسی صورت معلوم نہیں ہو سکتا''۔ گیری نے کہا۔

''ہو گیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہو گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ انہیں یہاں تک معلوم ہو گیا ہے کہ ڈاکٹر کمال کو اغوا کر کے لے جانے والے ایجنٹوں کے نام گیری اور ہنری ہیں''...... گریگ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو ہنری اور گیری دونوں کے چہروں پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے انہیں چیف کی بات پر قطعی یقین نہ آیا ہو۔

''تم یقین نہیں کر رہے تو سنو۔ وہاں تمہاری مدد سٹائل کلب کے برونارڈ نے کی۔ اس نے تمہیں رہائش گاہ اور لوکارڈ گاڑی دی۔ تم نے گو اس کا رجسٹریشن نمبر جعلی لگا دیا لیکن وہ کار کسی بھی وجہ سے پہچان لی گئی اور وہ لوگ برونارڈ پر چڑھ دوڑے اور پھر برونارڈ سے انہوں نے سب کچھ معلوم کر کے اسے گولی مار دی''...... چیف نے کہا تو ہنری اور گیری دونوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ اگر معلوم ہو گیا ہے تو پھر کیا ہوا۔ وہ یہاں لیبارٹری پر حملہ کرنے تو آئیں گے۔ ہم ان کا خاتمہ کر دیں گے''۔ ہنری نے کہا۔

''یہی تو اصل مسئلہ بنا ہے۔ میں نے سیکرٹری سائنس سے بات کی ہے۔ انہوں نے ایک نئی بات بتائی ہے کہ جس لیبارٹری میں ڈاکٹر کمال کو پہلے بھیجا گیا تھا وہاں سے وہ سب سائنس دانوں سمیت کسی اور لیبارٹری میں شفٹ ہو چکے ہیں جس کا علم صرف ان سائنس دانوں اور کرانس کے صدر کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے حتیٰ کہ سیکرٹری سائنس سر ہائمن بھی اس سے لاعلم ہیں۔ ایسی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ کر پہلے اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے کی کوشش کرے گی جبکہ ہم نے ان کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے اس لئے میں نے جولین کو بھی کال کیا ہے تاکہ ہارڈ ایجنسی کے دونوں سیکشنز بیک وقت کام کریں۔ اگر ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پوری دنیا میں ہارڈ ایجنسی کا بول بالا ہو جائے گا''...... گریگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہیں۔ ہارڈ ایجنسی کے مقابلے میں تو ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کبھی کامیاب نہیں ہو سکی۔ یہ بے چاری ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس بھلا کیا کر سکے گی''...... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم نے ایڈوانس سپر کورس کیا تھا نا''...... چیف نے جولین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ کیوں پوچھ رہے ہیں آپ''...... جولین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس ایڈوانس سپر کورس میں ایک شخص علی عمران کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہ علی عمران پاکیشیا کا رہنے والا ہے۔ گو اس کا براہ راست کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اسے بطور لیڈر ہائر کرتا ہے اور ہر مشن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر علی عمران ہوتا ہے اور یہ وہ علی عمران ہے جس سے پوری دنیا کی سرکاری ایجنسیاں اور مجرم تنظیمیں اس طرح خوفزدہ رہتی ہیں جیسے لوگ موت سے ڈرتے ہیں''...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولین کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے''...... جولین نے بے قرار سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں لیکن میرا خیال تھا کہ تم یہ سب سن کر حیران ہو جاؤ گی مگر تم تو الٹا خوش نظر آ رہی ہو''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ میں نے ہزاروں بار سوچا کہ کاش یہ عمران میرے مقابل آئے تو پھر اسے معلوم ہو کہ جولین کس کا نام ہے اور اب یہ نام سامنے آ گیا ہے اور وہ یہاں آ رہا ہے۔ ویری گڈ''...... جولین نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اندر عمران سے بھی بڑھ کر صلاحیتیں

ہیں لیکن میں نے آج تک یہی دیکھا ہے کہ بڑے بڑے ایجنٹ عمران کا نام سنتے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں لیکن تم نے جس مسرت کا اظہار کیا ہے اس سے مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم عمران کا خاتمہ کر سکو گی''...... گریگ نے کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگوں کو اتنے بڑے انسانوں کے جنگل میں ٹریس کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کرانس میں روزانہ لاکھوں غیر ملکی آتے جاتے ہیں۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ کے بھی ماہر ہیں اس لئے ہم انہیں ویسے ٹریس نہ کر سکیں گے اور وہ سیدھے اس لیبارٹری میں پہنچ جائیں گے جہاں ان کا سائنس دان موجود ہے اس لئے ہمیں ہر صورت میں اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنا ہے''...... ہنری نے کہا۔

''وہ کیسے معلوم کر لیں گے۔ کیا وہ لوگ مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ جب سیکرٹری سائنس کو علم نہیں ہے تو انہیں کیسے علم ہو جائے گا''...... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ان کی شہرت واقعی ایسی ہی ہے۔ ہنری کی بات درست ہے۔ ہمیں بہرحال ٹارگٹ کا علم ہونا چاہئے۔ ویسے ہم انہیں ٹریس کرتے رہیں گے لیکن اگر یہ لوگ لیبارٹری پہنچ گئے تو پھر ان کا راستہ وہاں روکا جا سکتا ہے''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔ آخر میں شاید چیف نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''لیں''۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف گریگ بول رہا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سے لایا جانے والا سائنس دان اس وقت کہاں ہے''...... چیف نے کہا۔

''مجھے معلوم تو نہیں ہے لیکن اگر کہیں تو معلوم کیا جا سکتا ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کتنا وقت لگے گا معلوم کرنے میں''...... چیف نے کہا۔

''صدر صاحب کی پرسنل سیکرٹری سے معلوم کرنا ہو گا۔ صرف فون کرنا ہو گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ معلوم کر کے بتاؤ۔ میں تمہاری کال کا منتظر ہوں۔ ڈائریکٹ فون کرنا''...... چیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ کون ہے چیف''...... جولین نے حیران ہو کر کہا۔

''ہر محکمہ اور ادارے میں ہارڈ ایجنسی کے آدمی موجود ہیں۔ ان کی شناخت ظاہر نہیں کی جاتی تاکہ یہ اطمینان سے کام کرتے رہیں''۔ چیف نے جواب دیا تو جولین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہارڈ ایجنسی تو اس انداز میں بھی معلوم کر سکتی ہے کیونکہ یہ سرکاری ایجنسی ہے لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کس طرح معلوم کر سکتی ہے''...... جولین نے کہا۔

''اس معاملے میں وہ لوگ بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ اب یہ تو معلوم نہیں کہ وہ کس طرح معلومات حاصل کرتے ہیں لیکن کر لیتے ہیں''...... چیف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیں۔ چیف گریگ بول رہا ہوں''...... چیف نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ دیر تک بات سننے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔ چونکہ رسیور اٹھانے کے بعد لاؤڈر کا بٹن پریس نہ کیا گیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کوئی اور نہ سن سکا تھا۔

''پاکیشیائی سائنس دان لائبیریا کی ماؤنٹ لیبارٹری میں شفٹ ہو گئے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''ماؤنٹ لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے اور وہاں ان کا انچارج کون ہے''...... جولین نے کہا۔

''سنو۔ یہ لیبارٹری چونکہ ہارڈ ایجنسی سے چھپائی گئی ہے اس لئے ہم حکومت پر یہ بات اوپن نہیں کر سکتے کہ ہم نے خفیہ طور پر معلومات حاصل کر لی ہیں اس لئے ہم نے لیبارٹری سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا بلکہ اس لیبارٹری کو اس انداز میں کور کرنا ہے کہ ہماری وجہ سے کوئی بھی لیبارٹری کی طرف متوجہ نہ ہو سکے اور لیبارٹری پر حملہ کرنے والوں کو بھی نہ صرف روکا جائے بلکہ ان کا خاتمہ بھی کیا جا سکے اور یہ کام گیری اور ہنری کریں گے۔ البتہ جولین کا سیکشن

پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف ٹریس کرے گا بلکہ لیبارٹری تک پہنچنے سے پہلے اس کا خاتمہ بھی کرے گا''..... چیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ لیکن یہ لیبارٹری لائبیریا میں ہے کہاں''۔ ہنری نے کہا۔

''تمہیں فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل موجود ہوگی اور جولین، تمہیں بھی فائل مل جائے گی جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے میں تمام تفصیل موجود ہوگی''..... چیف نے کہا تو جولین، ہنری اور گیری تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں جیسے ہی عمران داخل ہوا بلیک زیرو حسب روایت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور خود بھی وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''وہ عمرو عیار کی زنبیل مجھے دو''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور سرخ جلد والی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے دنیا بھر کے نام، پتے اور فون نمبرز لکھے ہوئے تھے جن سے اسے کام پڑ سکتا تھا اور چونکہ ڈائری سے اسے کوئی نہ کوئی فون نمبر مل جاتا تھا جس سے وہ آگے بڑھ سکتا تھا اس لئے وہ اکثر مذاقاً اس ڈائری کو عمرو عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا کیونکہ عمرو عیار کی زنبیل کے بارے میں مشہور تھا کہ اس میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔

''کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے ڈائری دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک سائنس دان ڈاکٹر کمال ایک اہم دفاعی فارمولے پر کام کر رہے تھے۔ وہ اکیلے کوٹھی میں رہتے تھے اور ہفتہ میں ایک روز اپنی رہائش گاہ پر آتے تھے۔ پھر وہ لاپتہ ہو گئے۔ ان کے ملازموں کی لاشیں ملیں۔ مجھے سرداور نے کال کر کے تفصیل بتائی اور کہا کہ ڈاکٹر کمال انتہائی اہم دفاعی فارمولے پر کام کر رہے تھے اور حکومت پاکیشیا نے اس پر کثیر سرمایہ کاری کر رکھی ہے اس لئے ڈاکٹر کمال کو لازماً واپس لایا جانا چاہئے۔ ملٹری انٹیلی جنس ان کا کوئی سراغ نہیں لگا سکی۔ میں نے یہ کام ٹائیگر کے ذمے ڈال دیا۔ ٹائیگر نے واقعی انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے سراغ لگا لیا کہ کرانس کی سرکاری ایجنسی جس کا نام ہارڈ ایجنسی ہے، کے دو ایجنٹس ہنری اور گیری نے یہاں سٹائل کلب کے مالک اور جنرل مینجر برونارڈ سے مل کر اس کی لوکارڈ گاڑی استعمال کرتے ہوئے ڈاکٹر کمال کو اغوا کیا اور اسے بندرگاہ پر لے گئے۔ وہاں گاڑی چھپا دی گئی اور ڈاکٹر کمال کو سمندری راستے سے پہلے کافرستان لے جایا گیا اور پھر وہاں سے کرانس پہنچا دیا گیا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ کیا یہ باتیں کنفرم بھی ہیں یا صرف اندازے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹائیگر نے ہارڈ ایجنسی کے چیف گریگ سے برونارڈ کی فون پر بات کرائی اور سارے معاملات کو کنفرم کرایا اور پھر برونارڈ کو ہلاک کر کے واپس آ گیا اس لئے یہ معلومات کنفرم ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔ ساتھ ساتھ وہ ڈائری کے ورق بھی پلٹتا جا رہا تھا۔

''برونارڈ کی موت سے تو گریگ چونک پڑے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چونکتا رہے۔ ویسے بھی ہم اس قابل ہیں کہ چھپائی ہوئی معلومات کہیں نہ کہیں سے حاصل کر لیتے ہیں اس لئے اس کے چونکنے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ ہم نے اب یہ معلومات حاصل کرنی ہیں کہ ڈاکٹر کمال کس لیبارٹری میں موجود ہے۔ اس کے بعد آگے کارروائی ہو سکتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن کیا اس فارمولے پر کرانس میں بھی کام ہو رہا ہے جس پر ڈاکٹر کمال کام کر رہے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا ورنہ انہیں اغوا کر کے لے جانے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کی نظریں اس وقت ڈائری کے ایک صفحے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے ڈائری کو الٹا کر میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے کرانس کا رابطہ نمبر اور کرانس کے دارالحکومت پارت کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے دونوں رابطہ نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ اس کے فون میں مستقل پریسڈ رہتا تھا اس لئے عمران کو اسے پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

''کافن کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ کافن سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کافن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ میں نے سوچا

پوچھ لوں کہ ہارڈ ایجنسی نے تمہارے کلب کو میزائلوں سے اڑا دیا ہے یا نہیں لیکن تمہاری آواز میں بھرا ہوا سکون محسوس کر کے پتہ چلا کہ تمہاری تو الٹا ہارڈ ایجنسی سے دوستی ہو گئی ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کون پرنس آف ڈھمپ۔ کون بول رہا ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''وہی پرنس آف ڈھمپ کہ جب کافن کلب کے سپر جوئے خانہ میں ریڈ بلڈ کے آدمیوں نے دس لاکھ ڈالر جیت لئے تھے اور کافن کے پاس دس لاکھ ڈالرز نہیں تھے اور پھر اس سے پہلے کہ ریڈ بلڈ کلب پر قبضہ کر لیتی پرنس آف ڈھمپ نے دس لاکھ ڈالرز ادا کر دیئے۔ بولو۔ یاد آیا پرنس آف ڈھمپ یا کوئی اور واقعہ سناؤں''۔ عمران نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ اوہ۔ میں اپنے سب سے بڑے محسن کو ہی بھول گیا۔ شیم فار می۔ ویری بیڈ۔ پرنس آف ڈھمپ میرا محسن۔ اوہ۔ اوہ''...... کافن نے یکلخت چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

''یہ محسن، احسن کا کھاتہ بند کرو۔ میں نے اس لئے نہیں یہ بات کی کہ تم الٹا مجھے شرمندہ کرنا شروع کر دو۔ میں نے تو تمہیں اس لئے یہ سب یاد دلایا ہے کہ تم پرنس کو پہچان ہی نہ رہے تھے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پرنس ویری سوری۔ دراصل آپ نے بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے اس لئے مجھ سے گستاخی ہوئی۔ آپ حکم دیں''...... کافن نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''کرانس کی سرکاری ایجنسی ہے جس کا نام ہارڈ ایجنسی ہے۔ کیا تمہارا اس سے کوئی رابطہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کا چیف گریگ میرا اچھا دوست ہے اور میرے کلب میں آتا جاتا رہتا ہے۔ اس طرح اس ایجنسی کے لوگ بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ آپ بتائیں کیا مسئلہ ہے''...... کافن نے کہا۔

''پاکیشیا سے ایک سائنس دان کو اس ہارڈ ایجنسی کے دو ایجنٹس ہنری اور گیری اغوا کر کے کرانس لے گئے ہیں۔ میں نے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ وہ سائنس دان اس وقت کون سی لیبارٹری میں موجود ہے۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''معلوم تو کر سکتا ہوں لیکن سوری پرنس۔ چونکہ یہ سرکاری معاملہ ہے اس لئے میں اس معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا اور کوئی حکم ہو تو میں حاضر ہوں''...... دوسری طرف سے دو ٹوک لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''گڈ شو کافن۔ تم نے یہ جواب دے کر مجھے خوش کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اتنے طویل عرصے نے بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑا''...... عمران نے کہا۔

''میں ملک کے خلاف کسی کارروائی میں حصہ دار نہیں بن سکتا پرنس۔ یہ میری مجبوری ہے''...... کافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اپنے ملک کے مفادات کے خلاف کوئی کام کرو کیونکہ میں خود بھی اس نظریہ کا علمبردار ہوں۔ البتہ ایک کام تو کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''کون سا کام پرنس''...... کافن نے چونک کر پوچھا۔

''یہ تو معلوم کر سکتے ہو کہ پاکیشیائی سائنس دان کرانس کی حدود میں ہے یا کرانس کی حدود سے باہر کسی علاقے میں ہے۔ تفصیل نہیں چاہئے۔ صرف کنفرم کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ اپنا نمبر بتا دیں۔ میں معلوم کر کے آپ کو فون کر دوں گا''...... کافن نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

''کتنا وقت یا عرصہ لو گے معلوم کرنے کے لئے''...... عمران نے کہا۔

''چیف کی فون سیکرٹری کو فون کر کے معلوم کر لوں گا۔ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ''...... کافن نے کہا۔

''میں تمہیں ایک گھنٹے بعد خود فون کر لوں گا''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اسے کرانس کی حدود سے باہر لے جائیں۔ وہاں وہ سیکورٹی کیسے قائم رکھیں گے''...... بلیک زیرو

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''بحیرہ روم میں ایسے کئی چھوٹے بڑے جزیرے موجود ہیں جو دنیا کے نقشے پر بھی موجود نہیں ہیں لیکن ان پر کرانس کا قبضہ ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح گریٹ لینڈ کا بحیرہ اوقیانوس شمالی میں نامعلوم جزیروں پر قبضہ ہے''۔۔۔ عمران نے وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''کافن سے جواب لے کر پھر آپ کسی اور سے معلوم کریں گے''۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
''باقی کام آسانی سے ہو جائے گا۔ اصل مسئلہ یہی ہے جو کافن نے معلوم کرنا ہے''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''وہ کیسے عمران صاحب''۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
''اس لئے کہ کرانس کی وزارت سائنس کے دو شعبے ہیں۔ ایک کو لیبارٹریز سیکشن کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے کو سپلائی سیکشن کہا جاتا ہے اور بظاہر سیٹ اپ ایسا رکھا گیا ہے کہ پہلا شعبہ لیبارٹریز کے سائنس دانوں کو کور کرتا ہے جبکہ دوسرا شعبہ لیبارٹریز میں سائنسی سامان کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے دیگر سامان کی سپلائی کا ذمہ دار ہے لیکن اصل صورت حال اس سے مختلف ہے۔ پہلا شعبہ کرانس کی حدود کے اندر موجود لیبارٹریز کو کور کرتا ہے جبکہ دوسرا شعبہ کرانس کی حدود سے باہر خفیہ لیبارٹریز کو کور کرتا ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو

جائے کہ ڈاکٹر کمال کو کرانس کی حدود کے اندر رکھا گیا ہے یا باہر تو متعلقہ شعبے سے اس بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ صرف بھاری معاوضہ دینا ہو گا اور یہ کام کرانس میں تمہارا فارن ایجنٹ گیبل بھی کر سکتا ہے''۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹہ اسی طرح کی باتوں اور چائے پینے میں گزر گیا تو عمران نے ایک بار پھر کافن سے رابطہ کیا۔
''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں کافن۔ کیا معلومات ہیں''۔ عمران نے کافن کے لائن پر آ جانے پر پوچھا۔
''پرنس۔ یہ بے حد ہائی پروفائل معاملہ ہے۔ میں نے پہلے سیکرٹری سائنس کے پی اے سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ صرف صدر مملکت کو اس کا علم ہے۔ میرے تفصیل پوچھنے پر بتایا گیا کہ پہلے پاکیشیائی سائنس دان کو ایک خفیہ لیبارٹری میں جو کرانس کی حدود سے باہر تھی، رکھا گیا لیکن پھر پاکیشیائی سائنس دان نے لیبارٹری کے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر وہ خود ہی کسی اور لیبارٹری میں شفٹ ہو گئے جس کا علم صرف صدر مملکت یا ان سائنس دانوں کو ہے اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے لیکن چونکہ میں نے آپ سے وعدہ کیا ہوا تھا اس لئے میں نے چیف گریگ کی فون سیکرٹری سے بات کی لیکن وہ بھی لاعلم تھی۔ پھر میں نے اپنے دیگر ذرائع سے معلومات حاصل کیں تو حتمی طور پر پتہ چل گیا کہ اب پاکیشیائی سائنس دان ایسی لیبارٹری میں موجود ہیں

جو کرانس کی حدود میں ہی ہے۔ اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم ہو سکا ہے اور نہ ہی میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس بارے میں مزید نہ کہیں گے۔ گڈ بائی''...... کافن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کے بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''گیبل بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیف فرام دس اینڈ''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... دوسری طرف سے چونک کر لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کیا تمہارا فون محفوظ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیا سے ایک سائنس دان ڈاکٹر کمال کو اغوا کیا گیا ہے۔ اغوا کرنے والوں کا تعلق ہارڈ ایجنسی سے ہے۔ ڈاکٹر کمال کو پہلے کرانس کی حدود سے باہر کسی خفیہ لیبارٹری میں رکھا گیا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ انہیں کرانس کی حدود میں واقع کسی لیبارٹری میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اس کا علم وزارت سائنس کو بھی نہیں ہے بلکہ صرف صدر مملکت یا اس لیبارٹری کے سائنس دانوں کو ہے جبکہ ہم اپنے سائنس دان کو واپس لانا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں درست

ٹارگٹ کا علم ہونا ضروری ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں معلوم کر لوں گا''...... گیبل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''کیسے''...... عمران نے پوچھا۔

''پریذیڈنٹ ہاؤس میں دفاعی ہتھیاروں کا علیحدہ شعبہ موجود ہے اور اس شعبے کے تحت چند لیبارٹریاں ہیں جہاں دفاعی ہتھیاروں پر کام ہوتا رہتا ہے لیکن ان کا علم اور کسی کو نہیں ہوتا۔ وہاں کی ایک لڑکی بھاری معاوضہ کے عوض پہلے بھی کام کرتی رہی ہے اور اب بھی کرے گی''...... گیبل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کتنا وقت لو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''دو تین روز تو لگ جائیں گے چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اب مزید آگے تو دو تین روز بعد ہی بڑھا جا سکتا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہمیں اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوں کیونکہ لامحالہ اس لیبارٹری کی سیکورٹی نہ صرف انتہائی سخت ہو گی بلکہ ہارڈ ایجنسی نے بھی ہمیں ٹریس

کرنے کے لئے پورے کرانس میں جال پھیلا رکھا ہو گا۔ اگر یہ
لیبارٹری کرانس کی حدود سے باہر ہوتی تو ہمیں زیادہ آسانی ہو
جاتی‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر اپنے ہوٹل کے رہائشی کمرے میں تھا اور وہ بیٹھا اخبار
پڑھنے اور ناشتہ کرنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’ٹائیگر بول رہا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’کارس بول رہا ہوں ٹائیگر‘‘...... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر
قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ کارس اس کا دوست
تھا لیکن کبھی کبھار ہی اس سے ملاقات ہوتی تھی۔

’’کارس تم اور اس وقت فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات‘‘۔ ٹائیگر
نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میرے علم میں ایک بات آئی ہے اور چونکہ تمہارا تعلق پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں

شاید تمہارے کسی کام آ جائے''...... کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا حوالہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بات کرو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بلیک سٹار کلب کی میڈم لوزین کو تم جانتے ہو''...... کارس نے کہا۔

''ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے''...... کارس نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ وہ بتاؤ''...... ٹائیگر نے قدرے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''میڈم لوزین کو بڑے بھاری معاوضہ پر ٹاسک دیا گیا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کی اس انداز میں نگرانی کرائے کہ جب وہ ایئر پورٹ سے کہیں جانے کے لئے روانہ ہو تو وہ اس کی اطلاع ٹاسک دہندہ کو دے اور لوزین نے اپنے خاص آدمی سمتھ کو ایئر پورٹ پر تعینات کر دیا ہے۔ اس کا گروپ چوبیس گھنٹے ایئر پورٹ کی نگرانی کرے گا۔ اسی طرح لوزین نے بندرگاہ پر بھی اپنے دو آدمی تعینات کر دیئے ہیں کہ اگر عمران سمندری راستے سے کہیں جائے تو لوزین اس کی اطلاع ٹاسک دہندہ کو دے سکے''...... کارس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''سمتھ میرا دوست ہے۔ آج رات اس نے میرے ساتھ فیروز پور جانا تھا۔ وہاں ایک کام تھا لیکن اس نے مجھے فون کر کے کہا کہ اب وہ نہیں آ سکے گا۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھے تفصیل بتا دی۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ وہ میڈم لوزین کا خاص آدمی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں لیکن خیال رکھنا کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے''...... کارس نے کہا۔

''فکر مت کرو اور ہاں سنو۔ اگر تم کوئی معاوضہ لینا چاہو تو مجھے بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹائیگر۔ تمہارے ویسے ہی مجھ پر بڑے احسان ہیں۔ اب میں تم سے معاوضہ لوں گا۔ آئندہ ایسی بات نہ کرنا۔ گڈ بائی''۔ دوسری طرف سے کارس نے ناراض سے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''باس کا مسئلہ تو کرانس کی ہارڈ ایجنسی کے ساتھ تھا۔ یہ گریٹ لینڈ درمیان میں کیوں کود پڑا ہے''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے رسیور اٹھایا لیکن پھر واپس رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے کاشان کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کاشان کالونی دارالحکومت کے مضافات میں جدید تعمیر ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک سٹار کلب کی مالکہ اور جنرل مینجر لوزین کی رہائش گاہ

کاشان کالونی میں ہی ہے۔ لوزین ادھیڑ عمر عورت تھی اور اس کا
تعلق گریٹ لینڈ سے تھا۔ گریٹ لینڈ کی کسی سرکاری ایجنسی میں وہ
طویل عرصہ تک کام کرتی رہی تھی۔ وہ مارشل آرٹ کی ماہر ہونے
کے ساتھ ساتھ اپنی سفاکی اور بے رحم طبیعت کی وجہ سے بہت
مشہور تھی۔ کسی بھی انسان کو ہلاک کرتے ہوئے اس کی پیشانی پر
بل تک نہ آتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ وہ انسانوں کو چیونٹیوں جتنی اہمیت
بھی نہ دیتی تھی لیکن یہ اس کی فطرت کا ایک پہلو تھا۔

دوسرا پہلو اس سے سراسر مختلف تھا۔ عام حالات میں وہ ہنستی
مسکراتی نظر آتی تھی اور جس سے خوش ہوتی تو اسے بڑی مالیت
کے انعامات اور معاوضہ اس انداز میں بخش دیتی تھی کہ جیسے پوری
دنیا کی دولت کی مالکہ ہو۔ ٹائیگر بھی کئی بار اس سے مل چکا تھا۔ وہ
شام کو کلب پہنچتی تھی۔ اس سے پہلے اپنی رہائش گاہ پر ہی رہتی تھی
جہاں وہ واقعی کسی ملکہ کی طرح رہتی تھی کیونکہ اس نے آج تک
شادی نہیں کی تھی۔ اس کی رہائش گاہ میں مسلح محافظوں کی خاصی
تعداد موجود رہتی تھی۔ ٹائیگر نے سوچا کہ اس سے براہ راست مل کر
معلومات حاصل کرے کیونکہ اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ گریٹ لینڈ
باس عمران کی نگرانی کیوں کرا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ لوزین نے
انکار کر دینا ہے لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سمتھ واقعی لوزین کا
خاص آدمی تھا اس لئے کارس کو اگر سمتھ نے بتایا ہے تو پھر یہ بات
غلط نہیں ہو سکتی تھی۔ تقریباً دو گھنٹوں کی لانگ ڈرائیونگ کے بعد وہ

ید انداز میں تعمیر شدہ کاشان کالونی میں داخل ہو گیا۔ یہاں کی
ٹھی اپنے انداز میں محل کا درجہ رکھتی تھی۔ ٹائیگر چونکہ ایک دو بار
ل ایک غیر ملکی دوست کے ساتھ آ چکا تھا اس لئے اسے کوٹھی
ے بارے میں بخوبی معلومات تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک
ل نما کوٹھی کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ ٹائیگر
نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی
لی اور ایک مسلح باوردی نوجوان باہر آ گیا۔

”میڈم لوزین سے کہو کہ ٹائیگر آیا ہے اور بلیک سٹار کلب کے
ے میں ایک اہم بات کرنی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو سکی تو میڈم
ے کلب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے“...... ٹائیگر نے آنے
لے باوردی گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“...... گارڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور
ڑی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کے اندر جانے کے بعد چھوٹی
ھڑکی بند ہو گئی۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں کار میں بیٹھا ہوا
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کلب کو نقصان پہنچنے کی بات سن کر میڈم
زین اسے لازماً بلوا لے گی۔ وہ کلب کے بارے میں بے حد پچی
ی اور پھر تھوڑی دیر بعد چھوٹی کھڑکی ایک بار پھر کھلی اور وہی گارڈ
ہر آ گیا۔

”میڈم نے ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ میں بڑا پھاٹک
ھولتا ہوں“...... گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر کے اثبات

میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا۔ ایک وسیع پر وسیع پورچ موجود تھا جس میں مختلف رنگوں کی دو جدید ماڈل کی کاریں کھڑی تھیں۔ ٹائیگر نے اپنی کار ان کے ساتھ روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ گارڈ اس دوران پھاٹک بند کر کے اس کی طرف آیا۔

''آیئے سر''...... گارڈ نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں ٹائیگر خاصے وسیع ڈرائینگ روم میں پہنچ گیا جسے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ مادام لوزین کی جوانی کی ایک بڑی سی تصویر بھی دیوار پر موجود تھی۔ گارڈ واپس چلا گیا تو ٹائیگر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد گارڈ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مقامی مشروب کی بوتل تھی جسے سنہرے اور سفید رنگ کے ٹشو پیپر میں لپیٹا گیا تھا۔

''میڈم ابھی آ رہی ہیں''...... گارڈ نے اس کے سامنے مشروب کی بوتل رکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا تو ٹائیگر نے مشروب کی بوتل اٹھائی اور اس میں موجود سٹرا سے منہ لگا لیا۔ وہ اطمینان بھرے انداز میں مشروب سپ کرتا رہا اور بوتل ختم ہونے پر اس نے بوتل کو واپس میز پر رکھ دیا اور جیب سے ٹشو نکال کر منہ صاف کیا۔ اسی لمحے کمرے کا پردہ ہٹا اور ادھیڑ عمر لوزین اندر داخل ہوئی۔ وہ ادھیڑ عمر ضرور تھی لیکن جسمانی طور پر خاصی مضبوط اور پھرتیلی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ باقاعدگی سے سخت ورزش کرنے کی عادی ہے۔ ٹائیگر اس کے آنے

پر اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... لوزین نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بیٹھ گیا۔

''یہ تم نے گارڈ سے کیا کہا ہے کہ میرے کلب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے''...... لوزین نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے خاصے سخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس لئے کہ اگر تم ملاقات نہ کرتی تو واقعی ایسا ہو سکتا تھا''...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ بولو''...... لوزین کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

''پہلے تم اپنا لہجہ درست کرو۔ میں تمہارا ملازم نہیں ہوں اور نہ ہی تمہارا ماتحت ہوں پھر میں خود چل کر تمہارے گھر آیا ہوں اور آنے والوں سے ایسے لہجے میں بات نہیں کی جاتی''...... ٹائیگر نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''کیا تم مجھ سے لڑنے آئے ہو۔ تمہارا میرا کیا تعلق ہے''۔ لوزین نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک تعلق بن گیا ہے۔ اسی پر بات کرنے آیا ہوں۔ تمہیں میرے باس علی عمران کی نگرانی کا ٹاسک دیا گیا ہے اور تمہارا آدمی سمتھ اپنے گروپ سمیت ایئر پورٹ اور تمہارا دوسرا آدمی اپنے

گروپ کے ساتھ بندرگاہ پر ڈیوٹی دے رہا ہے تاکہ اگر میرا باس علی عمران کہیں جائے تو وہ تمہیں رپورٹ دیں اور تم ٹاسک دینے والے کو رپورٹ دو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''میرا تمہارے باس سے کیا تعلق ہے جو تم یہ احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔ یہ کام تو ضرور ہو رہا ہے لیکن ٹارگٹ تمہارا باس نہیں ہے کوئی اور ہے جس کا تعلق تم سے نہیں ہے اس لئے تم جا سکتے ہو''...... لوزین نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''بیٹھ جاؤ اور میری بات تفصیل سے سنو۔ تم کافی عرصے سے یہاں رہ رہی ہو اور میرے بارے میں بھی تمہیں معلوم ہے اس لئے بیٹھ جاؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ میرے ہی گھر میں۔ گٹ آؤٹ۔ آئی سے گٹ آؤٹ''...... لوزین نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اسی لمحے گارڈ اندر داخل ہوا جو مشین گن پہلے اس کے کاندھے پر لٹک رہی تھی وہ اب اس کے ہاتھ میں نظر آ رہی تھی۔

''اوکے۔ اب مزید کیا کہا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف چل پڑا جہاں مشین گن بردار گارڈ کھڑا تھا۔ وہ ٹائیگر کو راستہ دینے کے لئے سائیڈ پر ہٹ گیا اور ٹائیگر کو واپس جاتے دیکھ کر تن کر کھڑا ہو گیا۔

لوزین بھی قدرے ڈھیلی پڑ گئی۔ ٹائیگر جیسے ہی مسلح گارڈ کے قریب پہنچا اس کا جسم یکلخت بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے گارڈ چیختا ہوا فضا میں اڑتا ہوا پوری قوت سے لوزین سے جا ٹکرایا اور لوزین بھی چیخ مار کر سامنے موجود میز پر منہ کے بل گری جبکہ گارڈ لوزین سے ٹکرا کر اچھل کر آگے موجود صوفے پر منہ کے بل گرا اور پھر تیزی سے مڑ کر نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے جیب سے نکالے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی نیچے گر کر اٹھتا ہوا گارڈ گولیوں کا شکار ہو کر ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے جا گرا جبکہ لوزین نیچے گرتے ہی تیزی سے مڑ کر اٹھنے لگی ہی تھی کہ ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر اٹھتی ہوئی لوزین کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑی اور دوسرے لمحے لوزین ہوا میں اڑتی ہوئی قلابازی کھا کر چیختی ہوئی ایک دھماکے سے سائیڈ پر فرش پر جا گری۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو لوزین کا سیاہ پڑتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ اس کی گردن میں آیا ہوا بل نکل گیا تھا اس لئے وہ موت کی طرف بڑھنے کی بجائے واپس زندگی کی طرف آنے لگ گئی تھی لیکن بہرحال وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

ٹائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے ایک نظر گارڈ پر ڈالی لیکن گارڈ کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ اسی لمحے اسے دور سے بھاگتے ہوئے

قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دو آدمیوں کے قدموں کی
آوازیں تھیں جو اس کمرے کی طرف ہی آ رہی تھیں۔ ٹائیگر
دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد یکے بعد دیگرے
مشین گنوں سے مسلح دو آدمی اندر داخل ہوئے اور پھر دو قدم چلتے
ہی سامنے بے ہوش پڑی لوزین کو دیکھ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر
رکے ہی تھے کہ ان کے عقب میں موجود ٹائیگر نے ہاتھ میں
پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا اور وہ دونوں گولیوں کا شکار
ہو کر پیچھے مڑنے ہی لگے تھے کہ پہلوؤں کے بل دھماکوں سے نیچے
گرے اور چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ پشت پر
پڑنے والی گولیاں ان کے دلوں میں جا گھسی تھیں اس لئے انہیں
زیادہ تڑپنے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی۔ ان کے بے حس و حرکت
ہوتے ہی ٹائیگر تیزی سے گھوما اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس
نے پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگایا اور پھر جب وہ واپس آیا تو کوٹھی میں
موجود چار مزید ملازم بھی اس کے ہاتھوں ختم ہو چکے تھے۔ اب کوٹھی
میں کوئی زندہ آدمی سوائے ٹائیگر اور لوزین کے نہ بچا تھا۔ ٹائیگر
نے راؤنڈ کے دوران ایک سٹور میں موجود رسی کا بنڈل بھی اٹھا لیا
تھا۔

چنانچہ اس نے بے ہوش پڑی ہوئی لوزین کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا
اور پھر رسی کی مدد سے اس نے اسے اس انداز سے باندھ دیا کہ وہ
تربیت یافتہ ہونے کے باوجود آسانی سے رسی نہ کھول سکے۔ اس

کے بعد ٹائیگر نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر
دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار
ہونے شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر
ایک کرسی پر اس انداز میں بیٹھ گیا کہ لوزین کے ساتھ ساتھ کمرے
کے دروازے پر بھی نظر رکھ سکے۔ چند لمحوں بعد لوزین نے کراہتے
ہوئے آنکھیں کھولیں اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن
بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔ پھر اس کی
نظریں سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر پر جم گئیں۔ پھر اس نے نظریں
گھمائیں اور دروازے کے قریب ہی پڑے اپنے گارڈز کی لاشیں
دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ انہیں کیا ہوا ہے"...... لوزین نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ مر چکے ہیں"...... ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"تم نے سب کو مار ڈالا ہے۔ ویری بیڈ۔ میرے ملازموں کو مار
ڈالا ہے۔ ویری بیڈ"...... لوزین نے ویری بیڈ کی گردان کرتے
ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سب ویری بیڈ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اب بہرحال تم بتاؤ
کہ تمہیں باس کی نگرانی کا ٹاسک کس نے دیا ہے"...... ٹائیگر نے
کہا۔

''میں کہہ رہی ہوں کہ کسی نے نہیں دیا تو پھر تم ضد کیوں ک رہے ہو نانسنس۔ تمہارے دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے''...... لوز نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی پاگل ہو۔ میں نے تمہار بارے میں سنا ضرور تھا لیکن آج یہ بات کنفرم ہو گئی ہے۔ ٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑ گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور آگے بڑھ کر اس ن پسٹل کی نال لوزین کی پیشانی پر رکھ دی۔

''میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا تم نہیں بھی بتاؤ گی تو میں بہرحال معلوم کر لوں گا۔ تمہارے خا آدمی سمتھ کو یقیناً اس کا علم ہو گا لیکن تم زندگی کی رنگینیوں ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤ گی۔ ایک۔ دو۔ تین''...... ٹائیگر نے گن کا آغاز کرتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی وہ تین تک پہنچا لوز کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کی قوت ارا شکست کھاتی جا رہی تھی۔

''بولو ورنہ۔ چار''...... ٹائیگر نے رک کر کہا۔

''ہٹاؤ مشین پسٹل۔ میں بتاتی ہوں۔ ہٹاؤ''...... خاموش بیٹھ ہوئی لوزین نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بولتی جاؤ ورنہ گنتی ختم ہونے والی ہے''...... ٹائیگر نے سرد ل میں کہا۔

''مجھے یہ ٹاسک کرانس کی سرکاری بارڈ ایجنسی کی سیکشن انچارج جولین نے دیا ہے''...... لوزین نے کہا تو ٹائیگر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ چونکہ لوزین گریٹ لینڈ نژاد ہے اس لئے یہ ٹاسک اسے گریٹ لینڈ سے ہی ملا ہو گا لیکن اس نے کرانس کی بارڈ ایجنسی کا نام لے دیا تھا اس لئے ٹائیگر کو حیرت ہوئی تھی۔

''اسے کنفرم کراؤ تو میں خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''میں درست کہہ رہی ہوں۔ مجھ پر یقین کرو''...... لوزین نے کہا۔

''تم جولین کو فون کرو۔ جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ کنفرم ہو جائے کہ اس نے تمہیں عمران کے خلاف ٹاسک دیا ہے لیکن تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔ ہم خود باقی معاملات سے نمٹ لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے میری بات کراؤ''...... لوزین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے سائیڈ میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر لوزین کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے اس نے فون اٹھایا اور رسیور لا کر لوزین کے کان سے لگا دیا۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ اس نے آخر میں پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز ٹائیگر کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی بولنے والی کوئی نوجوان لڑکی محسوس ہوتی تھی۔

''لوزین بول رہی ہوں پاکیشیا سے۔ بلیک سٹار کلب کی لوزین''۔ لوزین نے کہا۔

''اوہ تم۔ جولین بول رہی ہوں۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات''۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''تم نے عمران کی نگرانی کا جو ٹاسک دیا تھا وہ نگرانی تو ہو رہی ہے لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ عمران کا شاگرد جس کا نام ٹائیگر ہے مختلف لوگوں سے ہارڈ ایجنسی کے بارے میں ٹپس ٹریس کرتا پھر رہا ہے''...... لوزین نے کہا۔

''کیوں۔ مقصد کیا بتاتا ہے''...... جولین نے چونک کر پوچھا۔

''وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے اپنے باس عمران کے لئے ہارڈ ایجنسی کے خلاف کوئی مشن مکمل کرنا ہے۔ اگر تم کہو تو اس کی بھی نگرانی شروع کرا دوں''...... لوزین نے کہا۔

''ہاں۔ کرا دو۔ ہو سکتا ہے کہ عمران اسے ساتھ نہ لے آئے بلکہ اسے علیحدہ بھیجے۔ ہمارا ٹارگٹ بہرحال عمران ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا''...... جولین نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی تمہیں رپورٹ دوں گی''۔ لوزین نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور فون پر رکھا اور پھر فون کو لے جا کر اس نے سائیڈ میز پر رکھ دیا۔

''تم نے خصوصی طور پر میرا نام اس تک کیوں پہنچایا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بے حد مشکوک رہتی ہے۔ وہ میری عام سی بات پر لازماً شک میں پڑ جاتی اور ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے بھی یہاں کسی کو کہہ کر ہلاک کرا دیتی اس لئے مجھے یہ بات کرنا پڑی ہے۔ تم تو ساتھ نہیں جاؤ گے اس لئے کیا فرق پڑتا ہے''...... لوزین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے''۔ ٹائیگر نے کہا تو لوزین بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں سچ بتا دوں تو مجھے چھوڑ دو گے۔ پلیز۔ دیکھو میں نے سب کچھ نہ صرف بتا دیا ہے بلکہ کنفرم بھی کرا دیا ہے''...... لوزین نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

''سوری۔ تم میرے استاد کی نگرانی کرا رہی تھی جو میرے نزدیک ایک ناقابل معافی جرم ہے''...... ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

''مم۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں نگرانی نہیں کراؤں گی۔ پلیز''...... لوزین نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کے مزاج کا

جارہانہ پن یکسر غائب ہو گیا تھا۔

''اوکے۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں لیکن یہ سن لو کہ آئندہ اگر مجھے اطلاع ملی کہ تم پاکیشیا میں رہ کر پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کر رہی ہو تو تمہیں قبر میں بھی جگہ نہیں ملے گی''۔ ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ اس کے عقب میں آیا اور اس نے رسی کی ایک گانٹھ کھول دی۔

''اب یا تو رسی خود کھول لینا یا اپنے ملازموں کی لاشوں سے کہنا لیکن میری یہ بات یاد رکھنا ورنہ میں تمہیں پاتال سے بھی نکال لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا غیر ملکی سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ البتہ جانے سے پہلے وہ فلاسک میں دو تین کپ چائے ڈال کر دے گیا تھا اس لئے عمران اطمینان سے بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ فرانس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ گیبل نے چونکہ لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے دو تین روز کی مہلت لی تھی اس لئے عمران نے بھی اس معاملے میں کسی سرگرمی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ البتہ اس کی نظریں رسالے پر جمی ہوئی تھیں۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص لہجے میں کہا گیا۔

''ایکس ون مارکیٹ گیا ہوا ہے اس لئے جو کہنا ہے کھل کر کہہ دو''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیبل کی کال آئی ہے۔ اس کے مطابق ڈاکٹر کمال حسین لائبیریا میں واقع کسی لیبارٹری میں موجود ہیں لیکن وہ باوجود کوشش کے ابھی تک اس لیبارٹری کا محل وقوع ٹریس نہیں کر سکا اور اس نے مزید دو دن کی مہلت مانگی ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ کام کرتا رہے''...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ عمران فلیٹ پر اکیلا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ اسے معلوم کرنے دو''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ اس کیس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا دلچسپی لوں۔ لائبیریا میں وہ لیبارٹری نجانے کہاں ہو گی۔ جب تک ٹارگٹ فکس نہ ہو جائے اندھیرے میں لاٹھیاں چلانے سے کیا ہوتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''پہلے تو آپ خود وہاں جا کر یا اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کرتے تھے لیکن اس بار آپ نے سب کچھ فارن ایجنٹ پر

چھوڑ دیا ہے اور خود فلیٹ میں بیٹھ گئے ہیں۔ آپ اگر نہیں جانا چاہتے تو آپ میری جگہ سنبھال لیں اور مجھے اجازت دیں۔ میں ڈاکٹر کمال حسین کو واپس لے آؤں گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''میں تمہاری جگہ ضرور لے لیتا لیکن اب کیا کروں۔ اپنے نام چیک خود نہیں کاٹ سکتا۔ اس پر تمہارے دستخط ضروری ہیں''۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ مذاق میں میری بات ٹال رہے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''میں مذاق میں بات نہیں ٹال رہا۔ سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کیونکہ تم وہاں پہنچ بھی جاؤ تو کام تو بہرحال کیبل کو ہی کرنا پڑے گا اور اس کے لئے تمہارا وہاں ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ البتہ اگر دانش منزل سے اکتا گئے ہو تو میں سلیمان کو کہہ دیتا ہوں وہ عارضی طور پر تمہاری جگہ سنبھال لے گا اور تم سندباد جہازی کی طرح دنیا کے گرد چکر لگا آؤ''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی کام تو کیبل نے ہی کرنا ہے۔ اوکے''...... بلیک زیرو نے فوراً عمران کی بات مانتے ہوئے کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ سلیمان نے مستقل قبضہ نہیں کرنا دانش منزل پر اس لئے میں نے عارضی طور پر کہا تھا۔ تم خواہ مخواہ گھبرا گئے''۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر رسالے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں آپ کے فلیٹ پر آ رہا ہوں ایک ضروری بات کرنی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا یہ ضروری بات فون پر نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے چائے اور بسکٹ سے زیر بار کرو گے۔ پہلے ہی سلیمان اپنے واجبات کی ادائیگی کا آخری نوٹس دے چکا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نہ چائے پیئوں گا اور نہ ہی بسکٹ کھاؤں گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس سے کیا خاک بچت ہو جائے گی۔ تم نے لینا ہی کیا ہے ایک بسکٹ اور ایک کپ چائے۔ البتہ اگر تم کہتے کہ میں آتے ہوئے دو چار ٹرک بسکٹوں کے اور چار پانچ ڈرم چائے کے بھروا کر ساتھ لا رہا ہوں تو چلو کوئی بات بھی ہوتی۔ بہرحال آ جاؤ''۔ عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد کال بیل بجی تو عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے عادت کے مطابق لاک ہٹانے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

''ٹائیگر ہوں باس''...... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو باہر ٹائیگر موجود تھا۔

''ارے۔ خالی ہاتھ آ رہے ہو۔ میں سمجھا تھا کہ چلو ٹرک اور ڈرم نہ سہی دو چار شاپر تو ضرور ہاتھوں میں ہوں گے۔ اب کیا کیا جائے۔ وہ ویگنوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے اپنی اپنی قسمت اپنا اپنا نصیب۔ اب یہ ہماری قسمت اور ہمارا نصیب کہ ہمیں شاگرد بھی کنجوس ملا ہے''...... سٹنگ روم تک پہنچتے پہنچتے عمران کی بات جاری رہی۔

''باس۔ میں نے آرڈر دینے کی کوشش کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ آپ کا نام سنتے ہی بسکٹ فیکٹری والے اور ڈرموں کے حساب سے چائے بنانے والے اٹھ کھڑے ہوں گے اور مجھے سیلوٹ کریں گے لیکن باس انہوں نے یہ کہہ کر آرڈر سننے سے ہی انکار کر دیا کہ پہلے آپ کے استاد کی طرف اتنا ادھار ہو چکا ہے کہ ہمیں اپنی فیکٹری فروخت کرنے پر بھی اتنی رقم نہیں مل سکتی اس لئے کیا کرکرتا بندہ لٹکائے خالی ہاتھ آ گیا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''چلو شاپرز کی بجائے تم نے منہ لٹکا لیا ہے یہی کافی ہے۔ بیٹھو''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور خود اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تو ٹائیگر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اگر ہوا بند چائے پینا چاہتے ہو تو فلاسک میں موجود ہے۔ پیالی میں ڈال لو''...... عمران نے میز پر رکھے ہوئے فلاسک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ چائے نقصان دہ ہے تو آپ سلیمان سے بنواتے کیوں ہیں''...... ٹائیگر نے کہا کیونکہ عمران فلاسک میں بند چائے کو ہوا بند چائے اور واٹر کولر میں بند پانی کو ہوا بند پانی کہا کرتا تھا اور وہ بات اس انداز میں کرتا تھا جیسے یہ ہوا بند چائے یا پانی پی کر کوئی بڑی بیماری لگ سکتی ہے جبکہ وہ خود چائے بھی پیتا رہتا تھا اور پانی بھی۔

''تاکہ سلیمان چائے بنانا نہ بھول جائے۔ بہرحال تم پہلے چائے پی لو اور پھر اوپر سے زور سے دو تین سانس لے کر ہوا بھی ساتھ شامل کر لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے میز پر موجود پیالی اٹھائی اور اٹھ کر کچن میں چلا گیا۔ وہاں سے اس نے ایک اور پیالی اٹھائی اور دونوں پیالیوں کو دھو کر واپس سٹنگ روم میں آیا۔

اس نے فلاسک سے دونوں پیالیوں میں چائے ڈالی اور ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ کر دوسری پیالی اس نے اپنے سامنے رکھ لی اور پھر اس نے اپنے دوست کارس کے فون آنے سے لے کر بلیک سٹار کلب کی میڈم لوزین کی رہائش گاہ پر جانے اور وہاں پیش آنے والے حالات کی تفصیل بتا کر اس نے میڈم لوزین سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بھی بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نے فون پر لوزین کی اور ہارڈ ایجنسی کی سیکشن انچارج جولین سے ہونے والی بات چیت سب دوہرا دی۔ ساتھ ساتھ وہ چائے کی چسکیاں بھی لیتا رہا تھا۔

''تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کرانس والوں کو یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر کمال کو واپس لانے کے لئے کرانس پہنچے گی اور وہ پیشگی اطلاع چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''یہ تمام تفصیل فون پر بھی تو بتا سکتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں ہارڈ ایجنسی کے خلاف کام کروں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہارڈ ایجنسی سرکاری ایجنسی ہے جس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس سرکاری ایجنسی ہے۔ انہیں اپنا کام کرنے دو۔ ہمارا جب وہ راستہ روکیں گے تب ہم ان کے خلاف کام کر سکتے ہیں ویسے نہیں۔ ہمیں

ہارڈ ایجنسی سے براہ راست کوئی ٹکراؤ نہیں لینا۔ ہم نے ڈاکٹر کمال
کو واپس لانا ہے اور یہاں تک معلومات ملی ہیں کہ ڈاکٹر کمال کو
انہوں نے ایک بڑے لیکن ساحلی شہر لائبیریا کی کسی لیبارٹری میں
رکھا ہے۔ چیف کا فارن ایجنٹ اس لیبارٹری کا کھوج لگا رہا ہے
جب کوئی ٹارگٹ فکس ہو جائے گا تب میں ٹیم لے کر یہاں سے
وہاں جاؤں گا''...... عمران نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو میں لیبارٹری کا سراغ لگانے کی
کوشش کروں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہاری انڈر ورلڈ کا لیبارٹریوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''۔
عمران نے چونک کر کہا۔

''کرانس میں ایک کاروباری ادارہ ہے ماسٹر ٹریڈرز۔ یہ مختلف
نوعیت کے بزنس کرتا ہے۔ ان میں ایک بزنس سرکاری سائنسی
لیبارٹریوں کو مختلف مشینری اور دیگر سامان مہیا کرنا ہے۔ اس کے
علاوہ خفیہ طور پر یہ لوگ خصوصی ساخت کے اسلحہ کی بھی پوری دنیا
میں خرید و فروخت کرتے ہیں اس کے خصوصی اسلحے کے بزنس کا
ہیڈ ایک آدمی گروز ہے۔ یہ گروز یہاں پاکیشیا بھی آتا رہتا ہے۔
میرے ساتھ بھی اس کی دوستی ہے۔ یہ شخص یہودی نہیں ہے لیکن
یہودی فطرت ضرور ہے۔ اسے اگر معاوضہ دیا جائے تو یہ کرانس کی
تمام لیبارٹریوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ مہیا کر سکتا ہے''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''اس وقت وہ کہاں ہو گا''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کے پاس ایک سپیشل سیٹلائٹ نمبر ہے۔ وہ جہاں بھی ہو
اس خصوصی نمبر سے رابطہ ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بات کرو۔ لیکن اسے کیسے معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر
کمال کس لیبارٹری میں ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کچھ وقت تو لے گا لیکن اس کی ساری معلومات بہرحال
حتمی ہوں گی''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر سائیڈ پر پڑے
ہوئے فون کو اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر
اس نے پہلے انکوائری سے کرانس اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ
نمبر معلوم کر کے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس
کر دیا۔

''لیس۔ گروز بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ارے ٹائیگر تم۔ کیسے فون کیا ہے آج۔ کوئی خاص بات''۔
گروز نے یکلخت بے تکلفانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایک پارٹی سے سودا ہوا ہے۔ میں نے سوچا کہ تم بھی اچھا
معاوضہ حاصل کر لو۔ کیا خیال ہے۔ دس ہزار ڈالرز مل جائیں گے
تمہیں بھی''...... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار

مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر نے بہت کم رقم اس لئے کہی ہے کہ سودے بازی کر کے آگے بڑھا جا سکے ورنہ گروز بڑی رقم سے بھی آگے بڑھ جاتا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ دس ہزار ڈالر صرف۔ مسئلہ کیا ہے''۔ گروز نے کہا۔

''کرانس کے شہر لائبیریا میں کوئی سائنسی لیبارٹری ہے جس میں ایک پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کام کرتا ہے لیکن ڈاکٹر کمال حسین کی خواہش پر اس لیبارٹری کو اوپن نہیں کیا جا رہا جبکہ ایک پارٹی اپنے کسی سائنسی معاملے پر ڈاکٹر کمال حسین سے ملنا چاہتی ہے۔ اگر تم لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں بتا دو تیسری شرط یہی ہے کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع بتایا جائے جس لیبارٹری میں پاکیشیا ڈاکٹر کمال حسین کام کرتا ہے تو تمہیں اتنی معمولی سی معلومات پر دس ہزار ڈالرز دیئے جا سکتے ہیں لیکن ہمارے پاس وقت زیادہ نہیں ہے جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام ہونا ہو گا''۔ ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس وقت نہیں ہے تو میرے پاس بھی وقت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں اس بارے میں ابھی اور اسی وقت فون پر درست معلومات تمہیں مہیا کر سکتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ لائبیریا میں دو سائنسی لیبارٹریاں ہیں۔ ان میں سے ایک گزشتہ دو سالوں سے بند پڑی ہے کیونکہ وہاں موجود تمام مشینری پانی کی نمی

وجہ سے بے کار ہو گئی ہے۔ اس کے لئے مشینری خصوصی طور پر تیار کی جا رہی ہے جس میں ابھی ڈیڑھ دو سال اور لگیں گے اس لئے باقی ایک ہی لیبارٹری رہ جاتی ہے جہاں ڈاکٹر کمال حسین موجود ہو گا لیکن تم نے شاید رقم کے بارے میں مذاق کیا ہے''۔ گروز نے کہا۔

''چلو تم بتا دو۔ کیا معاوضہ لینا چاہتے ہو۔ بولو۔ لیکن معلومات تفصیل سے بتانا ہوں گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ حکومت کرانس تو اس میں ملوث نہیں ہے''۔ گروز نے کہا۔

''حکومت کرانس کا اس سے کیا تعلق۔ یہ تو ڈاکٹر کمال حسین کا مسئلہ ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ پھر سن لو اس لیبارٹری کے محل وقوع کی نشاندہی کرنے کے دس لاکھ ڈالرز لوں گا۔ اس سے ایک ڈالر بھی کم نہیں''...... گروز نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنی بھاری رقم۔ چھوڑو۔ میں کسی اور ذریعے سے معلوم کر لوں گا۔ اتنی رقم تو مجھے نہیں مل رہی۔ میں تمہیں کہاں سے دے سکتا ہوں۔ اب کھل کر بات ہو جائے تو بہتر ہے۔ مجھے پانچ لاکھ ڈالرز مل رہے ہیں۔ تم اس میں سے کتنے لو گے۔ بولو''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''اگر تم دس لاکھ ڈالرز پر رضامند ہو جاتے تو میں سمجھتا کہ

حکومت ملوث ہے کیونکہ بھاری رقمیں اس وقت دی جاتی ہیں جب
حکومت ملوث ہو''...... گروز نے باقاعدہ فلسفہ بیان کرتے ہوئے
کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا
میں چار لاکھ ڈالرز آن لائن بھجوا دیتا ہوں۔ تم فون پر تفصیل
دو''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے گروز نے اپنا اکاؤنٹ
نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دیا جسے ٹائیگر نے ایک کاغذ پر
نوٹ کر لیا۔

''میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ اب اگر مجھ پر اعتماد ہے تو بتا
ورنہ مجھے پھر تمہیں فون کرنا پڑے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری ٹائیگر۔ ایسے معاملات میں خالی اعتماد نہیں ہوا کرتا۔
میں اسی نمبر پر ہوں۔ جیسے ہی تمہاری بھیجی ہوئی رقم بینک پہنچے گی
مجھے اطلاع مل جائے گی۔ پھر تم فون کرنا میں بتا دوں گا''......
نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا کر لو۔ میں تمہیں دوبارہ فون کرتا ہوں''۔
ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا
دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے۔ پھر اس نے اپنے بینک مینجر کو اپنے اکاؤنٹ سے چار
لاکھ ڈالرز آن لائن کرانس کے بینک اور اکاؤنٹ میں فوری بھجوانے
کا کہہ کر ساتھ ہی گروز کا بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دی۔

''کتنی دیر میں رقم کرانس اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گی''...... ٹائیگر
نے پوچھا۔

''صرف دس منٹ میں جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں پندرہ منٹ بعد تمہیں فون کروں گا تاکہ تم کنفرم کرا سکو''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے رسیور
کریڈل پر رکھ دیا۔

''یہ آدمی گروز واقعی قابل اعتماد ہے یا شک و شبہ کی گنجائش ہو
سکتی ہے''......عمران نے کہا۔

''باس۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ یہ اصل یہودی نہیں ہے
لیکن فطرتاً دولت کی حد تک یہودی ہے اس لئے مجھے اس سے
باقاعدہ سودے بازی کرنا پڑی ہے لیکن معاملات میں یہ کھرا آدمی
ہے۔ جو کچھ بتائے گا وہ درست ہو گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ
بعد ٹائیگر نے ایک بار پھر گروز سے رابطہ کیا۔

''یس۔ گروز بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی گروز کی آواز
سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ رقم پہنچ گئی ہے تمہارے اکاؤنٹ میں''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تھینک یو۔ ابھی کال آئی ہے بینک کی طرف سے''۔

گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تفصیل سے لیبارٹری کے بارے میں بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرانس کے بحیرہ روم کی طرف ساحلی علاقہ ہے جسے ماؤنٹ پلیئر کہا جاتا ہے۔ یہ خاصا وسیع علاقہ ہے جو سوئٹزر لینڈ تک چلا گیا ہے۔ یہ تمام علاقہ پہاڑی بھی ہے اور برفانی بھی۔ یہیں کرانس کا پارس کے بعد سب سے بڑا شہر لائبیریا ہے جو وسیع پہاڑی علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں بھی سارا سال دنیا بھر کے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہاں سارا سال موسم انتہائی سرد رہتا ہے اور یہاں کے برفانی نظارے اس قدر دیدہ زیب ہوتے ہیں کہ لوگوں کا واپس جانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ لائبیریا کے شمال میں ایئر فورس کا اڈا بھی ہے اور فوجی چھاؤنی بھی ہے۔ اس فوجی چھاؤنی کے لاسٹ گیٹ کے قریب سے اس لیبارٹری جسے ماؤنٹ لیبارٹری کہا جاتا ہے کا راستہ جاتا ہے جو آگے جا کر ایک پہاڑی وادی میں ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں لیبارٹری کی سیکورٹی موجود رہتی ہے۔ لیبارٹری زیر زمین ہے۔ ہم بھی سیکورٹی زون سے آگے کبھی نہیں گئے اور نہ ہی کوئی جا سکتا ہے سوائے سائنس دانوں کے۔ یہ ہے اس ماؤنٹ لیبارٹری کا محل وقوع''...... گروز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اور دوسری لیبارٹری جو تم کہہ رہے ہو کہ بند پڑی ہے وہ کہاں

ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بھی اسی علاقے میں ہے لیکن اس کا راستہ بھی اس سیکورٹی زون سے تبدیل ہو کر مشرق کی طرف چلا جاتا ہے۔ آگے اس لیبارٹری کا سیکورٹی زون ہے لیکن وہ سیکورٹی زون بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اس لیبارٹری کی مشینری ناکارہ ہو کر ضائع ہو چکی ہے''۔ گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم یہ کنفرم کرا سکتے ہو کہ پاکیشیائی ڈاکٹر کمال حسین واقعی اس لیبارٹری میں ہے۔ معاوضہ بے شک مزید لے لینا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں ایک سائنس دان ڈاکٹر جیرالڈ کام کرتا ہے۔ اس کا ایک سیل فون نمبر ہے جو کہ خفیہ ہے اور میرے پاس ہے۔ میں تمہیں نمبر بتا دیتا ہوں اور اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ تم سے بات کر لے۔ ایک لاکھ ڈالرز مزید بھیج دینا جو میں ڈاکٹر جیرالڈ کو دے دوں گا۔ اس طرح وہ خوش ہو کر تم سے بات کر لے گا''...... گروز نے کہا۔

''ٹھیک ہے بتاؤ نمبر''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کرو۔ میں ڈائری لے لوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا تم لائن پر ہو''...... کچھ دیر بعد گروز کی آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے گروز نے اسے نمبر لکھوانا شروع کر دیا۔

''اب میں اسے کتنی دیر بعد فون کروں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''جب ایک لاکھ ڈالرز میرے اکاؤنٹ میں پہنچ جائیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

''واقعی دولت کے معاملے میں یہ یہودی ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ٹائیگر نے اپنے بینک سے رابطہ کر کے آن لائن پر ایک لاکھ ڈالرز گروز کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنے کی ہدایات دیں اور جب اسے کنفرم کرایا گیا کہ ایک لاکھ ڈالرز گروز کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو گئے ہیں تو اس نے گروز کو فون کیا۔

''یس۔ گروز بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی گروز کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ ایک لاکھ ڈالرز مل گئے ہیں تمہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں تھینکس۔ میری ڈاکٹر جیرالڈ سے ابھی بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر فلپ کی سرکردگی میں سائنس دانوں کی ایک پوری ٹیم ماؤنٹ لیبارٹری میں شفٹ ہوئی ہے۔ اس ٹیم میں ایک ایشیائی نژاد سائنس دان بھی ہے جس کا نام ڈاکٹر کمال ہے۔ میں

نے اسے تمہارے بارے میں بھی بتا دیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ ایک لاکھ ڈالرز اس کے نام کے میرے پاس موجود ہیں وہ جب چاہے مجھ سے لے سکتا ہے۔ وہ خوش ہو گیا ہے۔ تم اس سے بات کر لینا''...... گروز نے کہا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو گروز نے بتائے تھے۔

''ہیلو۔ کون بول رہا ہے''...... رابطہ ہوتے ہی ایک اجنبی مردانہ آواز سنائی دی۔

''میرا نام ٹائیگر ہے۔ گروز نے میرے بارے میں آپ سے بات کی ہو گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں نے گروز کو آپ کے لئے ایک لاکھ ڈالرز دیئے ہیں لیکن اگر آپ میری بات براہ راست ڈاکٹر کمال سے کرا دیں تو میں آپ کے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالرز مزید جمع کرا دوں گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''گروز نے تو مجھے دس ہزار ڈالرز بتائے ہیں''...... ڈاکٹر جیرالڈ نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کی فکر مت کریں۔ میں وہ رقم بھی دے دوں گا جو اس

نے رکھ لی ہے۔ مطلب ہے کہ آپ کے اکاؤنٹ میں دو لاکھ ڈالرز جمع کرا دیتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ آپ میری بات ڈاکٹر کمال حسین سے کرا دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا کسی کو علم نہ ہو''...... ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔

''نہیں ہو گا۔ آپ فکر مت کریں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ مجھے دس منٹ بعد دوبارہ فون کریں۔ مجھے ڈاکٹر کمال کے کمرے میں جانا ہو گا لیکن میں انہیں کیا کہوں کہ کون بات کرنا چاہتا ہے اور کیا بات کرنا چاہتا ہے''...... ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا۔

''آپ انہیں کہیں کہ کافرستان کے ڈاکٹر اشوک بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ڈاکٹر اشوک جوریز کے ماہر ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے ٹائیگر کی اس بات کی تحسین کر رہا ہو۔

''اوکے۔ دس منٹ بعد فون کریں''...... ڈاکٹر جیرالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''اب تم میں واقعی پختگی آ گئی ہے۔ اب روزی راسکل کو گرین سگنل دینا پڑے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''باس۔ اس کا نام نہ لیں۔ اس کا نام لیتے ہی وہ خود آ جاتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آج کل نظر نہیں آ رہی۔ کہاں ہے وہ''...... عمران نے کہا۔

''اپنے کلب کو دوبارہ تعمیر کرا کر اس کی آرائش و زیبائش میں لگی ہوئی ہے۔ کبھی کبھار فون آ جاتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو کبھی کبھار فون کرتی ہو گی تم تو روزانہ بلکہ صبح شام حال احوال پوچھنے کے بہانے فون کرتے ہو گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں باس۔ میں نے تو اسے اب تک ایک بار بھی فون نہیں کیا۔ وہ زچ کر دیتی ہے۔ اگر وہ خاتون نہ ہوتی تو اب تک یقیناً میرے ہاتھوں ماری جا چکی ہوتی''...... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اتنی سنجیدگی کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ بہرحال ہے تمہارے اندر بھی''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''تو نوبت اب ٹھنڈی سانسیں بھرنے تک پہنچ چکی ہے۔ اوکے۔ اب کچھ کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا لیکن ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ڈاکٹر جیرالڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر جیرالڈ کی آواز سنائی دی۔

''کافرستان سے ڈاکٹر اشوک بول رہا ہوں۔ کیا میری بات

ڈاکٹر کمال حسین صاحب سے ہو سکتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس۔ کریں بات''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں ڈاکٹر کمال حسین بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے بات کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایشیائی ہی تھا۔

''میں کافرستان سے ڈاکٹر اشوک مہتہ بول رہا ہوں۔ ہم کلونیہ ریز پر یہاں کام کر رہے ہیں۔ اس میں ایک ایسا مرحلہ آ گیا ہے کہ ہم آگے نہیں بڑھ پا رہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں اس لئے میں نے آپ سے رابطے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ ہماری مدد کریں تو ملاقات کا وقت دے دیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''سوری ڈاکٹر اشوک مہتہ۔ کلونیر ریز میرا فیلڈ نہیں ہے۔ کسی نے آپ کو غلط بتایا ہے۔ البتہ پاکیشیا میں ڈاکٹر الطاف الرحمٰن اس سبجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ آپ ان سے مل لیں۔ آئی ایم سوری''...... ڈاکٹر کمال حسین نے کہا۔

''او کے۔ اس ٹپ کا بھی شکریہ۔ تھینکس سر۔ گڈ بائی''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''باس۔ اب تو یہ معاملہ کنفرم ہو گیا ہے''...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صرف یہ کنفرم ہوا ہے کہ ڈاکٹر کمال سے بات ہو گئی ہے لیکن

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی ڈاکٹر کمال حسین اس لیبارٹری میں ہے جس کے بارے میں گروز نے بتایا ہے اور کیا گروز کا بتایا ہوا محل وقوع درست ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو وہاں جا کر کنفرم ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں بھی ہو سکتا ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر سٹنگ روم سے باہر آ گیا اور پھر سپیشل روم سے اس نے ایک الماری میں سے دنیا کا خصوصی طور پر بنایا گیا نقشہ اور چند سفید کاغذ اٹھائے اور الماری بند کر کے وہ واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔ ٹائیگر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... عمران نے کہا اور پھر کاغذ اور نقشہ میز پر رکھ کر اس نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور ایک کاغذ اٹھا کر سامنے رکھ لیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ ڈاکٹر جیرالڈ کا نمبر کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن باس۔ یہ تو کسی سپیشل سیٹلائٹ کا نمبر ہے کیونکہ اس کے آغاز میں دو زیرو ڈائل کرنے پڑتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ یہ یورپ کا ایک بزنس مواصلاتی سپیشل سیٹلائٹ ہے۔ اس کا نمبر ٹاپ سیکرٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تم نمبر بتاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے نمبر بتا دیا جسے عمران نے کاغذ پر لکھ لیا اور پھر اس نے نقشہ کھول کر میز پر رکھ لیا اور نقشے کی سائیڈوں پر لکھے ہوئے خصوصی نمبرز اس نے کاغذ پر لکھے اور اس کے بعد اس نے انہیں آپس میں ضرب، تقسیم کرنا شروع کر

دیا۔ کافی دیر بعد اس نے ایک نمبر کو نقشے پر چیک کیا اور پھر اس
جگہ دائرہ لگا دیا۔ اس طرح نقشے کے چاروں طرف نشانات لگا کر
اس نے ان نشانات کو آپس میں ملانا شروع کر دیا۔ آخری لائن
ڈالنے پر وہ مسکرا دیا اور پھر اس نے نقشے پر ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔
''یہاں کال موصول کی گئی ہے''...... عمران نے اس دائرے کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نقشے پر جھک گیا۔
''ماؤنٹ پلیزر۔ یہ وہی علاقہ ہے جو گروز نے بتایا تھا''۔ ٹائیگر
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ وہی ہے۔ مجھے پہلے خطرہ تھا کہ تم سے ہونے والی بات
چیت چیک ہو جائے گی اور وہ لوگ لیبارٹری بدل بھی سکتے ہیں لیکن
تم نے کافرستان کا ڈاکٹر اشوک مہتہ بن کر جن ریز کی بات کی ہے
اس پر ان کو کوئی شک نہ ہو گا اس لئے اب طے ہو گیا کہ ڈاکٹر
کمال حسین اس ماؤنٹ لیبارٹری میں موجود ہیں''...... عمران نے
نقشے کو لپیٹتے ہوئے کہا۔
''باس۔ اس مشن میں آپ مجھے بھی ضرور شامل کر لیں''۔ ٹائیگر
نے کہا۔
''یہ کام چیف کا ہے کیونکہ یہ سرکاری مشن ہے۔ تمہاری
کارکردگی کی رپورٹ چیف کو پہنچ جائے گی۔ اس کے بعد فیصلہ کرنا
اس کا کام ہے۔ فی الحال تم جا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔
''یس باس''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے

مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بیرونی دروازہ
لنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے رسیور اٹھایا اور
بر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں
ک زیرو''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
''بولیں جناب بولیں۔ آپ کو بولنے سے کون روک سکتا
ہے''...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز
ہنستے ہوئے کہا۔
''ارے۔ بولنے کو غنیمت سمجھو۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جب زبان
ہے تو ہاتھ حرکت میں آ جاتے ہیں۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ
ے ملک میں دوسرے ممالک کی طرح انقلاب نہیں آ سکتا
نکہ میڈیا دن رات بولنے میں مصروف ہے۔ کوئی کام کی بات
یا نہ ہو وہ دن رات بولے چلا جا رہا ہے اور پوری قوم دن رات
ل فونز پر بول رہی ہے اور تم بولنے سے روکنے کی بات کر رہے
...... عمران کی زبان جب رواں ہو گئی تو اسے کون روک سکتا

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ بولیں''...... بلیک زیرو نے ہنستے
ئے کہا۔
''گیبل کی رپورٹ آئی ہے مزید''...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس نے دو تین روز کا وقت لیا ہے"...... بلیک زیرو
نے کہا۔
"ٹائیگر نے میرے فلیٹ پر بیٹھ کر نہ صرف اس لیبارٹری کا محل
وقوع معلوم کر لیا ہے بلکہ وہاں موجود ڈاکٹر کمال حسین سے اس
فون پر بات بھی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔
"کیا واقعی۔ نہیں۔ آپ مذاق کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا ہے اور پھر میں نے اسے
پر چیک کر کے کنفرم بھی کر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔
"کیسے ہوا یہ سب۔ حیرت ہے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ آپ
کا شاگرد آپ سے آگے جا رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ارے۔ ارے۔ خیال رکھنا۔ یہ نہ ہو کہ بے چارہ عمران
فلیٹ میں بیٹھا اس چھوٹے سے چیک کے انتظار میں سوکھتا
جائے اور ٹائیگر صاحب وہ چھوٹا سا چیک وصول کر کے جا رہے
ہوں"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو دوسری طرف
بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
"آپ کا شاگرد آپ کا بہت احترام کرتا ہے اس لئے اگر
چیک لے بھی گیا تو احتراماً وہ چیک آپ کی ہی خدمت میں پیش
دے گا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار

پڑا اور پھر اس نے ٹائیگر کے فلیٹ میں آنے سے لے کر اس
واپس جانے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔
"تو پھر اب گیبل کی رپورٹ کا آپ کیوں انتظار کر رہے
...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ویسے ہی پوچھ رہا تھا تاکہ اگر اس کی رپورٹ بھی ٹیلی کر لی
تو اچھا تھا۔ بہرحال اب ہمیں روانہ ہونا ہے۔ میں جولیا کو تیار
اور ٹیم کو بھی تیار کرنے کے احکامات دے دیتا ہوں۔ تم ہماری
کی تیاریاں کر دو"...... عمران نے کہا۔
"وہ تو ہو جائیں گی لیکن عمران صاحب۔ ٹائیگر نے اس لوزین
آدمیوں کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ ایئر پورٹ پر اور بندرگاہ
کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ ان کا کیا ہو گا۔ کیا آپ میک اپ
جائیں گے۔ یہ تو مجھے بتا دیں تاکہ اس میک اپ کے مطابق
کے کاغذات تیار کرائے جائیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"میک اپ کی ضرورت تو بہرحال پڑے گی کیونکہ ہم اصل
میں کرانس نہیں جا سکتے۔ جو لوگ یہاں نگرانی کرا رہے ہیں
وہاں بھی زیادہ سختی سے نگرانی کر رہے ہوں گے۔ میک اپ
کے کاغذات فارن ٹیم کے لئے تیار کروا لینا۔ صالحہ بھی
جائے گی۔ اس کے کاغذات بھی تیار کروا لینا"...... عمران نے
ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ہاتھ ہٹا کر ٹون آنے پر
نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں'' ...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو'' ...... عمران نے مخصوص انداز اور آواز میں کہا۔

''یس باس'' ...... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''عمران کی سربراہی میں ٹیم ڈاکٹر کمال حسین کو کرانس لیبارٹ
سے واپس لانے کے لئے بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تم صفد
تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ کو تیار رہنے کا کہہ دو اور خود بھی تیار رہنا
تم سمیت سب میک اپ نمبر تھری میں یہاں سے جائیں گے کیونکہ
ایئر پورٹ پر باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ عمران تمہیں خود بریف
کرے گا'' ...... عمران نے کہا اور پھر بغیر کوئی جواب سنے اس نے
رسیور رکھ دیا۔

جولین اپنے سیکشن آفس میں بیٹھی بار بار عمران اور اس کے
ساتھیوں کے بارے میں فائل دیکھ رہی تھی۔ اس نے اتنی بار یہ
فائل پڑھی تھی کہ شاید پوری فائل کا ایک ایک لفظ اسے حفظ ہو گیا
تھا لیکن اس کے باوجود وہ اسے بار بار اس طرح پڑھ رہی تھی جیسے
پہلی بار پڑھ رہی ہو۔ اس کی نظریں فائل میں موجود عمران کی تصویر
پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ ایک نوجوان کی تصویر تھی جو کسی ہوٹل کے
دروازے سے باہر آ رہا تھا۔ جولین کو یقین نہ آ رہا تھا کہ جس
عمران کے بارے میں وہ مارشل کورس میں بطور مثال پڑھتی رہی
ہے وہ یہی ہو سکتا ہے۔ احمقانہ معصومیت اس کے چہرے پر نمایاں
طور پر جھلک رہی تھی جبکہ چیف گریگ سمیت سارے اس کے گن
گاتے تھے اور اسے دنیا کا سب سے بڑا اور خطرناک ایجنٹ کہتے
تھے جبکہ کورس کے دوران اس کے استاد بھی عمران کی تعریفوں میں

زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے تھے۔

''یہ ایشیائی پروپیگنڈہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ یورپی ملکوں کی طرح ترقی نہ کر سکے تو ترقی کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور ہم بھی کیسے معصوم لوگ ہیں کہ ان کے اس پروپیگنڈے پر یقین کر لیتے ہیں۔ ہونہہ''...... جولین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فائل بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جولین نے تیز لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ چیف کی کال ہے بات کریں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد چیف گریگ کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ میں جولین بول رہی ہوں''...... جولین نے کہا۔

''کیا ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع''...... چیف نے کہا۔

''وہاں پاکیشیا میں ایک گروپ ایئر پورٹ اور بندرگاہ پر نگرانی کر رہا ہے۔ ابھی تک عمران پاکیشیا دارالحکومت میں ہی ہے۔ نجانے وہ کیوں ادھر نہیں آ رہا۔ وہ شاید خوفزدہ ہے کرانس کی ایجنسیوں سے''...... جولین نے کہا تو دوسری طرف گریگ بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ اس وقت تک وہاں سے نہیں نکلے گا جب تک وہ اپنا

ٹارگٹ فکس نہ کر لے گا''...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے کہ اسے معلوم ہو سکے کہ ان کا سائنس دان کہاں ہے۔ آپ نے بھی اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اب وہ تو ایسا نہیں کر سکتا''۔ جولین نے جواب دیا۔

''اس نے نہ صرف معلومات حاصل کر لی ہیں بلکہ لیبارٹری میں موجود پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال سے فون پر بات بھی کر لی ہے اسی لئے تو میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ اب وہ لازماً یہاں آئے گا''...... چیف نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے چیف۔ کیا اس کے پاس مافوق الفطرت طاقتیں ہیں''...... جولین کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

''نہیں۔ وہ اپنا ذہن اور اپنے تعلقات استعمال کرتا ہے۔ میں نے سیکرٹری سائنس کو بتا دیا تھا کہ میں نے لیبارٹری کا پتہ چلا لیا ہے اور میرے آدمی وہاں حفاظت کے لئے پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے ناراض ہونے کی بجائے مجھے شاباش دی کہ میں نے واقعی کام کیا ہے۔ مجھے چونکہ خدشہ تھا کہ عمران کوئی نہ کوئی چکر چلائے گا اس لئے میں نے لیبارٹری انچارج ڈاکٹر فلپ کے ذریعے لیبارٹری میں ایسا خفیہ نظام نصب کرا دیا کہ لیبارٹری میں داخل ہونے والا کوئی بھی اجنبی فوراً ٹریس کیا جا سکے اور اگر کوئی کال آئے تو وہ بھی چیک کی جا سکے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ نے ایک اجنبی سے ڈاکٹر کمال کی بات کرائی ہے۔ کال

کرنے والا بتا رہا تھا کہ وہ کافرستان سے بول رہا ہے اور اس کا
نام اشوک مہتہ ہے اور وہ کلونیر ریز کا سائنس دان ہے اور اسے ا
کام میں ڈاکٹر کمال کی مدد کی ضرورت ہے تو ڈاکٹر کمال نے ا
کر دیا۔ اس سے پہلے اس آدمی نے ڈاکٹر جیرالڈ کو کال کیا۔ ا
میں اس نے اور باتیں کیں۔ بہرحال کال کرنے والے کی
چیک کی گئی تو یہ کال کافرستان سے نہیں بلکہ پاکیشیائی دارالحکومت
سے کی جا رہی تھی اور پھر جب چیکنگ کی گئی تو جس نمبر سے
کی جا رہی تھی یہ نمبر عمران کے فلیٹ کا نمبر تھا''...... چیف نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جولین کے چہرے پر ایسے تاثرات
آنے لگے جیسے اسے چیف کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

''حیرت ہے۔ لیکن یہ رابطہ کیسے ہوا۔ اسے معلوم کیسے ہوا کہ
ڈاکٹر کمال حسین فلاں لیبارٹری میں ہے۔ پھر اسے وہاں کا نمبر کیسے
ملا''...... جولین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بارے میں بھی انکوائری کی گئی ہے اور ان کے تمام
سوالوں کے جواب بھی سامنے آ گئے ہیں۔ ماسٹر ٹریڈرز ایک فرم
ہے جو کرانس کی تمام لیبارٹریوں کو مشینری اور سائنسی سامان سپلائی
کرتی ہے۔ اس کا ایک آدمی ہے گروز۔ یہ شخص بے حد لالچی ہے
اسے پاکیشیا سے ایک آدمی ٹائیگر جو کہ انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے
اور عمران کا شاگرد ہے، نے فون کر کے بھاری معاوضے کا لالچ دیا
اور اس کے بینک اکاؤنٹ میں بھاری رقم جمع کرا دی تو اس نے

اسے بتایا کہ لائبیریا میں ایک ہی لیبارٹری کام کر رہی ہے۔ لائبیریا
میں لیبارٹری کا اس ٹائیگر کو پہلے سے علم تھا۔ بہرحال اس کا محل
وقوع گروز نے ٹائیگر کو بتا دیا اور پھر ٹائیگر نے کنفرمیشن کے لئے
مزید بھاری رقم ادا کر دی تو گروز نے اس کی بات ڈاکٹر جیرالڈ
سے کرا دی اور ڈاکٹر جیرالڈ نے اس کی بات ڈاکٹر کمال سے کرا
دی''۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میں اب تک یہی سمجھ رہی تھی کہ عمران اور اس کے
ساتھی پروپیگنڈہ کرتے ہیں لیکن اب تو مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ
یہ لوگ واقعی کام کرتے ہیں۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ ایک بار
انہیں کرانس آنے دیں پھر آپ دیکھیں گے کہ جولین کیا کرتی
ہے''...... جولین نے کہا۔

''ایک بات اور بتا دوں۔ عمران کی عادت ہے کہ وہ پہلے کسی
ہمسایہ ملک میں رک جاتا ہے۔ پھر وہاں سے تمام معلومات حاصل
کر کے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہوتا ہے اور اب چونکہ اس کا ٹارگٹ
لائبیریا ہے اس لئے وہ یہاں آنے کی بجائے لائبیریا جانے کی فوری
کوشش کرے گا۔ تم اپنا نیٹ ورک لائبیریا میں رکھو''...... چیف نے
کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... جولین نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص بات ہو تو مجھے ضرور ساتھ ساتھ اطلاع دیتی رہنا''۔

چیف نے کہا۔

''یس چیف''۔ جولین نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جولین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔ جولین نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سے میڈم لوزین کی کال ہے''..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کراؤ بات جلدی''..... جولین نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ لوزین بول رہی ہوں پاکیشیا سے''..... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر عورت ہے۔

''یس لوزین۔ کیا رپورٹ ہے''..... جولین نے تیز لہجے میں کہا۔

''عمران اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جن میں تین مرد اور دو عورتیں شامل ہیں تھوڑی دیر پہلے اطالی کے لئے روانہ ہوا ہے''۔ لوزین نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''کیا عمران اپنے اصل چہرے میں ہے''..... جولین نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ یورپی میک اپ میں ہے۔ یہ تو اتفاق ہے کہ میں نے اپنے خاص آدمی سمتھ کی ڈیوٹی ایئر پورٹ پر لگائی تھی اور سمتھ،

عمران کو ایک بار پہلے اس مخصوص یورپی میک اپ میں اس کے شاگرد ٹائیگر کے ساتھ دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اسے پہچان گیا اور اس کے ساتھی بھی چونکہ یورپی تھے اس لئے اس نے اس پورے گروپ کو چیک کر لیا اور پھر یہ لوگ کرانس جانے والی پرواز کی بجائے اطالی جانے والی پرواز میں سوار ہوئے تھے''..... لوزین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ لوزین۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں ہمیشہ تمہیں کام دیتی رہوں گی۔ اس فلائٹ کی تفصیل بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ یہ لوگ کن ناموں سے سفر کر رہے ہیں''۔ جولین نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو لوزین نے اسے تفصیل بتا دی۔

''اب اس عمران کے میک اپ کی تفصیل بتا دو تا کہ اسے چیک کیا جا سکے''..... جولین نے کہا تو لوزین نے تفصیل بھی بتا دی۔

''اوکے۔ بے حد شکریہ۔ گڈ بائی''..... جولین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل کو دوبارہ دبا دیا۔

''یس میڈم''..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''راجر جہاں بھی ہو۔ اس سے میری بات کراؤ۔ فوراً''..... جولین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب میں دیکھوں گی کہ یہ احمق عمران مجھ سے بچ کر کیسے آگے جاتا ہے۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں

توڑوں گی۔ میں اسے آسانی سے مرنے بھی نہیں دوں گی''۔ جولین نے خودکلامی کے انداز میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جولین نے کہا۔

''راجر سے بات کریں میڈم''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو میڈم۔ میں راجر بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''راجر۔ فوراً آفس پہنچو۔ فوراً۔ کام سامنے آ گیا ہے اور ہم نے بھرپور انداز میں کام کرنا ہے''...... جولین نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ میں پہنچ رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو جولین نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جولین کو سلام کیا۔

''بیٹھو راجر''...... جولین نے کہا تو راجر میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یس میڈم۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات''...... راجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جولین نے اسے لوزین سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

''کس وقت روانہ ہوئی ہے وہاں سے پرواز''...... راجر نے کہا۔

''یہ تو میں نے نہیں پوچھا لیکن ظاہر ہے پاکیشیا سے اطالی تک

پرواز کے پہنچنے میں پندرہ بیس گھنٹے تو لگتے ہوں گے۔ راستے میں دو تین ملکوں میں پرواز لینڈ بھی کرتی ہو گی۔ ویسے نمبر تو میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ تم ایئر پورٹ سے معلوم کر لو''۔ جولین نے کہا۔

''یہ تو اطالی پرواز ہے۔ اس کے بارے میں اطالی ایئر پورٹ والوں کو علم ہو گا لیکن یہاں پارس ایئر پورٹ پر میرا ایک آدمی ہے۔ وہ معلوم کر کے تفصیل بتا دے گا۔ فون مجھے دیں''...... راجر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولین نے فون سیٹ دھکیل کر اس کی طرف کر دیا۔ راجر نے رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''پارس ایئر پورٹ انکوائری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پال میک سے بات کراؤ۔ میں راجر بول رہا ہوں''...... راجر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو راجر۔ میں پال میک بول رہا ہوں۔ کوئی خاص مسئلہ''۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ دوستانہ تھا۔

''میرے مہمان پاکیشیا سے اطالی ایک جیٹ پرواز سے آ رہے ہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پرواز کب اطالی ایئر پورٹ

پہنچے گی اور راستے میں کہاں کہاں رکے گی''...... راجر نے کہا۔

''کیا نمبر ہے پرواز کا اور کب روانہ ہوئی ہے پاکیشیا سے''۔ میک نے پوچھا۔

''نمبر تو بتا دیتا ہوں لیکن روانگی کے وقت کا پتہ نہیں۔ ویسے ابھی راستے میں ہی ہو گی''...... راجر نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا۔

''دس منٹ بعد دوبارہ فون کرنا''...... میک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ اب کیا چاہتی ہیں۔ کیا اس طیارے کو فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے یا جہاں یہ ٹھہرے وہاں ان کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ یہ کرانس نہیں آ رہے بلکہ اطالی جا رہے ہیں''۔ راجر نے کہا۔

''اس انداز میں مت سوچا کرو۔ طیارے کی تباہی بہت بڑا مسئلہ بلکہ ورلڈ مسئلہ بن جائے گا اور ہماری پوری تنظیم تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ باقی دوسرے ملکوں کے اتنے افراد کو ہلاک کرنا بھی بہت بڑا مسئلہ بن سکتا ہے اس لئے ایسی باتیں مت سوچا کرو''...... جولین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ آپ درست کہہ رہی ہیں''...... راجر نے فوراً سرنڈر کرتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''پارس ایئر پورٹ انکوائری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی

آواز سنائی دی۔

''پال میک سے بات کراؤ میں راجر بول رہا ہوں''...... راجر نے کہا۔

''ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ پال میک بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے پال میک کی آواز سنائی دی۔

''راجر بول رہا ہوں۔ کیا معلومات ملی ہیں''...... راجر نے کہا۔

''پرواز ابھی راستے میں ہے اور راستے میں دو سٹاپس گزار چکی ہے۔ اب آخری سٹاپ گوہاٹی رہ گیا ہے۔ اس کے بعد وہ اطالی پہنچ جائے گی اور ٹائم فریم کے مطابق یہ پرواز اب سے چھ گھنٹوں بعد اطالی ایئر پورٹ پر پہنچ جائے گی''...... پال میک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو۔ گڈ بائی''...... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''تو ہمارے پاس چھ گھنٹے ہیں''...... جولین نے کہا۔

''آپ کیا اقدام کرنا چاہتی ہیں''...... راجر نے کہا۔

''انہوں نے لازماً اطالی سے یہاں کرانس آنا ہے اور وہ بھی لائبیریا میں اس لئے میں چاہتی ہوں کہ ہم وہاں اطالی میں ان کی نگرانی کریں اور پھر جب وہ یہاں کرانس آئیں تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن چھ گھنٹوں میں سوائے چارٹرڈ فلائٹ کے اور کسی

دوسری طرح اطالی نہیں پہنچا جا سکتا''...... جولین نے کہا۔

''پھر تو آپ خود نہیں جائیں گی۔ میں چلا جاتا ہوں فلائٹ چارٹرڈ کرا کر''...... راجر نے کہا۔

''اکیلے مت جاؤ۔ وہ چھ افراد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ گروپس میں تبدیل ہو کر کام کریں اس لئے تمہارے ساتھ چار مزید ساتھی بھی ہونے چاہئیں اور یہ بھی بتا دوں کہ نگرانی اس انداز میں کرنی ہے کہ انہیں اس کا قطعی علم نہ ہو سکے۔ اگر انہیں علم ہو گیا تو پھر تم سب ان کے ہاتھوں مارے بھی جا سکتے ہو''۔ جولین نے کہا۔

''میڈم۔ ہم آپ کے سیکشن کے لوگ ہیں۔ ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ آپ حکم دیں تو میں انہیں اطالی ایئر پورٹ پر ہی ڈھیر کر دوں۔ پولیس بھی ہمیں نہ پکڑ سکے گی۔ آپ کی صرف اجازت کی ضرورت ہے''...... راجر نے کہا۔

''کیا تم واقعی ایسا کر سکتے ہو''۔ جولین نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم۔ آپ جانتی تو ہیں کہ ہم سب نے مل کر کیا کیا کام نہیں کیا ہوا۔ یہ تو بڑا معمولی سا کام ہے''...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے چیف سے بات کرنی چاہئے''...... جولین نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''دیر ہو سکتی ہے میڈم۔ پھر چارٹرڈ فلائٹ بھی نہ پہنچ سکے گی''۔

ے نے کہا۔

''تم ایئر پورٹ پہنچو۔ اپنے ساتھیوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ ں ایئر پورٹ پر میں تمہیں تمہارے سیل فون پر فائنل ہدایات ں گی''...... جولین نے کہا تو راجر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور مڑ کر بیرونی ے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد جولین نے اٹھایا اور فون ڈائریکٹ کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر ے۔

''یس''...... دوسری طرف سے چیف کی فون سیکرٹری کی آواز دی۔

''جولین بول رہی ہوں چیف سے بات کراؤ''۔ جولین نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر وشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ گریگ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد چیف کی آواز ی دی۔

''جولین بول رہی ہوں چیف۔ آپ کو ایک رپورٹ دینی ہے شورہ لینا ہے''...... جولین نے کہا۔

''کھل کر بات کرو''...... چیف نے چونک کر کہا تو جولین نے ن سے ملنے والی رپورٹ کی تفصیل بتا دی۔ اس کے بعد راجر جو معلومات حاصل کیں ان کی تفصیل بھی بتا دی۔

''گڈ شو۔ تم نے تو آدھی جنگ جیت لی ہے لیکن عمران اور اس

کے ساتھی یہاں کرانس میں تو ہوشیار ہوں گے لیکن انہیں یہ تو تو
ہو گی کہ اطالی میں بھی ان پر اٹیک ہو سکتا ہے لیکن یہ حملہ ت
اچانک تو ہو سکتا ہے اس انداز میں کہ وہ سنبھل نہ سکیں۔
ہوشیار ہو گئے تو پھر حملہ آور بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ راجر تیز
ہے۔ اسے کہہ دو کہ وہ اچانک اور فائنل انداز میں اٹیک کرے
از کم اس عمران کا خاتمہ وہیں کر دے۔ باقی افراد اگر ہلاک نہ
ہو سکیں تب بھی ان کی اتنی اہمیت نہیں ہے''...... چیف نے ہدایا
دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ ایسا ہی ہو گا جیسے آپ نے کہا ہے۔
بائی''...... جولین نے کہا اور پھر ہاتھ سے کریڈل دبا کر اس
رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیٹ کے
موجود بٹن پریس کر کے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر راجر کا سیل
نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔ رابطہ ہوتے ہی اس نے چیف
ہدایات دوہرا دیں۔

''آپ بے فکر رہیں میڈم۔ آپ کو اچھی خبریں ہی ملیں گی
راجر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... جولین نے کہا اور رسیور رکھ دیا

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز

ہارڈ ایجنسی

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

ن برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کے ساتھی یہاں کرانس میں تو ہوشیار ہوں گے لیکن انہیں یہ تو ت
ہو گی کہ اطالی میں بھی ان پر اٹیک ہو سکتا ہے لیکن یہ حملہ ت
اچانک تو ہو سکتا ہے اس انداز میں کہ وہ سنبھل نہ سکیں۔ اگر
ہوشیار ہو گئے تو پھر حملہ آور بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ راجر تیز
ہے۔ اسے کہہ دو کہ وہ اچانک اور فائنل انداز میں اٹیک کر
از کم اس عمران کا خاتمہ وہیں کر دے۔ باقی افراد اگر ہلاک نہ
ہو سکیں تب بھی ان کی اتنی اہمیت نہیں ہے''...... چیف نے ہدایا
دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ ایسا ہی ہو گا جیسے آپ نے کہا ہے۔
بائی''...... جولین نے کہا اور پھر ہاتھ سے کریڈل دبا کر اس
رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیٹ کے
موجود بٹن پریس کر کے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر راجر کا سیل
نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔ رابطہ ہوتے ہی اس نے چیف
ہدایات دوہرا دیں۔

''آپ بے فکر رہیں میڈم۔ آپ کو اچھی خبریں ہی ملیں گی
راجر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... جولین نے کہا اور رسیور رکھ دیا

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز

ہارڈ ایجنسی

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

ن برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

ناشر ------- مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ----- محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
6106573
3644440
3644441
4018666
Address
arsalan.publications@gmail.com

عمران اپنے ساتھیوں سمیت طیارے میں سوار تھا۔ وہ سب یورپی میک اپ میں تھے حتیٰ کہ جولیا نے بھی یورپی میک اپ کیا ہوا تھا کیونکہ بعض ایجنسیاں اس بات سے واقف تھیں کہ عمران کی ساتھی عورت سوئس نژاد ہے اور ہوسکتا ہے کہ ہارڈ ایجنسی کو بھی اس کا علم ہو اس لئے جولیا کا بھی یورپی میک اپ کر دیا گیا تھا اور اس وقت وہ سب آپس میں یورپی زبان میں گفتگو کر رہے تھے حتیٰ کہ ان کا لہجہ بھی یورپی تھا کیونکہ لہجوں کی ان سب نے باقاعدہ مشقیں کی ہوئی تھیں۔ عمران کے ساتھ صفدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ درمیانی خلاء کے بعد سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ عمران کی سیٹ کے عقب میں کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ طیارہ آخری سٹاپ گوہاٹی سے اڑ کر اب اطالی کے دارالحکومت مالان ایئر پورٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

''عمران صاحب۔ بقول آپ کے ٹارگٹ کرانس میں ہے اور چیف کے خاص نمائندے اور آپ کے شاگرد ٹائیگر نے ٹارگٹ فکس بھی کر دیا۔ پھر آپ اطالی جا کر کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ عمران سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اپنی عادت کے مطابق بظاہر سو رہا تھا لیکن صفدر کو معلوم تھا کہ یہ سب ڈرامہ ہے۔ عمران اس طرح خاموش رہ کر سوچنے اور آئندہ کی جامع حکمت عملی بنانے میں مصروف رہتا تھا۔

''کرانس خاصا بڑا ملک ہے اور اگر تم نے چھٹی جماعت میں جغرافیہ پڑھا ہو تو تمہیں یاد ہو گا کہ کرانس کا دوسرا بڑا شہر لائبیریا اطالی کی سرحد سے قریب ہے''...... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی آپ کو ایئر پورٹ تو جانا ہی ہو گا چاہے پارس ایئر پورٹ پر یا لائبیریا ایئر پورٹ پر''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے جہاز میں سفر کرتے ہوئے بڑا ڈر لگتا ہے۔ نانی اماں کہا کرتی تھیں کہ اڑن کھٹولے کا کیا ہے۔ کبھی بھی اڑن چھوڑ کر دھڑن کھٹولا بن جائے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم زمینی راستے سے لائبیریا پہنچ جائیں عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں''...... اچانک ایک

ایئر ہوسٹس نے ان کے قریب رک کر کہا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ صفدر اور باقی ساتھی بھی چونک پڑے تھے۔

''یہ علی عمران ہیں''...... عمران کے منہ کھولنے سے پہلے صفدر نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چاہے کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں عمران نے تفصیلی تعارف کرانے سے باز نہیں آنا۔

''آپ کا فون ہے''...... ایئر ہوسٹس نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

''یہ فون کس نے کر دیا۔ حیرت ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف کا ہو گا''...... صفدر نے جواب دیا لیکن عمران اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پائلٹ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ سائیڈ میں ایک بڑا کیبن تھا جس میں فون رکھا ہوا تھا۔ باہر ایک اسٹیورڈ کھڑا تھا۔

''آپ کا فون ہے۔ جائیں''...... اسٹیورڈ نے کہا تو عمران اندر داخل ہوا تو اسٹیورڈ نے خود ہی کیبن کا دروازہ بند کر دیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود لیکن پینتیس ہزار فٹ کی بلندی سے بول رہا ہوں''...... رسیور کان سے لگاتے ہی عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

''مالان ایئر پورٹ سے فریڈ بول رہا ہوں۔ چیف نے مجھے آپ کے بارے میں ہدایات دی تھیں۔ میں نے گوہاٹی فون کیا تو

آپ کی فلائٹ وہاں سے روانہ ہو چکی تھی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کوئی خاص بات سامنے آ گئی ہے مالان میں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ یہاں کرانس کی ہارڈ ایجنسی کے پانچ افراد آپ کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تم انہیں پہچانتے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں دس سال تک کرانس میں رہا ہوں۔ ان میں سے ایک آدمی سمتھ کو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ وہ ہارڈ ایجنسی کے جولین سیکشن کا خاص آدمی ہے۔ باقی چار افراد اس کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے یہاں آ کر باقاعدہ آپ کی فلائٹ کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر آپ کے بارے میں اطلاعات حاصل کی ہیں کہ کیا آپ راستے میں تو ڈراپ نہیں ہو گئے اور ان کا موڈ بے حد جارحانہ دکھائی دے رہا ہے اس لئے میں نے دوران پرواز سپیشل فون کیا ہے''...... فریڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا تم یہاں اکیلے ہو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ایسا کرو کہ ہمیں کسی خفیہ راستے سے باہر نکال کر لے

جانے کی کوشش کرو''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ اسی لئے تو میں نے فون کیا ہے۔ یہاں صرف ایک اور راستہ ہے۔ وی آئی پی ...ے۔ میں نے اس کے گارڈ سے بات کر لی ہے اور بھاری معاوضے پر اس نے آپ کو باہر نکالنے کی حامی بھر لی ہے۔ آپ اپنے سامان سمیت وی آئی پی گیٹ کی طرف چل پڑیں۔ آپ کو کوئی نہیں روکے گا کیونکہ وی آئی پی گیٹ کی طرف جانے والوں کو پہلے روکا نہیں جاتا۔ گیٹ پر موجود گارڈ چیک کر کے گیٹ کھولتے ہیں۔ وہاں میں موجود ہوں گا اور آپ کو خاموشی سے نکال لے جاؤں گا''...... فریڈ نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ فریڈ نے جس انداز میں بات کی تھی اس سے وہ زیادہ ہوشیار آدمی نہ لگ رہا تھا جبکہ ان کے مقابل ہارڈ ایجنسی کے تربیت یافتہ افراد تھے۔

''کس کا فون تھا عمران صاحب''...... عمران کے سیٹ پر بیٹھتے ہی صفدر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا جبکہ عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن شکیل اور تنویر بھی آگے کی طرف جھک آئے تھے۔ ادھر سائیڈ میں بیٹھی ہوئیں جولیا اور صالحہ کی سوالیہ نظریں بھی عمران پر جم گئی تھیں۔

''چیف کے اطالی میں فارن ایجنٹ فریڈ کا فون تھا۔ وہ بتا رہا تھا کہ ہارڈ ایجنسی کے ایجنٹس مالان ایئر پورٹ پر ہمارے استقبال

کے لئے موجود ہیں''...... عمران نے آہستہ سے کہا تا کہ دوسرے
لوگ ڈسٹرب نہ ہوسکیں۔

''استقبال کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف کارروائی کے لئے''۔
صفدر نے چونک کر کہا۔

''تو اور تمہارا خیال ہے کہ وہ پھولوں کے ہار لئے کھڑے ہوں
گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ
اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

''تو آپ نے کیا سوچا ہے''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''سوچنا کیا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ سوچنے سے تفکرات بڑھتے
ہیں۔ وہاں ایک اور گیٹ ہے جس کو وی آئی پی گیٹ کہا جاتا ہے
ہم ادھر سے نکل جائیں گے''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ہلکے ہلکے سے خراٹے لینے شروع کر دیئے تو صفدر
کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ اس نے مڑ کر عقب میں موجود
کیپٹن شکیل اور تنویر کو تفصیل بتا دی۔

''عمران صاحب۔ ہم میک اپ میں ہیں۔ اس کے باوجود
تک ہمارے بارے میں اطلاع پہنچ گئی۔ اس کا کیا مطلب ہوا''
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے کہا۔

''مطلب واضح ہے کہ ہمارا یہ میک اپ پہلے بھی کسی نے دیکھا
ہوا ہو گا۔ اب اسے تبدیل کرنا ہو گا''...... عمران نے آنکھیں
کھولتے ہوئے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سمتھ اپنے چار ساتھیوں سمیت مالان ایئر پورٹ پر موجود تھا۔
ن میں سے دو پبلک لاؤنج میں سمتھ کے ساتھ موجود تھے جبکہ باقی
دو دوسری طرف پر تھے۔ وہ تینوں ایک دوسرے سے ہٹ کر مخصوص
ٹ پر کھڑے تھے تا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ اس
از میں کیا جا سکے کہ ان میں سے کوئی بھی اور خاص طور پر عمران
نہ سکے۔ عمران کا حلیہ سمتھ اور اس کے ساتھیوں سمیت سب کو
لوم تھا اور انہیں یقین تھا کہ جیسے ہی یہ لوگ پبلک لاؤنج میں
ل ہوں گے تو ان پر ہونے والا حملہ اس قدر کامیاب ہو گا کہ
ن میں سے کوئی بھی بچ نہ سکے گا۔ سمتھ پبلک لاؤنج کے گیٹ کے
ریب بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ اس کی نظریں گیٹ پر جمی
وئی تھیں کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہیں سے لاؤنج
ں آنا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کے کوٹ کی جیب میں موجود

مشین پسٹل پر جما ہوا تھا کہ اچانک اس کے کوٹ کی دوسری جیب
میں موجود سیل فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے بجلی کی سی
تیزی سے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالا اور سیل فون نکال کر ایک نظر
اس کی سکرین پر ڈالی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سکرین پر
کے چوتھے ساتھی کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے رابطے کا بٹن دبا
اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس۔ سمتھ بول رہا ہوں''...... سمتھ نے آہستہ سے کہا۔
اس کی نظریں بدستور گیٹ پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ البتہ لاشعوری
پر وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔

''سارکر بول رہا ہوں باس۔ چار مرد اور دو عورتیں جو ایشیا سے
آنے والی فلائٹ سے اترے ہیں وہ وی آئی پی گیٹ کی طرف
رہے ہیں۔ ان میں وہ آدمی بھی شامل ہے جس کا حلیہ آپ نے
بتایا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سمتھ بے اختیار اچھل
پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اب وہ کہاں ہیں''...... سمتھ نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے کہا۔

''باس۔ وہ وی آئی پی گیٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ میں
کے پیچھے جانا چاہتا تھا لیکن مجھے روک دیا گیا ہے''...... سارکر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں روک لیا گیا ہے تو انہیں کیوں جانے دیا جا رہا ہے''

سمتھ نے چونک کر کہا۔

''میں نے یہ بات ایئر پورٹ سیکورٹی فورس کے گارڈ سے پوچھی
تو اس نے جواب دیا کہ ان کے پاس وی آئی پی کارڈز ہیں''۔
سارکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ پلاننگ پہلے سے تھی۔ ٹھیک ہے۔ تم باہر آ جاؤ''۔
سمتھ نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے تیزی سے سیل فون کے کی
بورڈ پر انگلیاں چلانی شروع کر دیں اور پھر رابطے کا بٹن پریس کر
دیا۔ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''یس۔ سموئیل بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد دوسری
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تم وی آئی پی گیٹ پر موجود ہو یا نہیں''...... سمتھ نے کہا۔

''موجود ہوں باس۔ آپ نے خود ہی تو یہاں میری ڈیوٹی لگائی
تھی''...... سموئیل نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے خدشہ تھا کہ یہ لوگ وی آئی پی گیٹ سے نہ نکل
جائیں اس لئے احتیاطاً میں نے تمہاری ڈیوٹی وہاں لگائی تھی اور
اب میرا خدشہ درست ثابت ہوا ہے۔ سارکر جسے میں نے رپورٹ
دینے کے لئے ایئر پورٹ کے اندر بھجوایا تھا اس نے رپورٹ دی
ہے کہ ہمارے مطلوبہ لوگ چار مرد اور دو عورتیں وی آئی پی گیٹ کی
طرف جا رہے ہیں۔ ان میں عمران بھی شامل ہے جس کا حلیہ تمہیں

بتایا گیا تھا''...... سمتھ نے کہا۔

''تو اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں ان پر فائر کھول دوں''۔ سوئیل نے کہا۔

''ارے نہیں۔ وہ تمہارے اکیلے کے بس کے نہیں ہیں اور انہوں نے الٹا تمہیں گھیر کر تم سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر لینی ہیں۔ تمہارے پاس زیرو کراس چیکر تو موجود ہو گا''...... سمتھ نے کہا۔

''یس باس۔ موجود ہے۔ یہ میرے پاس ہر وقت موجود رہتا ہے''...... سوئیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے ذریعے دور سے ان کی نگرانی کرو اور پھر وہ جس ہوٹل یا رہائش گاہ پر جائیں مجھے حتمی اطلاع دینا۔ یہ سن لو کہ تم نے مشینی نگرانی کرنی ہے اور کسی صورت ان کے قریب نہیں جانا''۔ سمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''جہاں یہ پہنچیں مجھے رپورٹ دینا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آؤں گا''...... سمتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سمتھ نے رابطہ ختم کر کے ایک طویل سانس لیا اور پھر سیل فون کو جیب میں ڈال لیا۔ وی آئی پی گیٹ یہاں سے اتنے فاصلے پر تھا کہ اگر سمتھ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر وہاں جاتا تو اسے یقین تھا کہ ان کے

ں پہنچنے سے پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل چکے تے اور ایک بار وہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتے تو پھر اس گنجان و شہر میں انہیں تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا لیکن اب وہ ئن تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پتہ بھی نہ چلے گا اور وئیل ان کی مشینی نگرانی بخوبی کرتا رہے گا۔ اب چونکہ یہاں ان آمد کا انتظار ختم ہو چکا تھا اس لئے اس نے لاؤنج میں بکھرے ئے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر طرف بنے ہوئے ریسٹورنٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے وں ساتھی جو مختلف کونوں میں موجود تھے اس کے پیچھے ریسٹورنٹ پہنچ گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں ے کیونکہ انہوں نے صرف اسے سیل فون پر باتیں کرتے دیکھا تھا ن اصل حالات کا انہیں علم نہ تھا۔

''کیا ہوا ہے باس۔ کوئی خاص بات''...... ایک ساتھی نے سمتھ ے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ صورت حال تبدیل ہو چکی ہے''...... سمتھ نے جواب اور پھر ویٹر کو بلا کر کافی لانے کا آرڈر دے کر اس نے اپنے ھیوں کو سارکر کی کال آنے سے لے کر سوئیل سے ہونے والی م بات چیت بتا دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی سارکر بھی وہاں آ گیا۔

''اب ہمیں کب تک یہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے گا''...... سمتھ ایک ساتھی نے کہا۔

''جب تک سموئیل کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آ جاتا
سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''باس۔ ویسے آپ چاہتے تو ہم انہیں کور کر سکتے تھے''۔
نے کہا۔
''احمق مت بنو۔ اگر اتنا وقت ہوتا تو پھر میں سموئیل کو ایک
کام پر کیوں لگاتا''...... سمتھ نے جواب دیا اور اسی لمحے اس
سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے سیل فون نکالا او
کی سکرین پر دیکھا تو وہاں سموئیل کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔
''سموئیل کی کال ہے''...... سمتھ نے کہا اور ساتھ ہی رابطے
بٹن پریس کر دیا۔
''یس۔ سمتھ بول رہا ہوں''...... سمتھ نے کہا۔
''سموئیل بول رہا ہوں باس۔ کوئین کالونی سے''...... دوسر
طرف سے سموئیل کی آواز سنائی دی۔
''کوئین کالونی۔ تو کیا یہ لوگ وہاں ٹھہرے ہیں''...... سمتھ
چونک کر پوچھا۔
''یس باس۔ وی آئی پی گیٹ پر جب یہ لوگ پہنچے تو وہاں
کا ایک مقامی آدمی پہلے سے موجود تھا۔ گارڈز نے گیٹ کھول
اور یہ چار مرد اور دو عورتیں باہر آ گئیں۔ پھر وہی مقامی آدمی
اسٹیشن ویگن میں انہیں بٹھا کر لے گیا۔ میں نے مشینی نگرانی شر
کر دی۔ وہ مقامی آدمی انہیں کوئین کالونی کی کوٹھی نمبر ستائیس میں

لے گیا۔ وہاں ایک چوکیدار موجود تھا۔ اب یہ لوگ اس کوٹھی میں موجود ہیں۔ وہ مقامی آدمی انہیں یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا ہے۔ اس کے جانے کے بعد میں کالونی میں داخل ہوا ہوں اور اس وقت اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر پبلک پارکنگ میں موجود ہوں''۔ سموئیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
''تم خیال رکھنا کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ اگر ایسا ہو تو تم نے انہیں نظروں میں رکھنا ہے''۔ سمتھ نے کہا۔
''باس۔ میرے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو آپ کے آنے سے پہلے میں اس کوٹھی میں گیس فائر کر دوں تاکہ یہ مکمل طور پر بے بس ہو جائیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ یہ تربیت یافتہ لوگ میک اپ تبدیل کر کے نکل جائیں اور پھر ان کا ہاتھ لگنا مشکل ہو جائے''...... سموئیل نے کہا۔
''گڈ شو۔ یہ واقعی ہمارے لئے فائدہ مند رہے گا۔ ایسا کر لو لیکن انتہائی احتیاط سے''...... سمتھ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطے کا بٹن آف کر کے سیل فون واپس جیب میں ڈال لیا۔
''کیا ہوا باس''...... سارکر نے پوچھا تو سمتھ نے مختصر طور پر انہیں سموئیل کی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا اور پھر ویٹر کو بلا کر سمتھ نے بل ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں کوئین کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

جولین اپنے سیکشن آفس میں بیٹھی فون پر کسی سے بات کر رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... جولین نے انٹرکام کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

''اطالی سے سمتھ کی کال ہے۔ فوری آپ سے بات کرنا چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ کراؤ بات''...... جولین نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے جاری کال کا رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے گھنٹی کی آواز سنائی دی تو جولین نے کریڈل سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ چمک اٹھا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ سمتھ اسے خوشخبری سنائے گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ اس کی کارکردگی کا سب سے بڑا اعزاز ہو گا۔

''ہیلو۔ سمتھ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سمتھ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ جولین بول رہی ہوں۔ کیا رپورٹ ہے''...... جولین نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے سامنے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... سمتھ نے کہا تو جولین بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''بے ہوش پڑے ہیں۔ کہاں۔ مالان ایئر پورٹ پر۔ کیا مطلب''۔ جولین نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''مالان کی کوئین کالونی کی ایک کوٹھی میں مادام''...... دوسری طرف سے سمتھ نے جواب دیا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو نانسنس''...... جولین نے اس بار ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو سمتھ نے ایئر پورٹ اور دوسرے راستے وی آئی پی پر اپنے آدمی تعینات کرنے اور ایک آدمی کو ایئر پورٹ کے اندر بھجوانے کے سیٹ اپ کی تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ اس نے ایئر پورٹ کے اندر موجود اپنے ساتھی سارکر کی کال سے لے کر وی آئی پی گیٹ پر موجود سموئیل کی آنے والی کال اور اس کو کی جانے والی کال کی تفصیل بھی بتا دی۔

''سموئیل نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر

دی جس سے کوٹھی کے اندر موجود سب افراد بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہم ایئر پورٹ سے کوٹھی پہنچ گئے۔ ایک آدمی کو عقبی طرف سے اندر بھجوایا گیا اور اس نے پھاٹک کھول دیا اور ہم سب اندر داخل ہو گئے''۔۔۔۔۔ سمتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو اب کیا ہے۔ وہ زندہ کیوں پڑے ہیں۔ انہیں ہلاک کر دو''۔۔۔۔۔ جولین نے چیختے ہوئے کہا۔

''میڈم۔ ہم تو انہیں ہلاک کر کے نکل جائیں گے لیکن ان کی لاشیں اطالی پولیس کے ہاتھ لگ جائیں گی اور پھر یا تو انہیں اسی حالت میں دفن کر دیا جائے گا یا میک اپ چیک بھی ہو گئے تب بھی کوئی اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ انہیں ہارڈ ایجنسی نے ہلاک کیا ہے۔ یہ کریڈٹ آپ کو اور ہمیں کسی صورت نہ مل سکے گا اور ہو سکتا ہے کہ چیف اور دوسرے اعلیٰ حکام بھی اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ انہیں کسی طرح کرانس لایا جائے اور وہاں ان کے میک اپ واش کر کے انہیں چیف کے سامنے پیش کیا جائے اور پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن یہ کام میں یہاں نہیں کر سکتا اس کے لئے آپ کو چیف سے کہنا پڑے گا۔ وہ یہاں کے سفارت خانے کو احکامات دیں تو انہیں بیمار ظاہر کر کے چارٹرڈ طیارے پر کرانس لایا جا سکتا ہے''۔۔۔۔۔ سمتھ نے اس بار پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ طویل کام ہے اور ان کے بارے میں تو حکم ہے کہ فوراً

ہلاک کر دیا جائے لیکن تمہاری بات بھی درست ہے مگر اس لئے ہمیں ایک کام اور کرنا ہو گا۔ جس کوٹھی میں تم موجود ہو یہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بک کرائی ہے یا ان کے لئے کرنے والے کسی مقامی آدمی نے کرائی ہو گی اس لئے اسے چھوڑ دو اور اس ایریا میں کوئی دوسری خالی کوٹھی جو کرائے پر دی مقصود ہو اس میں خاموشی سے شفٹ ہو جاؤ۔ میں کوشش کرتی کہ چیف کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں۔ پھر ہم عمران کی کو کرانس شفٹ کر دیں گے جبکہ اس کے ساتھیوں کو وہیں اطالی ی چھوڑ دیں گے۔ یہاں سے اپنے ساتھ میں جدید ترین میک واشر بھی لے آؤں گی''۔۔۔۔۔ جولین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر میں شفٹ ہو کر آپ کو دوبارہ فون کرتا ۔ ویسے میک واشر تو یہاں بھی مل جائے گا''۔۔۔۔۔ سمتھ نے دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ پھر تم فوری شفٹنگ کا کام کرو۔ فوراً۔ پھر مجھے کال ''۔۔۔۔۔ جولین نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''یس میڈم''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز دی۔

''چیف سے بات کراؤ''۔۔۔۔۔ جولین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جولیا نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"چیف سے بات کیجئے میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز سنائی دی۔ وہ ہیلو کہہ رہے تھے۔

"چیف۔ میں جولین بول رہی ہوں"...... جولین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے چیف نے کہا تو جولین نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نہ صرف تفصیل بتا دی بلکہ جو کچھ اس نے خود احکامات دیئے تھے وہ بھی بتا دیئے۔

"گڈ نیوز۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے جولین۔ ویل شو۔ لیکن اس عمران کی فوری ہلاکت ضروری ہے۔ اگر یہ ہوش میں آ گیا تو پھر سچویشن تبدیل بھی ہو سکتی ہے"...... چیف گریگ نے کہا تو جولین بے اختیار ہنس پڑی۔

"چیف۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی بہرحال انسان ہیں اور انسانوں کو یہ گیس آٹھ گھنٹے بے ہوش رکھتی ہے۔ ہاں اگر اس سے پہلے اس کا اینٹی ان لوگوں کو سونگھا جائے تو دوسری بات ہے"...... جولین نے کہا۔

"تم اس شیطان عمران کو نہیں جانتی جولین۔ یہ ویسے ہی دنیا

خطرناک ترین ایجنٹ کہلاتا ہے۔ یہ ایسی ذہنی مشقیں کرنے کا عادی ہے کہ اسے جس ٹائپ کی بھی گیس سے بے ہوش کیا جائے یہ وقت سے پہلے خودبخود ہوش میں آ جاتا ہے اس لئے اس بھروسے پر نہ رہنا کہ اب اسے چھ سات گھنٹوں تک ہوش نہیں آئے گا"۔ چیف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسی صورت میں تو اسے میں طویل بے ہوشی کا انجکشن لگوا دیتی ہوں تاکہ اس کی بے ہوشی کا دورانیہ پندرہ سولہ گھنٹوں تک طویل ہو جائے"...... جولین نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ پھر خطرہ ختم ہو جائے گا لیکن پھر بھی جس قدر جلد ہو سکے اسے ہلاک کر دو۔ اس کی زندگی کا ہر لمحہ چاہے وہ بے ہوشی کے عالم میں ہی کیوں نہ گزرے ہمارے لئے خطرناک ہے"...... چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ ساتھ چلیں"...... جولین نے کہا۔

"تم اس کا میک اپ واش کرو اور پھر اسے ہلاک کر دو۔ اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں وہیں چھوڑ دو جبکہ عمران کی لاش ساتھ لے آنا۔ میں اطالی میں کرانس کے سفارت خانے کو احکامات دے دیتا ہوں۔ تم جب ان سے رابطہ کرو گی تو اپنا نام اور ہارڈ ایجنسی کا نام بتا دینا۔ وہ تم سے نہ صرف مکمل تعاون کریں گے بلکہ تمہارے احکامات کی تعمیل بھی کریں گے۔ لاش یہاں آنے کے بعد میں اسے خود اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کر کے تمہارے لئے

کرانس کا سب سے بڑا بہادری کا اعزاز دینے کی سفارش کروں گا
کیونکہ واقعی یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا''...... چیف نے
بڑے تعریفی لہجے میں کہا۔

''تھینک یو چیف۔ یہ صرف آپ کی بہترین اور مفید رہنمائی کی
وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ آپ سفارت خانے کو کہہ دیں تا کہ عین
وقت پر کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو جائے''...... جولین نے کہا۔

''کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ میں انہیں احکامات دے کر تمہیں کال
کر کے بتا دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولین نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے سمتھ
کی کال کا انتظار تھا لیکن ایسے معلوم تھا کہ کوٹھی تلاش کرنے،
عمران اور اس کے بے ہوش ساتھیوں کو وہاں شفٹ ہونے میں
بہرحال وقت لگ جائے گا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو جولین نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جولین نے کہا۔

''مالان سے سمتھ کی کال ہے میڈم''...... دوسری طرف سے فون
سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات۔ جلدی''...... جولین نے کہا۔

''ہیلو میڈم۔ میں سمتھ بول رہا ہوں کوئین کالونی سے''۔ سمتھ
کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''رپورٹ دو۔ کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ''...... جولین نے

کہا۔

''میڈم۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سارکر کو باہر بھیجا۔ اس نے
اس بڑی اور نو تعمیر کالونی میں چار ایسی کوٹھیاں تلاش کر لیں جو
کرائے کے لئے خالی تھیں۔ ان میں سے جو ہمارے خیال کے
مطابق محفوظ تھی اور پہلی کوٹھی سے خاصے فاصلے پر تھی منتخب کر لی گئی
اور پھر ہم دو کاروں میں ان لوگوں کو بے ہوشی کے عالم میں لاد کر
نئی کوٹھی میں شفٹ کر لیا اور وہاں موجود ملازم کا بے ہوشی کے عالم
میں ہی خاتمہ کر دیا۔ اب ہم اس نئی کوٹھی میں ہیں جس کا نمبر ایک
سو اٹھارہ بی ہے۔ یہاں فون بھی موجود ہے اور اس کا نمبر بھی بتا
دیتا ہوں''...... سمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر
بھی بتا دیا۔

''او کے۔ اب میری بات سنو۔ غور سے سنو۔ تم نے اس پر
حرف بحرف عمل کرنا ہے۔ سب سے پہلے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دو''...... جولین نے کہا۔

''وہ کیوں میڈم۔ وہ تو بے ہوش پڑے ہیں اور ابھی کئی گھنٹوں
تک بے ہوش رہیں گے''...... سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہ چیف کا حکم ہے۔ چیف کو معلوم ہے کہ عمران
کچھ ایسی ذہنی مشقیں کرتا رہتا ہے کہ جس سے اسے وقت سے
پہلے ہوش آ جاتا ہے اس لئے اسے اور اس کے ساتھیوں کو طویل
بے ہوشی کے انجکشن لگا دو تا کہ ہر قسم کا وہم دور ہو جائے۔ اس کے

ساتھ ہی مارکیٹ سے سپیشل میک اپ واشر منگوا کر عمران اور اس
کے ساتھیوں کے میک اپ واش کرا دو اور آخری بات یہ کہ میں
چارٹرڈ طیارے سے اٹالی پہنچ رہی ہوں۔ ہم اس عمران اور اس کے
ساتھیوں کو بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیں گے اور پھر اٹالی
میں کرانس کے سفارت خانے کے ذریعے عمران کی لاش کو کرانس
منتقل کر دیا جائے گا جبکہ عمران کے ساتھیوں کی لاشیں وہیں مالان
میں ہی چھوڑ دی جائیں گی''...... جولین نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

''میڈم۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی ان سب کو گولیاں
مار کر ہلاک کر دیتا ہوں۔ خطرہ کیوں مول لیا جائے''...... سمتھ نے
کہا۔

''یہ سب کچھ چیف کو مطمئن کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔
ابھی انہیں ہلاک کر دیا جائے یا چند گھنٹوں بعد اس سے کیا فرق پڑتا
ہے۔ مرنا تو بہرحال انہوں نے ہے ہی۔ البتہ اس عمران کو میں
اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتی ہوں اس لئے جیسے میں نے کہا
ہے ویسے ہی کیا جائے''...... جولین نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس میڈم۔ آپ کے احکامات کی حرف بحرف تعمیل کی جائے
گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں یہاں سے روانہ ہوتے ہی تمہیں فون کر کے اطلاع کر
دوں گی۔ تم کسی ساتھی کو کار میں ایئر پورٹ بھجوا دینا''...... جولین

نے کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جولین نے رسیور
رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا
لیا۔

''یس''...... جولین نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''چیف کا فون ہے میڈم''...... دوسری طرف سے اس کی فون
سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... جولین نے کہا۔

''ہیلو۔ چیف بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد چیف کی آواز
سنائی دی۔

''جولین بول رہی ہوں چیف۔ میں نے سمتھ کو تمام ہدایات
دے دی ہیں۔ اس نے ابھی مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ اس نے
عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں ایک دوسری
کوٹھی میں شفٹ کر لیا ہے''...... جولین نے کہا۔

''کیا ہدایات دی ہیں''...... چیف نے کہا تو جولین نے اپنی دی
ہوئی ہدایات کو تفصیل سے دوہرا دیا۔

''گڈ شو۔ اب سنو۔ سفارت خانے سے بات ہو گئی ہے۔ وہاں
کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر جوہن کو تمہارا نام اور ایجنسی کا نام بطور کوڈ بتا
دیا گیا ہے اور یہاں سے تمہارے لئے مالان کے لئے طیارہ بھی
چارٹرڈ ہو چکا ہے۔ تم ایئر پورٹ پر مسٹر فرانک سے ملو گی۔ بس یہ

خیال رکھنا کہ عمران یا اس کے کسی ساتھی کو ہوش نہ آئے اور بے ہوشی کے دوران ہی انہیں ہلاک ہونا چاہئے لیکن پہلے ان کے میک اپ واش کرا لینا کیونکہ یہ لوگ حد درجہ چکر باز واقع ہوئے ہیں۔ یہ اپنے میک اپ میں غیر متعلقہ افراد کو بھی بھجوا سکتے ہیں لیکن اس بار چونکہ وہ اپنے اصل چہروں کی بجائے میک اپ میں آئے ہیں اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان کی جگہ اور لوگ ہوں۔ لیکن پھر بھی احتیاطاً پہلے ان کے میک اپ واش کر لینا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی''...... جولین نے کہا۔

''وہاں پہنچ کر مجھے رپورٹ دینا۔ وش یو گڈ لک''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولین نے بھی رسیور رکھ اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی تا کہ ایئر پورٹ پہنچ سکے۔

عمران کے تاریک ذہن پر روشنی نمودار ہوئی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی عمران کا شعور جاگا اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا کیونکہ اس کے جسم نے یکسر حرکت سے انکار کر دیا تھا۔ جسم میں معمولی سی حرکت بھی نہ ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے باندھا نہیں گیا تھا بلکہ اس کا جسم کسی دوا سے یا کسی بھی دوسرے طریقے سے بے حس کر دیا گیا ہے اور یہ عمران کے نزدیک بندھے ہونے سے زیادہ خطرناک تھا۔ عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی لیکن پھر یہ دھند آہستہ آہستہ غائب ہو گئی اور عمران کا شعور جاگ اٹھا۔ اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات یاد آ گئے تھے۔

عمران کو یاد آ گیا تھا کہ مقامی ایجنٹ فریڈ انہیں مالان ایئر

یورٹ کے وی آئی پی گیٹ سے نکال کر کوئین کالونی کی کوٹھی میں
ایک ملازم کے ساتھ چھوڑ گیا تھا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت
ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ نامانوس سی بو اس کے ناک سے ٹکرائی
اور پھر جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے اس طرح اس کا ذہن بھی
تاریک پڑ گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تو اس کا جسم قطعی بے حس
و حرکت محسوس ہو رہا تھا اور عمران گردن کو بھی حرکت نہ دے سکتا
تھا۔ البتہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کسی کمرے کے فرش پر پشت
کے بل لیٹا ہوا تھا اور اسے کمرے کی چھت نظر آ رہی تھی۔ ابھی وہ
سوچ ہی رہا تھا کہ آخر اس کا جسم اس قدر بے حس و حرکت کیوں
ہو رہا ہے کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں نا ہارڈی''۔
ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ سب کو لگا دیئے ہیں۔ لیکن باس یہ تو پہلے ہی گیس
سے بے ہوش تھے پھر انہیں بے ہوشی کے انجکشن کیوں لگائے گئے
ہیں''...... ایک دوسری مردانہ آواز نے جواب دیا جسے ہارڈی کہا گیا
تھا۔

''میڈم کا حکم تھا اور تمہیں معلوم ہے کہ میڈم کا حکم ہمیں ہر
صورت میں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ لوگ انتہائی
خطرناک ہیں۔ اگر یہ ہوش میں آ گئے تو مسائل پیدا ہو سکتے ہیں
اس لئے اب انجکشن لگنے کے بعد ہر قسم کا خدشہ دور ہو گیا ہے''۔

باس نے جواب دیا۔

''یس باس۔ لیکن اب ان کے میک اپ واش کرنے ہیں اس
کے لئے انہیں کرسیوں پر ڈالنا پڑے گا۔ یہاں فرش پر پڑے پڑے
تو یہ کام نہیں ہو سکتا''...... ہارڈی نے کہا۔

''ہاں۔ ساتھیوں سے کہو کہ ان کے لئے بھی کرسیاں لے آئیں
اور میڈم بھی آ رہی ہیں ان کے لئے اور میرے لئے بھی دو کرسیاں
لے آئیں''...... باس کی آواز سنائی دی۔

''یس باس''...... ہارڈی نے جواب دیا اور پھر کسی کے قدموں
کی آواز دور جاتی ہوئی سنائی دی تو عمران ان دونوں کی باتیں سن
کر سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور اسے معلوم تھا کہ جو کچھ
اس کے ساتھ ہوا ہے وہی اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا ہو گا۔
اسے معلوم تھا کہ جب بے ہوشی کی تیز گیس کے اثرات ابھی قائم
ہوں اور اس آدمی کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا جائے تو دونوں
کے اثرات ایک دوسرے پر منفی اثرات ڈالنا شروع کر دیتے ہیں
اور پھر جلد ہی بے ہوشی ہوش میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ عمران چونکہ
مخصوص ذہنی مشقیں کرنے کا عادی تھا اس لئے اسے اپنے ساتھیوں
سے پہلے ہی ہوش آ گیا تھا۔ البتہ ایک بات فکر کی تھی کہ عمران کا
جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اس کی وجہ اس کی سمجھ
میں نہ آ رہی تھی۔ وہ اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ
کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر تین چار افراد کے چلنے کی آوازیں

سنائی دینے لگیں۔

''یہ چھ افراد ہیں۔ چار کرسیاں مزید لے آؤ۔ آٹھ کرسیاں چاہئیں''..... باس کی آواز سنائی دی۔

''یہ چار کرسیاں ہیں اور دوسرے پھیرے میں چار اور لے آتے ہیں باس''..... ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ اس کے بعد کرسیاں فرش پر رکھے جانے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر قدموں کی آوازیں واپس دروازے کی طرف جاتی سنائی دیں۔ عمران پشت کے بل فرش پر پڑا مسلسل یہی سوچے چلا جا رہا تھا کہ اسے ہوش تو آ گیا ہے لیکن اس کا جسم بے حس کیوں ہے۔ اس قدر بے حس کہ وہ اپنی گردن تک نہیں موڑ سکتا۔ اس کی صرف پلکیں جھپک رہی تھیں۔ باقی پورا جسم بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی آوازیں ایک بار پھر سنائی دیں اور پھر کرسیاں فرش پر رکھی گئیں۔

''اب پہلے اس عمران کو اٹھا کر کرسی پر ڈالو''..... باس نے کہا۔

''یس باس''..... ایک اور مردانہ آواز سنائی دی اور پھر عمران کو اس طرح اٹھایا گیا جیسے کسی بوری کو اٹھایا جاتا ہے۔

''یہ اس قدر بے حس کیوں نظر آ رہا ہے ہارڈی''..... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کہہ رہے تھے کہ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے میں نے اسے بے حس کرنے والا خاصی طاقت کا حامل انجکشن لگایا

تھا''..... ہارڈی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اس کی ضرورت تو نہیں تھی۔ بے ہوش کر دینے والی گیس اور پھر طویل بے ہوشی کا انجکشن دونوں ہی کافی تھے اور ہم نے انہیں صرف میڈم کے آنے تک زندہ رکھنا ہے۔ اس کے بعد نہیں''..... باس نے کہا۔

''اب تو میں نے لگا دیا ہے باس''..... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ سب کو کرسیوں پر ڈال کر ان کے میک اپ واش کرو''..... باس نے کہا۔ عمران کو اس دوران کرسی پر ڈال دیا گیا تھا اور عمران کرسی پر اس طرح ڈھلکے ہوئے انداز میں پڑا تھا جیسے اس کا جسم پانی سے بنا ہوا ہو۔ اب عمران سامنے کی طرف دیکھ سکتا تھا۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں لیکن پوری نہیں ایک جھری سی آنکھوں میں ڈال کر وہ دیکھنے لگا۔ سامنے کرسی پر ایک ورزشی نوجوان اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا جبکہ چار ورزشی جسموں کے مالک افراد عمران کے ساتھیوں کو اٹھا کر کرسیوں پر ڈال رہے تھے۔ عمران چونکہ گردن بھی نہ موڑ سکتا تھا اس لئے وہ دیکھ نہ سکتا تھا کہ اس کے ساتھی کس حالت میں ہیں اور پھر اس کے سر اور چہرے پر کنٹوپ چڑھا دیا گیا اور چند لمحوں بعد عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا ہو۔ پھر عمران سمجھ گیا کہ اس کا میک اپ واش ہو رہا ہے۔

اسے شدید تکلیف محسوس ہونے لگ گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے چہرے کو باقاعدہ خوفناک آگ میں ڈال کر جلایا جا رہا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی اسے ایک اور احساس بھی ہوا کہ جیسے جیسے چہرے پر گرمی اور حدت بڑھتی جا رہی ہے اس کے بے حس و حرکت جسم میں توانائی کی لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔ شاید اس کی ناک اور منہ سے جو ہوا اندر سانس کی صورت میں جا رہی تھی وہ گرم تھی اس لئے خون کا دورانیہ اس گرمی اور حدت کی وجہ سے بڑھ گیا تھا جس کے نتیجے میں اس کے اعصاب حرکت میں آتے جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس کے چہرے اور سر پر سے کنٹوپ ہٹایا گیا تو اس کا جسم مکمل طور پر حرکت میں آ چکا تھا لیکن عمران ویسے ہی ڈھلکے ہوئے انداز میں کرسی پر پڑا ہوا تھا کیونکہ اس کے بالکل سامنے ہی کرسی پر باس بیٹھا ہوا تھا۔

''یہ تو میک اپ میں نہیں ہے باس''...... عمران کے قریب موجود ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ تو پاکیشیائی ہیں اور انہوں نے یورپی میک اپ کر رکھا ہے''...... باس نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''نہیں باس۔ یہ میک اپ میں نہیں ہے ورنہ اس جدید ترین میک اپ واشر کے بعد اس کے چہرے پر اگر میک اپ ہوتا تو لازماً واش ہو چکا ہوتا''...... ہارڈی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات گڑبڑ ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میڈم پہنچنے والی ہیں۔ ان کے سامنے ایک بار پھر چیک کر لیں گے۔ اس کے بعد جیسے وہ کہیں گی ویسے ہی کریں گے''...... باس نے کہا۔

''تو باقی لوگوں کے میک اپ چیک نہ کئے جائیں''...... ہارڈی نے کہا۔

''ابھی رک جاؤ۔ میڈم وہاں سے روانہ ہو چکی ہیں۔ چارٹرڈ طیارہ ابھی تھوڑی دیر بعد مالان پہنچ جائے گا۔ میں نے بھی ایئر پورٹ جانا ہے۔ تم یہاں کا خیال رکھو میں میڈم کو لے کر آ رہا ہوں۔ پھر باقی کارروائی ہو گی''...... باس نے کہا۔

''یہ تو بے ضرر کینچوے بن چکے ہیں باس۔ انہوں نے کیا کرنا ہے''...... ہارڈی نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن یہ محسوس کر کے بھک سے اڑ گیا کہ اس کا جسم دوبارہ بے حس ہو گیا تھا۔ شاید حرکت اس وقت تک ہی تھی جب تک اس کا میک اپ چیک کرنے کے لئے اس کے چہرے پر گرم ترین ہوا پھینکی جاتی رہی تھی اور جیسے ہی گرم ہوا بند ہوئی اس کا جسم بھی ٹھنڈا ہو کر دوبارہ بے حس ہوتا چلا گیا اور بے حسی اس قدر تھی کہ اب صرف اس کی آنکھیں کھل بند ہو سکتی تھیں ورنہ نہ وہ بول سکتا تھا اور نہ ہی حرکت کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ گردن اور سر بھی نہ گھما سکتا تھا

اور پھر نجانے کتنا وقت اسی حالت میں پڑے ہوئے گزرا تھا کہ
کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل
ہوئی۔ اس نے سیاہ لیدر جیکٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی۔ آنکھوں پر
سرخ شیشوں والی عینک تھی۔ اس کے براؤن بال اس کے کاندھوں
پر پڑے ہوئے تھے اور وہ اپنے انداز سے کسی ایکشن فلم کی ہیروئن
دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے پیچھے وہ باس تھا اور باس کے پیچھے
ہارڈی تھا۔

''ان میں عمران کون ہے سمتھ''..... لڑکی نے کرسی کے قریب آ
کر رکتے ہوئے کہا۔

''یہ جو سامنے کرسی پر ڈھلکا پڑا ہے۔ اسے ہارڈی نے طویل
بے ہوشی کے ساتھ ساتھ بے حسی کا انجکشن بھی لگا دیا ہے۔ اب یہ
نہ صرف بے ہوش ہے بلکہ سانس لیتی ہوئی لاش میں تبدیل ہو چکا
ہے''..... اس باس نے کہا جس کا نام سمتھ لیا جا رہا تھا۔

''ہاں۔ حلیہ تو اس کا بتایا گیا تھا لیکن تم کہہ رہے ہو کہ یہ میک
اپ میں نہیں ہے''..... میڈم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''لیس میڈم۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کے سامنے دوبارہ چیک
کر لیا جائے''..... سمتھ نے جواب دیا۔

''ہاں۔ میرے سامنے چیک کرو''..... میڈم نے کہا۔

''یہ دونوں لڑکیاں ہوش میں آ رہی ہیں''..... اسی لمحے ہارڈی
نے چیختے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا تو میڈم بے اختیار اچھل کر

کھڑی ہو گئی۔

''ہوش میں۔ مگر کیسے۔ طویل بے ہوشی کا انجکشن نہیں لگایا تھا
انہیں''..... میڈم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''انہیں بھی لگایا تھا میڈم''..... ہارڈی نے جواب دیا۔

''پھر یہ ہوش میں کیوں آ رہی ہیں۔ رسی لے آؤ اور انہیں
کرسیوں سے باندھ دو۔ اب یہ بتائیں گی کہ یہ دراصل کون ہیں''۔
میڈم نے کہا۔

''میرے پاس رسی کا بنڈل ہے میڈم''..... ہارڈی نے کہا اور
پھر اس نے اپنی بیلٹ کے ساتھ رسی کا لپٹا ہوا بنڈل کھول لیا۔ سمتھ
بھی آگے بڑھا اور ان دونوں نے لڑکیوں کو ان کرسیوں کے ساتھ
باندھ دیا۔

''کون ہو تم۔ کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''.....
میڈم نے لڑکیوں کو ہوش میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹ سروس۔ کون سیکرٹ سروس۔ ہم کہاں ہیں اور تم کون
ہو۔ یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ یہ سب ہمارے ساتھی کیا
ہوا انہیں''..... عمران کے کانوں میں جولیا کی حیرت بھری آواز
پڑی۔ وہ یورپی لہجے اور یورپی زبان میں بول رہی تھی۔

''سنو۔ کیا تم عمران کی ساتھی ہو۔ اگر ہو تو اب بھی وقت ہے
بتا دو۔ ہم تمہیں گولی نہیں ماریں گے ورنہ گولیوں سے اڑا دیں
گے۔ بولو۔ کیا تم عمران کی ساتھی ہو''..... میڈم نے بڑے دوستانہ

لہجے میں کہا۔

''عمران۔ کون عمران۔ ہمارا گروپ لیڈر تو مائیکل ہے۔ مائیکل''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گروپ لیڈر۔ تو تم بہرحال ایجنسی کے افراد ہو''...... میڈم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہم سیاح ہیں۔ ہم نے مل کر اپنے گروپ کا لیڈر مائیکل کو بنایا ہوا ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس عمران کا میک اپ واش کرو میرے سامنے۔ اگر یہ واقعی عمران نہیں ہے تو پھر یہ لوگ ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ انہیں موت کے گھاٹ اتار کر ہمیں فوری واپس جانا ہو گا''...... میڈم نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس میڈم۔ ہارڈی، میڈم کے حکم کی تعمیل کرو''...... سمتھ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کے سر اور چہرے پر ایک بار پھر کنٹوپ چڑھا دیا گیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ جو میک اپ اس نے کیا ہوا ہے وہ سوائے ایک خاص کیمیکل کے اور کسی بھی طرح واش نہیں ہو سکتا اس لئے وہ مطمئن تھا۔ البتہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس بار جیسے ہی اس کا جسم حرکت میں آئے گا تو وہ ان لوگوں کے خلاف جسمانی طور پر حرکت میں آ جائے گا تاکہ جسمانی حرکت کی وجہ سے بے حس کر دینے والے انجکشن کے اثرات ختم ہو سکیں۔

''تم نے پہلے گرم ہوا سے چیک کیا تھا یا سرد ہوا سے''۔ میڈم

نے پوچھا۔

''گرم ہوا سے میڈم''...... ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

''تو اب سرد ہوا سے چیک کرو''...... میڈم نے کہا اور دوسرے لمحے عمران کے چہرے سے انتہائی سرد ہوا ٹکرائی اور عمران کا دل بیٹھتا چلا گیا اس لئے نہیں کہ اس کا میک اپ چیک ہو جائے گا بلکہ اس لئے کہ اب اس کا جسم حرکت میں نہ آ سکے گا۔ شدید ترین سرد ہوا کچھ دیر تک اس کے چہرے سے ٹکراتی رہی پھر بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے سر اور چہرے سے کنٹوپ ہٹا لیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے محسوس کیا کہ اب اس کا سر اور گردن حرکت میں آ گئے ہیں۔

''یہ۔ یہ ہوش میں آ گیا ہے۔ یہ گردن موڑ رہا ہے''...... میڈم نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''لیکن اس کا جسم تو ویسے ہی ڈھیلا ہے میڈم''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال یہ ہمارے مطلوبہ لوگ نہیں ہیں اس لئے انہیں ہلاک کر دو اور نکل چلو یہاں سے''...... میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ عمران کی طرف کیا ہی تھا کہ یکلخت جولیا کی چیخ کمرے میں گونج اٹھی۔ چیخ ایسی تھی جیسے کوئی انتہائی خوفزدگی کے عالم میں چیخ پڑا ہو

لیکن آواز جولیا کی ہی تھی اور اس چیخ کے ساتھ ہی وہاں موجود سمتھ اور ہارڈی کے ساتھ ساتھ میڈم بھی جولیا کی طرف مڑی ہی تھی کہ ایک بار پھر کمرہ ایک آواز سے گونج اٹھا لیکن یہ آواز کسی چیخ کی نہیں تھی بلکہ ایسی غراہٹ تھی جیسے کوئی چیتا اپنے شکار پر جھپٹ رہا ہو۔ اس بار عمران کی گردن بھی اس طرف کو خودبخود مڑ گئی اور اسی لمحے اس نے جولیا کو ہوا میں کسی پرندے کی طرح اڑتے ہوئے دیکھا اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں وہ میڈم کے ساتھ ٹکرا کر اسے ساتھ لئے پہلے اس کرسی پر گری جس پر میڈم بیٹھی ہوئی تھی اور پھر کمرہ میڈم کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

جولیا نے نیچے گرتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی حیرت سے بت بنا کھڑا سمتھ چیختا ہوا اچھل کر اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہارڈی سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ جولیا جو واقعی بجلی بنی ہوئی تھی تیزی سے گھومی اور گھومتے ہوئے اس نے تیزی سے اٹھتی ہوئی میڈم کا بازو پکڑا اور دوسرے لمحے میڈم بھی اس کے ساتھ ہی گھومتی ہوئی ہوا میں اڑ کر سائیڈ دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے ٹکرائی جبکہ جولیا یکلخت گھومتی ہوئی نیچے جھکی اور اس کے ساتھ ہی یکلخت اچھل کر سائیڈ پر جا کھڑی ہوئی۔ اگر ایک لمحہ بھی اسے دیر ہو جاتی تو ہارڈی اسے اپنے ساتھ لئے فرش پر جا گرتا لیکن جولیا ایک لمحہ پہلے اچھل کر سائیڈ پر

جا کھڑی ہوئی تھی اور اب مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ ہارڈی ایک دھماکے سے اس جگہ گرا تھا جہاں ایک لمحہ پہلے جولیا گھومتی ہوئی جھکی تھی جبکہ سمتھ بھی اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ البتہ میڈم دیوار سے ٹکرانے کے بعد دیوار کی جڑ میں منہ کے بل ساکت پڑی ہوئی تھی اور پھر کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ریٹ ریٹ کی آوازیں جولیا کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل سے جبکہ چیخیں سمتھ اور ہارڈی دونوں کے حلق سے نکلی تھیں اور وہ دونوں بے فرش پر ذبح ہوتی ہوئی بکریوں کی طرح پھڑک رہے تھے اور پھر انہیں زیادہ پھڑکنے کا موقع نہ مل سکا اور جولیا تیزی سے دوڑتی ہوئی میڈم کی طرف بڑھی۔ اس نے جھک کر اسے چیک کیا اور پھر اسی تیزی سے سیدھی ہوئی اور اپنے ساتھ والی کرسی پر موجود صالحہ کی طرف بڑھ گئی۔

''جلدی اٹھو اور چلو۔ ہم نے اس پوری کوٹھی کو چیک کرنا ہے''۔ جولیا نے رسی کی گانٹھ کھولتے ہوئے کہا جس سے صالحہ کرسی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ دوسرے لمحے صالحہ اٹھی اور پھر وہ دونوں دوڑتی ہوئیں بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔ جولیا کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ صالحہ خالی ہاتھ تھی۔

''ان دونوں کی تلاشی لو۔ ان کے پاس لازماً اسلحہ ہو گا۔ انہیں موقعہ ہی نہیں مل سکا تھا اسلحہ نکالنے کا''...... اچانک جولیا نے رکتے ہوئے کہا تو صالحہ تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی اس طرف گئی

جہاں فرش پر سمتھ گور ہارڈی کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے جھک کر ان دونوں کی تلاشی لی تو واقعی ان کی جیبوں سے مشین پسٹل نکل آئے جن میں میگزین بھی موجود تھے۔

''آؤ اب''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئیں تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس بار جولیا نے واقعی حیرت انگیز تیزی، پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایسا مظاہرہ جو شاید عمران کی توقع سے کہیں بڑھ کر تھا لیکن عمران اس بات پر حیران تھا کہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں کو کیا ہوا تھا۔ اگر جولیا اور صالحہ ہوش میں آ سکتی ہیں تو انہیں بھی اب تک ہوش میں آ جانا چاہئے تھا۔ اپنے بارے میں تو اسے معلوم تھا کہ اسے ایکسٹرا انجکشن لگا دیا گیا ہے بے حس کرنے کا لیکن یہ تینوں کیوں ہوش میں نہیں آ رہے لیکن وہ چونکہ بول بھی نہ سکتا تھا اس لئے خاموش پڑا سوچتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اکیلی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک میڈیکل بیگ تھا۔ اس نے میڈیکل بیگ کو عمران کی کرسی کے قریب رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے پانی سے بھری ہوئی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ عمران کے منہ کی طرف بڑھا دیا۔ عمران کا منہ خود بخود کھل گیا اور بوتل کا پانی اس کے حلق سے نیچے اترتا چلا گیا۔ بوتل خالی ہونے پر جولیا نے خالی بوتل کو ایک طرف پھینکا اور پھر میڈیکل بیگ میں سے دوسری بوتل نکالی ہی تھی کہ عمران کو یوں

محسوس ہوا جیسے پانی پیتے ہی اس کے جسم میں حرکت کا آغاز ہو گیا ہو جبکہ جولیا پانی کی دوسری بوتل اٹھائے ساتھ ہی دوسری کرسی پر موجود صفدر کی طرف بڑھ گئی۔ جب جولیا نے صفدر کے منہ سے خالی بوتل ہٹائی تو عمران کے جسم میں اس قدر توانائی عود کر آئی تھی کہ وہ نہ صرف اٹھ کر بیٹھ گیا بلکہ اس کے منہ میں ساکت ہوئی زبان بھی حرکت میں آ گئی تھی۔

''گڈ شو جولیا۔ آج تو حیرت انگیز پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا ہے''...... عمران نے ایک جھٹکے سے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اللہ کا شکر ہے کہ انہوں نے تم سب کے ساتھ ساتھ ہم دونوں کو بے حس کرنے والے انجکشن نہیں لگائے۔ شاید انہوں نے سمجھا ہو کہ خطرہ صرف مردوں سے ہی ہو سکتا ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''صفدر اور اس کے ساتھیوں کو بھی بے حس کرنے والے انجکشن لگائے گئے تھے جبکہ وہ ہارڈی تو صرف میرے بارے میں بتا رہا تھا''...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''ہم تینوں کو بھی ہوش تو کافی پہلے آ گیا تھا لیکن ہم مکمل طور پر بے حس و حرکت تھے''...... صفدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد تنویر اور کیپٹن شکیل بھی پانی کی ایک ایک بوتل پی کر حرکت میں آ گئے۔ جولیا نے انہیں بتایا کہ باہر ان کے تین ساتھی موجود

تھے جو ایک کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔ انہیں
سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر جولیا اور صالحہ نے گولیاں مار کر ہلاک کر
دیا۔ اس کے علاوہ اس کوٹھی میں اور کوئی فرد موجود نہیں ہے تو عمران
نے فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی میڈم کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر
خود ہی اس نے اسے رسی سے اس انداز میں باندھ دیا کہ کسی طرح
بھی وہ اسے کھول نہ سکے۔ گو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے عمران
کی جگہ یہ کام سرانجام دینے کے لئے کہا لیکن عمران نے انہیں یہ
کہہ کر روک دیا کہ وہ اسے افریقی طرز کی خصوصی گانٹھ ڈال کر
باندھنا چاہتا ہے کیونکہ یہ تربیت یافتہ ہے اور یقیناً اسے گانٹھیں
کھولنے کی بھی تربیت دی گئی ہو گی۔

''اسے گولی مار کر ختم کر دو۔ کیا پوچھو گے اس سے۔ جب فریڈ
تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہے کہ ان لوگوں کا تعلق ہارڈ ایجنسی سے
ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ابھی تو ابتداء ہوئی ہے مشن کی۔ اس سے اچھی معلومات مل
سکتی ہیں اور آئندہ کسی معاملے میں ان معلومات سے مدد بھی
حاصل کی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں باہر چلے گئے تھے تا کہ باہر
نگرانی کر سکیں۔ کمرے میں اس وقت عمران، جولیا اور صالحہ رہ گئے
تھے۔

''اس کا سر بڑی شدت سے دیوار سے ٹکرایا ہے اور یہ بے ہوش

ہو گئی ہے اب اس کا منہ اور ناک بند کر دو تا کہ یہ ہوش میں آ
جائے''...... عمران نے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو
جولیا نے آگے بڑھ کر کرسی پر بندھی بیٹھی میڈم کے منہ اور ناک پر
دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد میڈم کے جسم میں حرکت کے
آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جولیا نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے
ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ صالحہ پہلے ہی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

''یہ تربیت یافتہ عورت ہے۔ یہ آسانی سے معلومات مہیا نہیں
کرے گی''...... صالحہ نے کہا۔

''میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گی''...... جولیا نے جواب دیا تو
صالحہ نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی
لمحے میڈم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ
ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھی ہونے کی
وجہ سے وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گئی تو اس کے ذہن کو جھٹکا
سا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم تو بے ہوش تھے طویل وقت
تک کے لئے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا''...... میڈم نے ہوش میں
آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے تم اپنا نام بتاؤ تا کہ گفتگو میں آسانی رہے''...... عمران
نے کہا۔

''میرا نام جولین ہے لیکن تم کون ہو۔ تمہارا میک اپ تو واش

نہیں ہو سکا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو ہم سمجھ رہے تھے لیکن اس کے باوجود تمہاری ساتھی عورت نے حیرت انگیز ردعمل کا اظہار کیا ہے''...... جولین نے کہا۔

''تو ایک ہی چھت کے نیچے دو جولین اکٹھی ہوگئی ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جولیانا ہے۔ جولین نہیں''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو جولین چونک پڑی۔

''تم سوئس نژاد ہو کیونکہ یہ نام وہاں کا پسندیدہ نام ہے''۔ جولین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنو جولین۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا تعلق ہارڈ ایجنسی سے ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ سب میرے ساتھی ہیں۔ جہاں تک میک اپ واش نہ ہونے کا تعلق ہے تو میک اپ کا فن اب اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ یہ میک اپ واشر بے کار ہو چکے ہیں۔ اب یہ بھی سن لو کہ ہارڈ ایجنسی نے ازخود غلط کام کرتے ہوئے پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان کو اغوا کیا۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ سائنسدان اس وقت کہاں ہے اور ظاہر ہے کہ ہم اسے واپس لے جانے کے لئے یہاں پہنچے ہیں۔ یہ تو تم نے ایڈوانس کام کیا کہ ہمیں کرانس میں داخل ہونے سے پہلے ہی کور کرنے کی کوشش کی لیکن اب تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا وہ دیکھ رہی ہو۔ اس کے بعد تمہیں سمجھ

جانا چاہئے کہ تمہاری زندگی کسی بھی لمحے ختم ہو سکتی ہے لیکن ہم تمہیں ایک مخلصانہ آفر کرتے ہیں کہ تم اپنے چیف گریگ سے بات کرو اور اسے اس بات پر آمادہ کر لو کہ وہ ہمارے سائنس دان کو واپس پاکیشیا بھجوا دے تو اس کے بدلے ہم تمہیں، تمہارے چیف اور تمہاری ہارڈ ایجنسی کے دوسرے سیکشنوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سائنس دان کا ہارڈ ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ میں چیف سے کہہ کر تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ ہونے دوں گی ورنہ ہارڈ ایجنسی تمہارے تصور سے بھی زیادہ فعال ایجنسی ہے۔ تم زندہ واپس نہ جا سکو گے''...... جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم فون پر ہمارے سامنے چیف سے بات کرو۔ اس کے بعد ہم تمہیں آزاد کر کے خود یہاں سے چلے جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہوں چیف سے۔ اسے تو سارے معاملات کا علم ہے''۔ جولین نے کہا۔

''جو مرضی آئے کہہ دینا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کراؤ بات''...... چند لمحوں تک سوچنے کے انداز میں خاموش رہنے کے بعد جولین نے کہا تو عمران نے اٹھ کر ایک

کونے میں پڑی ہوئی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔
''ہاں۔ نمبر بتاؤ''..... عمران نے کہا تو جولین نے نمبر بتا دیا تو
عمران نے انکوائری کا نمبر پریس کر دیا اور پھر انکوائری سے اس نے
رابطے نمبر معلوم کر کے پہلے انہیں پریس کیا اور پھر آخر میں اس نے
لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا اور پھر فون سیٹ اٹھا کر وہ جولین کی کرسی
کے قریب آیا ہی تھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح کرسی پر
بیٹھی ہوئی جولین تڑپی اور عمران جو فون سیٹ ہاتھ میں اٹھائے
ہوئے دوسرے ہاتھ میں رسیور پکڑے ہوئے تھا یکلخت اچھل کر
پشت کے بل زمین پر گرا جبکہ جولین جس نے اچانک اس پر حملہ کیا
تھا اسے گرانے کے بعد قلابازی کھا کر ایک لمحے کے لئے کھڑی
ہوئی مگر دوسرے لمحے اس کا جسم کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا
کرسیوں سے اٹھ کر کھڑی ہوئی جولیا اور صالحہ دونوں پر جا گرا اور
وہ ان دونوں کو بھی نیچے گرا کر قلابازی کھا کر سیدھی کھڑی ہوئی تو
اسی لمحے عمران جو اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا یکلخت اچھلا تو
ایک لمحے کے لئے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑتا ہوا سیدھا
جولین سے آ ٹکرائے گا اور اسی لئے جولین نے جوابی دفاع کی
خاطر دائیں طرف چھلانگ لگائی لیکن عمران نے صرف اچھلنے کا پوز
بنایا تھا جبکہ اس کا اچھلنے کے لئے پھیلا ہوا ایک بازو تیزی سے گھوما
اور اس کے ساتھ ہی قریب پڑی ہوئی کرسی ہوا میں اڑتی ہوئی تیزی
اس وقت پوری قوت سے جولین سے ٹکرائی جب جولین نے عمران

کے اچھل کر حملہ کرنے کے دفاع میں غوطہ لگا کر اپنے آپ کو بچا
رہی تھی اور کمرہ جولین کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا
کیونکہ کرسی اس سے اس قدر زور سے ٹکرائی تھی کہ جولین چیختی ہوئی
فرش پر دور تک گھسٹتی چلی گئی لیکن پھر جیسے ہی اس کا گھسٹنا ختم ہوا تو
اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور اس کے جسم کے سامنے موجود کرسی
اڑتی ہوئی واپس عمران کی طرف بڑھی لیکن چونکہ اس کے کرسی
واپس اچھالنے میں وہ قوت موجود نہیں تھی جو ہونی چاہئے تھی اس
لئے کرسی درمیان میں ہی دھماکے سے فرش پر جا گری۔
اسی لمحے اٹھ کر کھڑی جولیا نے یکلخت جمپ لگایا اور پھر اس
سے پہلے کہ جولین کرسی پھینکنے کے بعد اٹھ کر کھڑی ہونے کی کوشش
میں کامیاب ہوتی کہ جولیا وہاں پہنچ گئی اور دوسرے لمحے اٹھتی ہوئی
جولین چیختی ہوئی کسی ہلکے وزن کے پرندے کی طرح اڑتی ہوئی
سیدھی وہاں جا گری جہاں صالحہ فرش سے اٹھ کر خاموش کھڑی تھی۔
نیچے گرتے ہی جولین نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس
بار وہ اٹھ نہ سکی اور چیختی ہوئی واپس زمین پر گری اور ساکت ہوگئی۔
اس کے گر کر اٹھتے ہی صالحہ نے پوری قوت سے بوٹ کی باریک
نوک اس کی کنپٹی پر جما دی تھی اور یہ ضرب اس قدر سخت تھی کہ
واپس نیچے گر کر وہ دوبارہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہوسکی اور اس کا جسم
ساکت ہوگیا۔
''میرا خیال تھا کہ اس سے مزید پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے اس

لئے میں اسے بچ نکلنے کا موقع دے رہا تھا اور جولیا نے بھی سمجھ داری سے کام لیا کہ اسے گولیاں نہیں ماریں لیکن تم نے اسے ہلاک کر دیا صالحہ''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''اس میں صالحہ کا قصور نہیں ہے۔ اس لڑکی نے عمل ہی ایسا کیا ہے کہ اس کا ردعمل انتہائی سخت ہونا چاہئے۔ میں تو اس ردعمل پر کنٹرول کر گئی لیکن صالحہ نہیں کر سکی۔ ویسے یہ واقعی انتہائی تربیت یافتہ تھی کہ تمہاری خصوصی طرز کی گانٹھ بھی اس نے کھول لی تھی''۔ جولیا نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہ مر گئی ہے۔ حیرت ہے۔ میں تو اسے اس لئے گولیاں نہیں ماری تھیں کہ اسے زندہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ میں نے تو اسے بے ہوش کرنے کے لئے ضرب لگائی تھی''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ فرش پر پڑی جولین پر جھک گئی۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی مر چکی ہے۔ آئی ایم سوری''...... صالحہ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں کیونکہ ہم اب اسے بہرحال زندہ نہیں چھوڑ سکتے تھے''...... عمران نے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس سے پوچھ گچھ تو ہونی تھی ابھی''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے اس کے چیف کا نمبر چاہئے تھا وہ مل گیا ہے لیکن اب

ہمیں فوری یہاں سے نکلنا ہے کیونکہ اچانک حملے سے فون سیٹ اور رسیور دونوں علیحدہ علیحدہ نیچے گرے ہیں۔ گو یہ گرنے سے ٹوٹ گئے ہیں لیکن پھر بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری چند آوازیں اس تک پہنچ گئی ہوں''...... عمران نے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں نے ہی تائید میں سر ہلا دیئے۔

ہارڈ ایجنسی کا چیف گریگ اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھنے کے
بجائے کرسی کے عقب میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا
کیونکہ کسی بھی لمحے جولین کا فون آ سکتا تھا عمران اور اس کے
ساتھیوں کے بارے میں۔ اسے یقین تھا کہ جولین کے حکم پر اس
کے ساتھیوں نے یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں کو طویل بے ہوشی
کے انجکشن لگا دیئے ہوں گے اور ان کا میک اپ بھی واش ہو چکا
ہو گا۔ گریگ اور جولین کے درمیان یہی طے ہوا تھا کہ میک اپ
واش ہوتے ہی جولین بے ہوش عمران کو ہلاک کر کے اطالی میں
موجود کرانس کے سفارت خانے کے ذریعے کرانس بھجوا دے جبکہ
اس کے باقی ساتھی مرد اور عورتوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دینے
کے بعد ان کی لاشیں وہیں چھوڑ دیں۔
جولین نے ایئر پورٹ سے روانہ ہوتے ہوئے اسے اطلاع

دے دی تھی اس لئے اب گریگ کو جولین کی کال کا انتظار تھا
کیونکہ اس کے مطابق جولین کو وہاں پہنچے ہوئے دو اڑھائی گھنٹے ہو
چکے تھے اور چونکہ وہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ موجود نہ تھا اس لئے
جولین یا اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کا کوئی خطرہ درپیش نہ تھا اور کام
صرف اتنا تھا کہ میک اپ واش کر کے اور انہیں ہلاک کر کے
سفارت خانے سے رابطہ کرنا تھا اور انہوں نے اس دوران ضروری
انتظامات کر لئے گئے ہوں گے اس لئے اب تک جولین کی
رپورٹ اسے مل جانی چاہئے تھی لیکن فون پر خاموشی طاری تھی۔
ایک دو بار تو اسے خیال آیا کہ وہ خود جولین کو فون کر کے اس سے
رپورٹ حاصل کرے لیکن پھر وہ اس لئے اس خیال پر عمل کرنے
سے باز رہا کہ اس طرح جولین یہ سمجھے گی کہ اس پر اعتماد نہیں کیا
گیا۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف
تیزی سے مڑا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔
”یس“ ...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
”چیف۔ مالان سے فون تھا لیکن جب میں نے رسیور اٹھایا تو
اس کے ساتھ ہی دھماکہ سنائی دیا جس کے ساتھ ہی انسانی آوازیں
سنائی دیں لیکن دھماکے کی وجہ سے وہ آوازیں پہچانی نہیں جا سکیں۔
اب فون کرنے پر وہاں کال ہی نہیں جا رہی جبکہ کنکشن ویسے ہی
لنکڈ ہے۔ اب آپ کہیں تو میں کنکشن آف کر دوں یا جیسے آپ
کہیں“ ..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی

دی تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کوئی خاص بات ہوگئی ہو گی۔ تم فوراً کنکشن آف کر دو تا کہ جولین باہر کسی فون سے کال کر سکے۔ تم نے کنکشن آف نہ کیا تو پھر کال کیسے آئے گی'' ...... چیف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس چیف'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چیف نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شدید تشویش کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

''یہ کیا ہوا ہے۔ دھماکہ۔ آوازیں۔ یہ سب آخر کیا ہے۔ جولین فون کیوں نہیں آ رہا'' ...... چیف نے خودکلامی کے انداز میں کہا۔ پھر اس طرح اچھل پڑا جیسے اسے اچانک کوئی خاص بات یاد آ گئی ہو۔

''اوہ۔ اوہ۔ جولین اور اس کے ساتھیوں کے پاس تو سیل فون بھی ہیں۔ اوہ۔ اوہ'' ...... چیف نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اس نے رسیور اٹھا لیا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف'' ...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تمہارے پاس جولین کے سیل فون کا نمبر موجود ہو گا۔ اسے

فون کر کے کہو کہ وہ مجھے فوراً فون کرے'' ...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر موجود تناؤ میں کافی کمی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ سیل فون پر کال جا رہی ہے لیکن کوئی انڈ نہیں کر رہا۔ میں تین بار ٹرائی کر چکی ہوں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ ویری بیڈ۔ مالان میں فارن ایجنٹ جوزف سے بات کراؤ۔ فوراً۔ جلدی'' ...... اس بار چیف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور رسیور اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جوزف لائن پر ہے چیف'' ...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو'' ...... چیف نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں جوزف بول رہا ہوں'' ...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''جولین پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے مالان گئی ہوئی ہے لیکن اس سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ میں تمہیں ایک رہائشی کالونی کا ایڈریس بتاتا ہوں۔ وہاں فوراً پہنچو اور وہاں جو بھی صورت حال ہو فوراً مجھے ڈائریکٹ فون کر کے بتاؤ''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کوٹھی کا ایڈریس بتا دیا جہاں جولین اور اس کے ساتھی پہلی کوٹھی سے شفٹ ہو کر گئے تھے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور رکھ دیا۔

''کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے وہاں۔ لیکن کیا۔ یہ سب تو بے ہوش تھے اور انہوں نے ابھی کئی گھنٹے بے ہوش رہنا تھا۔ پھر کیا ہو سکتا ہے''...... چیف نے ایک بار پھر خودکلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اسے اس وقت تک اپنے سوال کا جواب نہ مل سکتا تھا جب تک جوزف کوئی رپورٹ نہ دیتا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔ فون سیٹ پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب جل رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ کال اب ڈائریکٹ ہے۔ فون سیکرٹری کو سائیڈ پر کر دیا گیا ہے۔

''یس۔ چیف بول رہا ہوں''...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

''جوزف بول رہا ہوں چیف۔ انتہائی افسوس ناک خبر ہے۔ یہاں کوٹھی میں میڈم جولین اور ان کے چار ساتھیوں کی لاشیں پڑی

ملی ہیں۔ ان کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے''...... جوزف نے کہا تو چیف کو ایسے محسوس ہوا جیسے جوزف نے بات نہ کی ہو بلکہ اس کے ذہن کے اندر کوئی طاقتور بم بلاسٹ کر دیا گیا ہو۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو نانسنس۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ نانسنس''...... چیف نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں چیف''...... دوسری طرف سے جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید چیف کے اس طرح ہذیانی انداز میں چیخنے پر بوکھلا گیا تھا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بکواس کر رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ بے ہوش پڑے افراد جولین اور اس کے چاروں تربیت یافتہ افراد کو ہلاک کر دیں۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے نانسنس اور پھر کہہ رہے ہو کہ میں درست کہہ رہا ہوں۔ نانسنس''...... چیف نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اس بار دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا اور لائن پر خاموشی طاری رہی۔

''کیوں نہیں بول رہے ہو نانسنس''...... چند لمحوں بعد چیف نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ ایک کمرے میں میڈم جولین کے ساتھی ہلاک ہوئے پڑے

ہیں جبکہ ایک اور کمرے میں ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پڑی ہے۔ ایک کرسی کے ساتھ رسی اس طرح ادھوری کھلی ہوئی پڑی ہے جیسے وہاں کسی کو رسی سے باندھا گیا ہو لیکن اس نے رسی کھول لی ہو۔ میڈم جولین کی لاش ایک طرف پڑی ہے۔ ان کی کنپٹی پر سیاہ داغ ہے جس کا مطلب ہے کہ ان کی کنپٹی پر کوئی انتہائی پُر قوت ضرب لگائی گئی ہو جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئیں۔ ویسے میڈم جولین نے زخمی بھی ہیں۔ ان کے چہرے پر ایسے زخم ہیں جیسے کوئی سخت چیز ان کے چہرے پر ماری گئی ہو۔ ان کو بہرحال گولی نہیں ماری گئی جبکہ دوسرے کمرے میں موجود میڈم جولین کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ سب شاید یہاں کمرے میں بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ مارے گئے''۔ جوزف نے پوری منظر کشی کرتے ہوئے کہا تو چیف یکلخت کرسی پر ڈھلک سا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین مایوسی نمایاں دکھائی دے رہی تھی۔

''لاشیں کرانس پہنچاؤ لیکن اس طرح کہ کسی کو علم نہ ہو سکے کہ ہارڈ ایجنسی کے افراد کی یہ حالت کی گئی ہے''...... چیف نے اس بار ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ جولین کی ہلاکت نے اسے واقعی ہلا کر رکھ دیا تھا کیونکہ جولین نے واقعی ہارڈ ایجنسی کے لئے بے شمار نمایاں کام کئے تھے اور وہ انتہائی تربیت یافتہ بھی تھی لیکن جوزف

نے جو کچھ بتایا تھا اس سے اب انکار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''میں اتنی بڑی ایجنسی کا چیف ہوں۔ میرے پاس بے شمار ایجنٹ ہیں۔ مجھے ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ اب مجھے جولین کی ہلاکت کا انتقام بھی لینا ہے''...... چیف نے سامنے دیکھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے خود کو یقین دلا رہا ہو۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''فلپ سے بات کراؤ''...... چیف نے کہا۔ فلپ اس کے ہیڈکوارٹر کا انتظامی انچارج تھا۔

''ہیلو چیف۔ میں فلپ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اطالی میں فارن ایجنٹ جوزف، میڈم جولین اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اطالی سے کرانس لا رہا ہے۔ وہاں دشمنوں نے جولین اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے ان کی لاشیں یہاں اس لئے منگوائی ہیں کہ اگر اطالی ایجنٹوں نے انہیں پہچان لیا تو کرانس کی بے حد بدنامی ہو گئی۔ لاشیں تو جوزف سپیشل وے سے لے آئے گا اور اطالی والوں کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا لیکن یہاں تم نے جوزف سے لاشیں وصول کر کے انہیں برقی بھٹی

میں ڈال کر راکھ کر دینا ہے تاکہ ہم بدنامی سے بچ سکیں''...... چیف نے فلپ کو تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... ایک بار پھر فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہنری اور گیری جہاں بھی ہوں ان سے بات کراؤ۔ فوراً''۔ چیف نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ دونوں پارس میں نہیں ہوں گے بلکہ لائبیریا میں ہوں گے کیونکہ پاکیشیائی سائنس دان وہیں ہے لیکن وہ انہیں اب وہاں تک محدود رہنے کی بجائے عمران اور اس کے ساتھیوں کو سارے کرانس میں پھیل کر ٹریس کرانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ وہ اب نارمل ہو چکا تھا۔

''ہنری سے بات کریں چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... چیف نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں ہنری بول رہا ہوں۔ گیری بھی میرے ساتھ موجود ہے''...... دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔ لہجہ

مؤدبانہ تھا۔

''ہنری۔ پہلی بری خبر یہ سن لو کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے اطالی کے دارالحکومت مالان میں جولین اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ جولین تو بے حد تربیت یافتہ، انتہائی ہوشیار اور فعال ایجنٹ تھی''...... ہنری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے چیف کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو لیکن وہ یقین کرنے پر مجبور ہو۔

''ہاں۔ اس کے باوجود وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی ہے اور خاص بات یہ کہ جب جولین وہاں گئی تو عمران اور اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم میں تھے''...... چیف نے کہا۔

''بے ہوش تھے۔ کیا مطلب''...... ہنری نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو چیف نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کے بارے میں اطلاع ملنے سے لے کر ان کا وی آئی پی گیٹ سے ایک رہائشی کالونی میں پہنچنے اور پھر انہیں گیس سے بے ہوش کرنے اور دوسری کوٹھی میں شفٹ کرنے اور پھر طویل بے ہوشی کے انجکشن لگانے اور جولین کے چارٹرڈ طیارے سے مالان جانے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

''ایسی صورت میں یہ سب کیسے ممکن ہو گیا چیف''...... ہنری

نے کہا۔

"جس طرح بھی ہوا ہو گیا اور اب ان کا خاتمہ تم نے کرنا ہے۔ جولین کا انتقام بھی ان سے لینا ہے لیکن تم دونوں وہاں لیبارٹری کی حفاظت کے نام پر جا کر بیٹھ گئے ہو۔ لیبارٹری کو بھول جاؤ۔ وہاں کے خصوصی انتظامات میں خود کرا دوں گا۔ تم اپنے پورے سیکشن کو لے کر فیلڈ میں نکلو اور جہاں بھی عمران اور اس کے ساتھی ملیں انہیں ایک لمحے کا توقف کئے بغیر گولیوں سے اڑا دو۔ یہ میرا حکم ہے"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی چیف۔ ویسے بھی اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ان ایجنٹوں کا ہر صورت میں خاتمہ کر دیا جائے۔ آپ بے فکر رہیں۔ لائبیریا اور پارس دونوں جگہوں پر میرے ایسے دوست موجود ہیں جن کے مخبری کے نیٹ ورک انتہائی وسیع اور فعال ہیں۔ وہ مطلوبہ افراد کو زمین کی ساتویں تہہ میں سے بھی نکال لاتے ہیں۔ میں گیری کو یہاں چھوڑ دیتا ہوں۔ البتہ میرا اس سے رابطہ رہے گا اور آپ بے فکر رہیں۔ میں اس عمران کی لاش ہر قیمت پر آپ کے سامنے لا کر رکھ دوں گا"...... دوسری طرف سے ہنری نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... چیف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہنری انتہائی تجربہ کار اور سمجھ دار

ایجنٹ ہے۔ وہ اگر کام کرنے پر اتر آئے تو عمران اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اب کامیابی ہنری کے حصے میں ہی آئے گی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑی جیپ میں سوار ایک فراخ سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں اور باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر موجود تھے۔ وہ سب اب نئے میک اپ میں تھے اور ان کے پاس اس میک اپ کے لحاظ سے تمام ضروری کاغذات بھی موجود تھے جو چیکنگ کے بعد بھی درست ہی ثابت ہوتے۔ عمران نے میک اپ میں سیسے کا خاصا غالب عنصر شامل کر دیا تھا تاکہ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے اسے چیک نہ کر سکیں۔ وہ اس وقت اطالی کے مشہور شہر یوڈان کے مضافات میں تھے۔ اطالی کے دارالحکومت مالان سے وہ ایک مقامی پرواز کے ذریعے یوڈان پہنچے تھے اور یوڈان سے انہوں نے یہ جیپ خریدی اور اب اس جیپ کے ذریعے وہ یوڈان سے

ا جا رہے تھے۔

ٹاوا ایک چھوٹا سا سرحدی شہر تھا۔ ٹاوا، کرانس اور اطالی کی سرحد واقع تھا۔ یہ حیرت انگیز بات تھی کہ ٹاوا تک اطالی کا علاقہ میدانی لیکن آگے کرانس کا علاقہ پہاڑی تھا جسے ماؤنٹ پلیئر کہا جاتا تھا ان کی منزل ٹاوا تھی جہاں سے انہوں نے کرانس کے علاقے ؤنٹ پلیئر میں داخل ہونا تھا کیونکہ جس لیبارٹری میں ڈاکٹر کمال کو ا گیا تھا وہ لیبارٹری لائبیریا کے شمال میں تھی لیکن ان کے لئے لے لائبیریا جانا ضروری تھا اور جس راستے پر وہ چل رہے تھے وہ وا جاتا تھا۔ ٹاوا پہنچ کر سرحد کراس کر کے جب وہ کرانس کے ؤنٹ پلیئر کے علاقے میں داخل ہوتے تو وہاں سے قریب ہی ئبیریا تھا۔ لائبیریا پہنچ کر وہ آسانی سے لیبارٹری تک پہنچ جاتے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے سڑک کے راستے کا انتخاب کیا ہے حالانکہ ہم زیادہ آسانی اور زیادہ جلدی سمندری راستے سے ؤنٹ پلیئر پہنچ سکتے تھے''...... عقب میں بیٹھے صفدر نے کہا۔

''یہی بات ہارڈ ایجنسی کے چیف نے بھی سوچی ہو گی کہ ہم نے آسان اور نزدیکی راستے کا انتخاب کرنا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ تمہیں نہیں جانتا''...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھی جولیا نے چونک کر کہا۔

''یہ تو شیطان کی طرح مشہور ہے۔ اسے کون نہیں جانتا ہو

گا''...... عقب میں بیٹھے تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس
پڑے۔
''میں اگر شیطان ہوں تو تم میرے ساتھی ہو''...... عمران نے
جواب دیا۔
''آپ نے کس لئے جاننے کی بات کی تھی مس جولیا''۔ صفدر
نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔
کیونکہ جو عمران کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ عمران آسان
کی بجائے مشکل کا انتخاب کرتا ہے چاہے وہ راستہ ہو یا کوئی [illegible]
اقدام اس لئے اگر ہارڈ ایجنسی کا چیف عمران کو جانتا ہو گا تو یقیناً
اسے یہ بھی اندازہ ہو گا کہ عمران کس راستے کا انتخاب کرے گا''۔
جولیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
''تمہارا مطلب ہے کہ وہ ماؤنٹ پلیئر میں ہمارے استقبال
کے لئے تیار ہوں گے''...... عمران نے کہا۔
''عمران صاحب۔ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ آپ چاہے زمینی
راستے سے ادھر داخل ہوں یا سمندری راستے سے آپ نے بہرحال
لائبیریا پہنچنا ہے اس لئے ان کی تمام تر توجہ لائبیریا پر ہو گی۔ کیا یہ
نہیں ہوسکتا کہ ہم لائبیریا میں داخل ہوئے بغیر سیدھے لیبارٹری
پہنچ جائیں''...... صفدر نے کہا۔
''ہم نے صرف لیبارٹری تباہ نہیں کرنی بلکہ سائنس دان کو بھی
واپس لے آنا ہے اور اسے یہاں سے واپس پاکیشیا بھی لے جا[illegible]

ہے اس لئے لائبیریا میں بہرحال ہمیں کوئی جگہ تو چاہئے ہو گی''۔
عمران نے جواب دیا۔
''لیکن وہ تو لائبیریا کو گھیر لیں گے۔ پھر ہماری واپسی کیسے ہو
گی''...... جولیا نے کہا۔
''میں تو چاہتا ہوں کہ گھیرے کی نوبت ہی نہ آئے لیکن آ گئی تو
پھر بہرحال گھیرا تو توڑنا ہی پڑے گا''...... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
''نوبت کیسے نہ آئے۔ کیا مطلب''...... صفدر نے حیران ہو کر
کہا۔
''ویسے ہی ایک آئیڈیے کی بات کر رہا تھا''...... عمران نے
ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔
''ویسے آئیڈیا اچھا ہے عمران صاحب۔ اس سے بہت سے
مسائل خودبخود حل ہو جائیں گے''...... خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے
کہا تو سب چونک پڑے۔
''کون سا آئیڈیا''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔
''یہی جو عمران صاحب نے ابھی بتایا ہے''...... کیپٹن شکیل نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
''عمران صاحب نے تو کوئی آئیڈیا نہیں بتایا۔ کیا کہہ رہے
ہو''...... صفدر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔
''مکمل آئیڈیا تو عمران صاحب کے ذہن میں ہے لیکن اشارہ

انہوں نے کر دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے کیا کہا ہے''...... عمران نے بھی قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے کہا ہے کہ گھیرے کی نوبت ہی نہ آئے گی''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ کہا تو ہے''...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسا تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ کرانس کے حکام اور سائنس دان ڈاکٹر کمال کو ازخود ہمارے ساتھ واپس بھیج دیں۔ ایسی صورت میں گھیرے کی نوبت ہی نہیں آئے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''حیرت ہے کیپٹن شکیل۔ وہ آئیڈیا جو ابھی میں نے مکمل طور پر سوچا ہی نہیں ہوتا وہ تم مکمل کر دیتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ نے یہی بات سوچی تھی عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ بس ویسے ہی ایک خیال آ گیا تھا لیکن کیپٹن شکیل نے پوری بات ہی مکمل کر دی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ احمقانہ خیال ہے۔ اگر انہوں نے اسے واپس بھیجنا ہوتا تو وہ وہاں سے اغوا کر کے کیوں لے آتے''...... اس بار تنویر نے کہا۔

''بعض اوقات اچھے بھلے سیانے لوگ حماقتیں کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا کر دیئے جاتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آئیڈیا تو بہت اچھا ہے لیکن یہ آئیڈیا آپ کے ذہن میں آیا کیسے۔ کیا کوئی اشارہ ملا ہے آپ کو''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ کوئی اشارہ نہیں ملا۔ البتہ ہارڈ ایجنسی کے چیف گریگ کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ اپنی ایجنسی سے اس طرح پیار کرتا ہے کہ جیسے ماں اپنی اولاد سے کرتی ہے اور اپنی ایجنسی کے سپیشل ایجنٹس سے وہ اس طرح محبت کرتا ہے جیسے بچے اپنے کھلونوں سے کرتے ہیں۔ اس کی ایک سپیشل ایجنٹ جولین، صالحہ کے ہاتھوں اوہ سوری۔ صالحہ کی کک کے ذریعے ہلاک ہو چکی ہے اور اس کے علاوہ دو اور سپیشل ایجنٹس ہیں جن میں ایک ہنری ہے جو ادھیڑ عمر ہے لیکن بے حد تجربہ کار اور تیز فعال ایجنٹ ہے اور دوسرا گیری ہے جو جذباتی نوجوان ہے لیکن بے حد تیز طرار ایجنٹ ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر جولین کی طرح ہنری اور گیری بھی ہلاک ہو گئے تو چیف گریگ باقی ایجنٹس کو بچانے کے لئے ڈاکٹر کمال کو ازخود واپس بھجوا دے گا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیا گریگ اس قدر بااختیار ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے تو اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ اب آگے کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا یہ اب سامنے آ جائے گا''...... عمران نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''تم نے یہ بات سوچ کر بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ صریحاً بزدلی ہے کہ وہ ہمیں ہمارا سائنس دان پھولوں کے ہار پہنا کر واپس کر دیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے ساتھ ہنری اور گیری کے خاتمے کی بات کی تھی ویسے نہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ لائبیریا میں آپ نے رہائش کے بارے میں کیا سوچا ہے''...... صفدر نے ایک بار پھر موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''میری کوشش کے باوجود وہاں کوئی ٹپ نہیں مل سکی اس لئے اب وہاں جا کر براہ راست کوشش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''کہیں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ سیدھے لیبارٹری چلو''۔ تنویر نے کہا۔

''تمہیں لیبارٹری کا راستہ معلوم ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں ہے لیکن مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تمہیں پوری تفصیل کا علم ہو گا کیونکہ بغیر مکمل معلومات حاصل کئے تم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھاتے''...... تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے''...... جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے

ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ جولیا کی اس حمایت پر ہی کھل اٹھا۔

''میں کب کہہ رہا ہوں کہ تنویر غلط کہہ رہا ہے لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہاں کیا صورت حال ہے اس لئے میں تنویر کی ہدایت مان کر سیدھا وہاں نہیں جا سکتا ورنہ اسی جیپ میں ہماری لاشیں واپس لائبیریا لائی جائیں گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا تفصیل ہے۔ ہمیں بتاؤ''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''کہیں اطمینان سے بیٹھ کر بات کریں گے اور تفصیل سے بات ہو گی۔ ہمیں باقاعدہ پلاننگ بنانا پڑے گی۔ ڈاکٹر کمال تک پہنچنے اور پھر اسے صحیح سلامت اور زندہ واپس پاکیشیا لے جانے کی پلاننگ اور یہ بھی بتا دوں کہ اب تک ہارڈ ایجنسی کے چیف کو جولین کی موت کی خبر پہنچ چکی ہو گی اور اب تک اس نے ہم سے انتقام لینے کے لئے لائبیریا سمیت پورے ایریا میں موت کے جال پھیلا دیئے ہوں گے کیونکہ وہ سرکاری ایجنسی ہے اور وہ ان کا اپنا علاقہ ہے''۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم گیری اور ہنری اور تمہارے اس گریگ سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ مجھے''...... تنویر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''تنویر۔ عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں اندھا دھند کوئی اقدام نہیں کرنا۔ ہم اپنے ایک ساتھی کی بھی موت برداشت نہیں کر سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ ایسا کرے لیکن یہ بات اس نے پہلے سوچ رکھی ہو گی۔ بس ہمیں الو بنا رہا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بنے بنائے کو میں کیا بنا سکتا ہوں''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔ سمجھے''...... تنویر نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ شاید سرحد قریب آ رہی ہے''...... اس سے پہلے کہ عمران، تنویر کی بات کا کوئی جواب دیتا صالحہ بول پڑی اور سب آگے کی طرف دیکھنے لگے۔ دور سے ایک چھوٹے سے شہر کے آثار نظر آنے لگ گئے تھے۔

''یہ سرحدی شہر ٹاوا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک چھوٹے سے شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں آبادی خاصی کم تھی۔ اکا دکا کاریں نظر آ رہی تھیں۔ البتہ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی سنسان اور ویران شہر سے گزر رہے ہوں اور پھر شہر کراس کرتے ہی انہیں دور سے سرحدی چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی۔ پہلے اطالی چیک پوسٹ تھی۔ وہاں عمران نے اپنے ساتھیوں کے کاغذات پیش کئے اور انہیں کلیئر کر دیا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ کرانس میں داخل ہو رہے تھے اور وہاں چیک پوسٹ پر رک کر انہوں نے یہاں سے بھی کلیئرنس حاصل کر لی۔ البتہ ٹاوا سے یہاں

زیادہ وقت لگ گیا تھا لیکن انہیں کوئی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ اب وہ کرانس میں داخل ہو چکے تھے۔ یہاں دور دور تک پہاڑی علاقہ تھا جو غیر آباد تھا۔ البتہ سڑک کافی چوڑی اور اچھے انداز میں بنائی گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ پہاڑی علاقہ ہونے کے باوجود جیپ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد دور سے انہیں بڑے شہر کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے۔ ان سب کو معلوم تھا کہ ہارڈ ایجنسی نے یہاں لازماً چیکنگ کا جال پھیلا رکھا ہو گا۔

''ہماری سب سے بڑی پہچان ہماری تعداد ہے اس لئے جولیا اور تنویر کا ایک گروپ ہو گا۔ صالحہ اور کیپٹن شکیل کا دوسرا اور میرا اور صفدر کا تیسرا گروپ ہو گا۔ فون پر زیرو ون کوڈ پر بات ہو گی اور ہم جیسے ہی کسی ہوٹل پہنچیں گے وہاں سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''پھر ہمارے کاغذات ہمارے حوالے کر دو''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن یہ گروپ تم کیسے بنا سکتے ہو۔ ڈپٹی چیف میں ہوں اس لئے گروپ میں بناؤں گی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم نے صالحہ کے ساتھ اپنا گروپ بنا لینا ہے لیکن جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا۔ یہ ضروری ہے وضاحت بعد میں۔ البتہ اپنے کاغذات اور بیگ لے لو''...... عمران نے سائیڈ پر پڑا ہوا بیگ اٹھا کر عقب میں دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد

ان سب نے اپنے اپنے کاغذات لے لئے۔ صرف عمران اور صفدر
کے کاغذات اس بیگ میں رہ گئے تھے۔ شہر کے مضافات میں ہی
عمران نے جیپ روک دی اور اس کے ساتھ ہی سوائے صفدر کے
باقی سب ساتھی اتر گئے اور پھر جس طرح عمران نے گروپنگ کی
تھی اسی طرح علیحدہ علیحدہ گروپس کی صورت میں آگے بڑھتے چلے
گئے۔

''عمران صاحب اس گروپنگ کا کیا فائدہ۔ اس طرح الٹا ہم
بکھر جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''یہاں واقعی نگرانی کا جال بچھا ہوا ہو گا اور ان کی تمام تر توجہ
تعداد پر ہو گی کیونکہ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ ہم نے میک اپ
تبدیل کر لئے ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہارڈ ایجنسی کے پر
پہلے کاٹ دیئے جائیں تاکہ ہمارا عقب محفوظ ہو جائے پھر آگے
بڑھیں ورنہ اگر ہمیں عقب سے کور کر لیا گیا تو ہم بری طرح پھنس
بھی سکتے ہیں''...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیسے آپ اس جال کو توڑیں گے۔ کیسے چیکنگ کریں
گے''...... صفدر نے کہا۔

''میرے پاس ایک خصوصی آلہ ہے جو میں نے اطالی سے
روانہ ہونے سے پہلے خصوصی طور پر خریدا ہے۔ یہ کلائی کی گھڑی کی
طرح بنا ہوا ہے۔ اسے کلائی پر باندھ کر جب اس کا ایک مخصوص
بٹن پریس کریں تو اس کا تعلق اس وقت یہاں کی فضا میں موجود

کسی بھی مواصلاتی سیٹلائٹ سے ہو جاتا ہے اور پھر ایک اور بٹن
دبا کر آپ ایک یا زیادہ سے زیادہ دو الفاظ اس میں فیڈ کر دیں اور
اسے آن کر دیں تو ایک کلومیٹر کی رینج میں ہونے والی ہر وہ کال
سنائی دے گی جس میں یہ الفاظ فیڈ کئے گئے ہوں کیچ کر لیتا ہے
اور گھڑی کے ڈائل پر سرخ رنگ کا بلب جلنا بجھنا شروع کر دیتا ہے
اور گھڑی کے ڈائل پر سمت اور رخ جہاں سے یہ کال ہو رہی ہو یا
ہو چکی ہو کی نشاندہی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جیسے جیسے آپ اس
سپاٹ کے قریب ہوتے جائیں گے سرخ بلب زیادہ تیزی سے جلنے
بجھنے لگ جائے گا اور پھر اپنے سپاٹ پر پہنچ کر وہ مسلسل جلنے لگ
جائے گا۔ یہ آلہ ایکریمین فوج کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا
ہے لیکن پھر اس کی ڈیمانڈ پر یہ عام مارکیٹ میں بھی آ گیا لیکن
صرف یورپ کی حد تک۔ ابھی یہ ایشیا مارکیٹ نہیں پہنچا۔ البتہ اس
کے بارے میں کئی مضامین میں نے ضرور پڑھے تھے۔ یہاں جب
یہ مجھے نظر آیا تو میں نے اسے خرید لیا۔ اس کا نام ڈیٹکٹو واچ رکھا
گیا ہے اور مختصر طور پر اسے ڈی واچ کہا جاتا ہے''...... عمران نے
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
البتہ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

لائبیریا کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے ایک کمرے کو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اور یہ آفس ہارڈ ایجنسی کے سپیشل ایجنٹ ہنری کا تھا۔ جولین کی ہلاکت کے بعد وہ اپنے ہاف سیکشن کو لیبارٹری کی سیکورٹی پر چھوڑ آیا تھا اور ہاف سیکشن کو ساتھ لے کر لائبیریا آ گیا تھا۔ اس کے ساتھ چھ افراد تھے جن میں دو عورتیں تھیں اور چار مرد تھے۔ ہنری اور گیری دونوں ایک ہی سیکشن سے متعلق تھے۔ ادھیڑ عمر ہنری سیکشن سپر باس تھا جبکہ نوجوان گیری کو سیکشن والے باس کہہ کر بلاتے تھے۔ گیری چونکہ بے حد جذباتی نوجوان تھا اس لئے ہر معاملے میں وہ آگے آگے رہتا تھا جبکہ ہنری جذبات کی بجائے اپنے تجربات سے فائدہ اٹھاتا تھا۔

ہارڈ ایجنسی کے چیف گریگ نے جب ہنری کو کال کر کے جولین کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو ان دونوں کے درمیان یہ

طے پایا کہ یا تو ہنری یا گیری دونوں میں سے ایک لیبارٹری کی سیکورٹی کا کام کرتا رہے جبکہ دوسرا لائبیریا پہنچ کر وہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کی کوشش کرے۔ پہلے تو گیری نے خود جانے کی ضد کی لیکن ہنری نے اس کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا موقف تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے جذبات کام نہیں دے سکتے۔ تجربہ کام دے سکتا ہے اس لئے وہ لائبیریا جائے گا۔ آخرکار طویل بحث کے بعد یہ طے پایا کہ گیری وہیں لیبارٹری کی سیکورٹی کے لئے رہے گا جبکہ ہنری لائبیریا پہنچ کر وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے انہیں ہلاک کرے گا۔

چنانچہ ہنری سیکشن کے چھ افراد کو ساتھ لے کر لائبیریا شہر میں آ گیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے دو دو کے گروپ بنا کر ان کو ایئر پورٹ، سڑک اور سمندری راستے پر لگا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹس ان راستوں سے ہی لائبیریا میں داخل ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر زمینی راستہ جس پر سفر کرنا خاصا مشکل تھا لیکن ہنری کو معلوم تھا کہ عمران کی کامیابی کی اصل وجہ ہی یہی تھی کہ وہ آسان کی بجائے مشکل راستے استعمال کرنے کا عادی تھا اور اطالی سے کرانس پہنچنے کا راستہ چونکہ پہاڑی اور ویران ملا جلا تھا اس لئے اس سڑک پر تیز رفتاری سے کار چلانا خاصا مشکل تھا اور کسی بھی وقت تیز رفتار کار اونچی نیچی جگہ ہونے کی وجہ سے الٹ

سکتی تھی۔ پھر دونوں ملکوں کی سرحدوں پر چوکیاں موجود تھیں جہاں نہ صرف سخت چیکنگ کی جاتی تھی بلکہ وہاں مستقل طور پر میک اپ چیک کرنے کے لئے خصوصی کیمرے بھی نصب تھے۔

اس کے علاوہ ہر سیاح کے کاغذات کو باقاعدہ کمپیوٹر کے ذریعے ان کے جاری کرنے والوں کے کوائف حاصل کر کے چیک کیا جاتا تھا۔ اس طرح کوئی بھی غلط آدمی کسی طرح بھی ایک ملک سے دوسرے ملک میں داخل نہ ہو سکتا تھا اس لئے ہنری نے وہاں اپنے سیکشن کے افراد کو تعینات نہ کیا تھا بلکہ لائبیریا کے ایک مخبر گروپ کے دو افراد کو اس نے اطالی سے کرانس میں داخل ہونے والے افراد کو چیک کرنے کے لئے ہائر کیا تھا۔ انہیں صرف اتنا بتا دیا گیا تھا کہ اس گروپ جس میں چھ افراد ہوں اور ان میں چار مرد اور دو عورتیں ہوں انہیں چیک کیا جائے اور اس کی فوری رپورٹ ہنری کو دی جائے جبکہ اس نے اپنے سیکشن کے افراد کو ایئر پورٹ، بندرگاہ اور دو کو شہر کے بڑے ہوٹلوں کے گرد راؤنڈ کرنے اور چیکنگ کرنے کیلئے مامور کیا تھا۔ ان سب کے پاس میک اپ چیک کرنے والے کیمروں کے علاوہ ایسے جدید آلات بھی تھے جن سے کسی کی کافی فاصلے سے نگرانی کی جا سکتی تھی۔

ہنری اپنے آفس میں بیٹھا گروپس سے رپورٹ وصول کرتا رہتا تھا اور انہیں ہدایات دیتا رہتا تھا۔ آج اسے یہاں آئے ہوئے دوسرا دن تھا اور ابھی تک اسے کوئی ایسی رپورٹ نہیں ملی تھی جس

سے آگے بڑھا جا سکتا ہو۔ اس وقت بھی وہ آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہنری نے ہاتھ میں موجود شراب کا گلاس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ہنری بول رہا ہوں''...... ہنری نے کہا۔

''بارجر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس کے سیکشن کے ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص رپورٹ''...... ہنری نے چونک کر کہا کیونکہ بارجر اس کے سیکشن کا سینئر عہدیدار تھا۔

''باس۔ ایک نئی جیپ لائبیریا پہنچی ہے جس پر اطالی رجسٹریشن نمبر ہے''...... دوسری طرف سے بارجر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ کوئی خاص بات ہو۔

''اس میں کیا خاص بات ہے۔ اطالی سے گاڑیاں کرانس اور کرانس سے اطالی گاڑیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ تمہارا مطلب ہے کہ سرحد پر رجسٹریشن نمبر تبدیل کر دیئے جائیں''...... ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ روگ نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ اطالی سرحد کی طرف سے آتی ہوئی ایک جیپ اس نے مارک کی ہے جس میں چار مرد اور دو عورتیں سوار ہیں لیکن ان کے حلیئے بتائے ہوئے حلیوں سے یکسر مختلف تھے اس لئے اس نے صرف اپنے آپ کو چیکنگ تک محدود رکھا۔ پھر یہ جیپ لائبیریا میں داخل ہو گئی تو اس

نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے جب اسے چیک کیا تو گاڑی وہی تھی جس پر اطالی رجسٹریشن نمبر پلیٹ تھی لیکن اس میں چھ افراد کی بجائے دو آدمی سوار تھے جبکہ روگ نے پہلے چار مرد اور دو عورتوں کا بتایا تھا۔ میں نے بہرحال ان کی نگرانی جاری رکھی تو یہ جیپ گولڈن ہوٹل کی پارکنگ میں رک گئی اور وہ دونوں آدمی جیپ سے اتر کر ہوٹل میں گئے اور انہوں نے دو کمرے بک کرائے ہیں۔ کاغذات کی رو سے وہ دونوں اطالی کی سپر ٹاپ یونیورسٹی کے ریسرچ سیکشن سے متعلق ہیں اور ان کے پاس سیاحت کے بین الاقوامی کارڈز بھی موجود ہیں۔ میں نے اطالی رجسٹریشن نمبر کو بھی اطالی آفس فون کر کے اپنے ایک دوست کے ذریعے چیکنگ کرائی ہے۔ نمبر درست ہے لیکن یہ گاڑی صرف چند روز پہلے اطالی کے دارالحکومت مالان میں فروخت کی گئی ہے''...... بارجر نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری یہ بات حیرت انگیز ہے کہ روگ تمہیں چھ افراد کی رپورٹ دیتا ہے اور تمہیں دو افراد ملتے ہیں۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ دو مردوں اور دو عورتوں کا گروپ صرف جیپ میں بطور مسافر سوار ہوئے ہوں جیسا کہ یہاں عام رواج ہے اور لائبیریا پہنچ کر وہ کسی جگہ ڈراپ ہو گئے ہوں اور دوسری صورت یہ کہ وہ یہاں پہنچ کر گروپوں میں تقسیم ہو گئے ہوں لیکن اگر یہ ہمارے مطلوبہ افراد ہیں تو جلد ہی ان کے ساتھی ان سے رابطہ کریں گے۔ یہ رابطہ فون

پر بھی ہو سکتا ہے اور ذاتی بھی۔ تم ان کے فون بھی چیک کرو اور انہیں بھی''...... ہنری نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک اور انتہائی اہم بات یہ کہ تم مارگوٹ وائس چیکر کی مدد سے چوبیس گھنٹے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنتے رہو۔ اگر انہوں نے میک اپ کیا ہوا ہو گا تو یہ اکیلے ہوتے ہی لازماً پاکیشائی زبان میں بولیں گے کیونکہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ وہ خود کو محفوظ سمجھتے ہی اپنی اصلیت پر لوٹ آتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں کنفرم ہو گئے تو پھر ان کے ذریعے معاملات کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے''...... ہنری نے اپنے تجربے کو بروئے کار لاتے ہوئے بارجر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں خود ان کی نگرانی کروں گا اور اگر کوئی مشکوک بات سامنے آئی تو آپ کو رپورٹ دوں گا''...... بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ اگر یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو یہ سمجھو تم انتہائی زہریلے سانپوں سے مقابلہ کر رہے ہو''...... ہنری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کاش۔ واقعی یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں تا کہ کم از کم آگے بڑھنے کا موقع تو مل جائے''...... ہنری نے رسیور رکھ کر ایک

بار پھر شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے گھونٹ گھونٹ لیتے ہوئے شراب پینا شروع کر دی۔ اس طرح وقفے وقفے سے فون آتے رہے اور ہنری انہیں ان کی رپورٹوں کے مطابق ہدایات دیتا رہا کہ ایک بار گھنٹی بجنے پر جب اس نے رسیور اٹھایا اور اپنے بارے میں بتایا تو دوسری طرف سے بارجر کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

''یس۔ کوئی خاص بات ہوئی ہے''...... ہنری نے چونک کر پوچھا۔

''یس باس۔ ہم نے مارگوٹ وائس چیکر کا ان کے کمرے کی عقبی کھڑکی کے ذریعے استعمال کیا تو حیرت انگیز باتیں سامنے آئی ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے اور دونوں کسی ایشیائی زبان میں باتیں کر رہے تھے لیکن دو نام گفتگو کے دوران بولے گئے ہیں ایک عمران اور دوسرا صفدر''...... بارجر نے کہا تو ہنری بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہی ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں۔ کیا ان کے ساتھی آئے ہیں''...... ہنری نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ ابھی تک تو نہ انہیں کسی نے فون کیا ہے اور نہ ہی ان دونوں نے کسی کو فون کیا ہے''...... بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں''...... ہنری نے پوچھا۔

''ہم دو آدمی ہیں باس''...... بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ان دونوں کی مشینی نگرانی کرتے رہو۔ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہم پہلے ان پر ہاتھ ڈالیں گے پھر ان کے ساتھیوں کو بھی دیکھ لیں گے''...... ہنری نے کہا۔

''باس۔ آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم انتہائی آسانی سے انہیں ان کے کمرے میں بے ہوش کر کے اغوا کر کے آپ کے پاس لا سکتے ہیں''...... بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کرو گے۔ تفصیل سے بتاؤ۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں''۔ ہنری نے کہا۔

''کرنا کیا ہے باس۔ کی ہول سے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں گے اور ان دونوں کے بے ہوش ہوتے ہی اندر جا کر انہیں باہر نکال لائیں گے''...... بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ فوراً اس پر عمل کرو لیکن بالکل اس طرح جس طرح تم نے بتایا ہے۔ معمولی سا وقفہ بھی نہ دینا۔ انہیں یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی کارروائی مکمل کر کے مجھے فون کرنا۔ پھر میں وہاں پہنچ جاؤں گا اور ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیں گے''...... ہنری نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم پلک جھپکنے میں یہ ساری کارروائی مکمل کر لیں گے'' ...... بارجر نے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہاری طرف سے کال کا منتظر رہوں گا۔ وش یو گڈ لک'' ...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے بارجر کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لئے اس نے ایک بار پھر شراب پینا شروع کر دی کیونکہ اب وہ بارجر کی طرف سے آنے جانے والی کال کا شدت سے منتظر تھا۔ ہر گزرنے والے لمحہ کے ساتھ اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر نجانے کتنا وقت گزرا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہنری نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے اگر ایک لمحہ کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''یس۔ ہنری بول رہا ہوں'' ...... ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔

''بارجر بول رہا ہوں باس'' ...... دوسری طرف سے بارجر کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے'' ...... ہنری نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''وکٹری باس۔ ہم نے نہ صرف انہیں بے ہوش کیا بلکہ ہوٹل کے کمرے سے نکال کر ریڈ پوائنٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ میں وہیں سے کال کر رہا ہوں۔ اب ان سے اطمینان سے پوچھ گچھ ہو سکتی ہے''۔ بارجر نے جواب دیا۔

''کیا ہوا تفصیل سے بتاؤ'' ...... ہنری نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہم نے ویسے ہی کیا جیسے آپ نے کہا تھا۔ کی ہول سے گیس فائر کر کے ہم نے انہیں بے ہوش کر دیا۔ پھر ہوٹل کا کمرہ کھول کر ہم نے انہیں اٹھا کر کاندھوں پر لادا اور فائر ڈور سے باہر نکال کر ریڈ پوائنٹ پر پہنچ گئے'' ...... بارجر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ زبان کیسے نہیں کھولتے'' ...... ہنری نے کہا۔

''یس باس'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہنری نے رسیور رکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر عمران کے قابو آنے کا سن کر مسرت کا دریا سا بہنے لگا تھا۔

عمران اور صفدر دونوں گولڈن ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ گو انہوں نے علیحدہ علیحدہ کمرے بک کرائے تھے لیکن صفدر اس وقت عمران کے کمرے میں ہی موجود تھا۔

''عمران صاحب۔ وہ ڈی واچ کہاں ہے۔ مجھے تو دکھائیں۔ مجھے تو بڑی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس میں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک خوبصورت سی کلائی گھڑی نکالی جو ایک چھوٹے سے ڈبے میں بند تھی۔

''میں اسے آپریٹ کر دوں''...... عمران نے کہا اور پھر ڈبے سے گھڑی نکال کر اس نے اس کی سائیڈوں پر موجود نظر نہ آنے والے بٹنوں کو پریس کر دیا۔

''فیڈ عمران۔ فیڈ پاکیشیائی ایجنٹ''...... عمران نے دو تین بار یہ الفاظ کہے اور گھڑی کے ڈائل کے ایک کونے میں ایک لمحے کے

لئے سرخ رنگ کا نقطہ سا جلا اور پھر بجھ گیا۔ دو بار ایسا ہوا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اب جس کال میں عمران اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے الفاظ استعمال ہوں گے تو یہ اسے کیچ کر لے گا اور پھر وہ کال نہ صرف ہمیں سنائی دے گی بلکہ ہم کال کو ٹریس بھی کر سکیں گے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بٹن دبایا تو گھڑی میں سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''لیس باس۔ ہم نے مارگوٹ وائس چیکر کا ان کے کمرے کی عقبی کھڑکی کے ذریعے استعمال کیا اور حیرت انگیز باتیں سامنے آئی ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے اور دونوں کسی ایشیائی زبان میں باتیں کر رہے تھے لیکن دو نام گفتگو کے دوران بولے گئے ہیں۔ ایک عمران اور دوسرا صفدر''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور آخر فقرہ سن کر عمران اور صفدر بے اختیار اچھل پڑے۔

''تم سنو کہ مزید کیا باتیں ہو رہی ہیں''...... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا عقبی کمرے میں چلا گیا اور اس نے کھڑکی کھول کر دیکھا۔ کھڑکی کے ایک پٹ پر ایک چوکور ڈبہ چمٹا ہوا تھا اور اس پر ایک سفید رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ایک جھٹکا دے کر اس باکس کو کھڑکی سے ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس پر جلنے والا بلب آف ہو گیا تو عمران نے کھڑکی بند کر دی اور واپس مڑا۔ صفدر ڈی واچ تھامے خاموش بیٹھا پوری توجہ سے اس سے نکلنے والی آوازیں سن رہا تھا۔ عمران بھی دوبارہ

قریب آ کر بیٹھ گیا۔ ابھی فون پر گفتگو جاری تھی۔ جلد ہی پتہ چل گیا کہ کیا پلاننگ بنائی جا رہی ہے۔ پھر جیسے ہی فون پر رابطہ ختم ہوا تو عمران نے ڈی واچ صفدر سے واپس لے کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ نے کیا سوچا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''چلو عقبی کمرے میں۔ وہاں کی کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ پھر آسانی سے سانس روکا جا سکتا ہے۔ پھر جب یہ اندر آئیں گے تو ان کو بے ہوش کر کے یہاں سے نکالنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ان کا باس تو ان کی کال کا منتظر ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ بعد میں دیکھیں گے۔ آؤ کمرے میں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں عقبی کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے دونوں عقبی کھڑکیاں کھول دیں اور خود وہ سائیڈ پر اس طرح کھڑا ہو گیا کہ پہلے کمرے کا بیرونی دروازہ اسے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

''جب میں ہاتھ اونچا کروں تو تم نے سانس روک لینا ہے۔ وہ ہمیں باہر نہ دیکھ کر لازماً اس عقبی کمرے میں آئیں گے تب ان دونوں کو فوری بے ہوش کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے جو دروازے کی دوسری طرف کھڑا تھا، اثبات میں سر ہلا دیا۔ ویسے

جہاں وہ موجود تھا وہاں سے بیرونی دروازہ اسے نظر نہ آ سکتا تھا اس لئے عمران نے اسے اشارہ دینے کی بات کی تھی۔ عمران کی نظریں دروازے کے درمیان موجود کی ہول پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی ہول سے ہی بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کی جائے گی اور پھر جب کچھ دیر بعد اس نے کی ہول سے دھواں نکلتے دیکھا تو اس نے فوراً سانس روک کر ہاتھ اٹھا دیا تا کہ صفدر بھی سانس روک لے۔

چند لمحوں تک دھواں نکلتا رہا اور پھر غائب ہو گیا تو عمران سمجھ گیا کہ اس قدر کم مقدار میں گیس فائر کرنے کا مطلب ہے کہ یہ انتہائی زود اثر گیس ہے۔ اس کی زیادہ مقدار بے ہوش فرد کو ہلاک بھی کر سکتی ہے اس لئے اس کی بے حد کم مقدار استعمال کی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی دوسری صفت یہ بھی تھی کہ جس قدر زود اثر ہوتی ہے اس قدر جلد فضا میں حل ہو کر ختم بھی ہو جاتی ہے اور یہاں چونکہ عقبی کمرے کی دونوں عقبی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس لئے یہاں گیس کے اثرات بہت ہی کم وقت تک فضا میں رہ سکے ہوں گے۔ چنانچہ چند لمحوں بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا تو اسے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہوئی تو اس نے زیادہ زور سے سانس لیا اور پھر اس نے صفدر کو سانس لینے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے آگے بڑھ کر بیرونی کمرے میں آ گیا۔ اس کے پیچھے صفدر بھی بیرونی کمرے میں آ گیا۔ عمران نے اسے

دروازے کی سائیڈ میں رکنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہ بیرونی دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے کانوں میں ہلکی سی کلک کی آواز پڑی تو وہ سمجھ گیا کہ ماسٹر کی کی مدد سے دروازہ کھولا جا رہا ہے اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد دروازے کو دھکیل کر اندر کی طرف کھولا گیا اور یکے بعد دیگرے دو افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ عمران اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے اندر آنے والے دونوں افراد ہوا میں قلابازی کھا کر پشت کے بل دھماکے سے فرش پر جا گرے۔ عمران اور صفدر دونوں نے ان کی گردنوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں مخصوص انداز میں اٹھا کر اس طرح پھینکا تھا کہ وہ ہوا میں قلابازی کھا کر نیچے فرش پر جا گرے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر مار کر خودبخود بند ہوتے ہوئے دروازے کو فوری بند کر دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور دونوں نے جھک کر اپنے اپنے شکار کے سر اور کاندھے پر اپنے ہاتھ رکھے اور مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر ان کی گردنوں میں آ جانے والے بل نکال دیئے۔ اتنی دیر میں ہی ان کے چہرہ اس قدر بگڑ گئے تھے کہ اگر چند لمحے اور یہ بل نہ نکالے جاتے تو وہ لازماً ہلاک ہو چکے ہوتے۔ بل نکل جانے کی وجہ سے ان کے بگڑے ہوئے چہرے تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گئے۔

''اب کیا کرنا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے عمران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے ایک کو ہوش میں لانا پڑے گا تاکہ اس سے اس کے باس کا نمبر معلوم کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرے خیال میں پہلے آپ کسی رہائش گاہ کا بندوبست کریں۔ یہاں ہوٹل میں کسی بھی لمحے ویٹر اندر آ سکتا ہے اور بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ یہاں سے نہ صرف ہمیں نکلنا ہو گا بلکہ انہیں فائر ڈور سے نکال کر لے جانا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''تم پہلے جا کر جیپ کو فائر ڈور کے قریب لے آؤ۔ ہمیں واقعی فوری یہاں سے نکلنا ہو گا۔ باقی کام راستے میں بھی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے جھک کر ان کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ ایک آدمی کی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکلی جس پر نام بارجر لکھا ہوا تھا۔ ڈائری میں مختلف فون نمبرز کے ساتھ ساتھ کچھ ذاتی یادداشتیں بھی درج تھیں۔ البتہ ایک صفحے پر ایک رہائشی کالونی کا پتہ درج تھا۔ اس کے ساتھ ریڈ پوائنٹ کے الفاظ بریکٹ میں لکھے ہوئے تھے۔ اس آدمی کی جیب سے بے ہوش کرنے والی گیس فائر کرنے والا چھوٹا لیکن انتہائی جدید پسٹل بھی برآمد ہوا جسے عمران نے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائری میں درج ریڈ پوائنٹ کا پتہ دیکھا اور پھر ڈائری بھی جیب میں ڈال لی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور صفدر

اندر آ گیا۔

''آیئے عمران صاحب۔ میں نے جیپ بھی فائر ڈور کے قریب کھڑی کر دی ہے اور فائر ڈور بھی کھول دیا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں ان بے ہوش افراد کو کاندھوں پر لادے فائر ڈور تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور راستے میں کسی سے ٹکراؤ بھی نہیں ہوا۔ فائر ڈور کے قریب ہی جیپ موجود تھی۔ دونوں بے ہوش افراد کو عقبی سیٹوں کے نیچے فرش پر لٹا دیا گیا۔

''میں جیپ لے کر باہر سڑک پر جا رہا ہوں۔ تم کمرے کا دروازہ لاک کر کے آ جانا۔ جلدی''...... عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے صفدر سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر واپس فائر ڈور کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے جیپ کو موڑ کر اسے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف آگے بڑھا دیا۔ کمپاؤنڈ گیٹ کے قریب اس نے جیپ کو سائیڈ پر کر کے روک دیا اور پھر صفدر کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر وہاں پہنچ گیا تو عمران نے جیپ کو کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکالا اور ایک طرف موڑ کر اسے آگے بڑھاتا لے گیا۔

''عمران صاحب۔ اب کہاں جائیں گے''...... سائیڈ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

''ہارڈ ایجنسی کے ریڈ پوائنٹ پر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

''ہارڈ ایجنسی کا ریڈ پوائنٹ۔ کیا مطلب''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے ڈائری کے بارے میں بتا دیا۔

''ریڈ پوائنٹ کا پتہ کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''برانس کالونی کوٹھی نمبر گیارہ بی''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن یہ برانس کالونی ہے کہاں''...... صفدر نے پوچھا۔

''یہ تو معلوم کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا اور ایک بڑے بک سٹال کی سائیڈ میں اس نے جیپ روک دی۔

''سٹور سے لائبیریا کا تفصیلی نقشہ لے آؤ''...... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا جیپ سے اترا اور سٹور کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں تہہ شدہ نقشہ موجود تھا۔ عمران نے صفدر کے ہاتھ سے نقشہ لے کر کھولا اور پھر اس پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بال پوائنٹ سے نقشے پر ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔

''یہ ہے وہ جگہ جہاں اس وقت ہم موجود ہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد نقشے پر عمران نے ایک اور جگہ دائرہ لگا دیا تو صفدر سمجھ گیا کہ یہ برانس کالونی ہو گی۔

''یہ ہے برانس کالونی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سٹور سے برانس کالونی جانے والے راستوں کو مارک کیا اور پھر نقشہ تہہ

کر کے صفدر کی طرف بڑھا دیا اور دوسرے لمحے جیپ حرکت میں آ
گئی۔

''عمران صاحب۔ اگر یہ ہارڈ ایجنسی کا خصوصی پوائنٹ ہے تو
یہاں باقاعدہ حفاظتی انتظامات بھی ہوں گے اور وہاں موجود لوگ
بھی تربیت یافتہ اور الرٹ ہوں گے''..... چند لمحوں کی خاموشی کے
بعد صفدر نے کہا۔

''ان میں سے ایک کی جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس
کا پسٹل ملا ہے جس سے انتہائی زود اثر گیس فائر ہوتی ہے۔ اگر ہم
ڈی واچ سے فون کال نہ سن چکے ہوتے لازماً ایک لمحے میں بے
ہوش ہو چکے ہوتے۔ اب یہ گیس پسٹل ہی استعمال ہوگا اور پھر ہم
بغیر کسی رکاوٹ کے اندر داخل ہو سکیں گے''..... عمران نے کہا تو
صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر کمال حسین لیبارٹری سے ملحقہ رہائشی کمروں میں سے اپنے
لئے ریزرو کمرے میں کرسی پر بیٹھا سامنے موجود ٹیلی ویژن آن
ئے بڑی توجہ سے دیکھنے میں مصروف تھا۔ ٹی وی دیکھنا اس کی
ندیدہ ہابی تھی اور وہ فطرتاً حسن پرست تھا اس لئے انتہائی سخت
ائنسی کام کرنے کے بعد وہ کئی کئی گھنٹوں تک ٹی وی پر چلنے
الے رومانٹک ڈرامے اور شوز بڑی دلچسپی سے دیکھتا رہتا تھا۔ اس
رح نہ صرف اس کی حسن پرستی کو تسکین ملتی تھی بلکہ ذہن پر چھایا
وا بوجھ بھی ختم ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کام کے بعد جبکہ دوسرے
ائنس دان ایک دوسرے سے مل کر گپ شپ میں مصروف رہتے
وا اپنے کمرے میں ٹی وی دیکھنے میں مصروف رہتا تھا۔

اس لیبارٹری میں شفٹ ہونے کے بعد گو اس پر پہلے پہلے
بارٹری سے باہر جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی اور وہ اپنی مرضی سے

شہر آتا جاتا رہتا تھا لیکن اب ایک بار پھر لیبارٹری سے باہر جانا منع
کر دیا گیا تھا۔ اب وہ ہفتے میں ایک دن باہر جا سکتا تھا اور وہ بھی
انتہائی سخت سیکورٹی میں کیونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس اسے واپس لے جانے کے لئے کسی بھی لمحے لیبارٹری پر حملہ
کر سکتی ہے۔ گو اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ کرانس کی سرکاری ایجنسیز
ان کے مقابلے پر کام کر رہی ہے اور انہیں جلد ہی ٹریس کر کے
ہلاک کر دیا جائے گا لیکن تب تک ان پر لیبارٹری سے باہر بار بار
جانے اور اکیلے جانے پر پابندی لگا دی گئی تھی اس لئے اب ڈاکٹر
کمال حسین زیادہ وقت ٹی وی دیکھنے میں ہی صرف کرتا تھا۔ اس
وقت بھی ٹی وی پر ایک رومانٹک ڈرامہ چل رہا تھا اور ڈاکٹر کمال
حسین اس ڈرامے میں اپنی رومانس پسند فطرت کی وجہ سے گہری
دلچسپی لے رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر
کمال حسین بے اختیار چونک پڑا۔

''یس۔ کم ان''...... ڈاکٹر کمال حسین نے اونچی آواز میں کہا۔
دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت جس نے جینز کی پینٹ اور سرخ
رنگ کی ہاف بازو کی شرٹ پہن رکھی تھی اندر داخل ہوئی۔ سرخ
رنگ کی شرٹ پر زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے
تھے اس لئے شرٹ بڑی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔

''ہائے ڈاکٹر''...... آنے والی نے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر کمال
حسین بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں آنے والی پر

طرح جمی ہوئی تھیں جیسے مقناطیس سے لوہا چپک جاتا ہے۔

''آپ۔ آپ تو''...... ڈاکٹر کمال حسین نے لڑکھڑاتے ہوئے
لہجے میں کہا لیکن وہ فقرہ مکمل نہ کر سکا۔

''میرا نام ڈاکٹر سموئیل ہے لیکن مجھے ڈاکٹر سائل کہا جاتا ہے۔
آپ بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی''۔ نوجوان
عورت نے بڑے رومانٹک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور قریب
آ کر اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تو ڈاکٹر کمال حسین
نے اس طرح دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھام لیا جیسے وہ کوئی
انتہائی قیمتی شے ہو اور نیچے گر کر ٹوٹ جانے کا خطرہ ہو۔ اس کا چہرہ
گلاب کے تازہ پھول سے بھی زیادہ کھل اٹھا تھا۔ آنکھوں میں تیز
چمک ابھر آئی تھی۔

''بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ آپ۔ آپ تو''...... ڈاکٹر کمال حسین نے
پر نہ صرف بوکھلاہٹ طاری تھی بلکہ اس میں ڈاکٹر سائل کی بے
تکلفانہ اداؤں کی وجہ سے مزید اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

''ڈاکٹر کمال۔ میں آج ہی اس لیبارٹری میں پہنچی ہوں۔ اب
میں آپ کے ساتھ مل کر کام کروں گی۔ آج تو میں ڈاکٹر فلپ کے
آفس میں بیٹھ کر اس لیبارٹری میں ہونے والے سائنسی ٹاسک کے
بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی ہوں۔ وہاں ڈاکٹر فلپ نے
آپ کا ذکر کیا۔ مجھے بچپن سے ہی ایشیا اور ایشیائی لوگ بے حد
پسند ہیں۔ آپ کی فائل دیکھی۔ آپ کی یہاں اہمیت اور قابلیت کو

جان کر آپ کی اہمیت میرے دل میں مزید بڑھ گئی اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے ایک غیر رسمی ملاقات ہو جائے''...... ڈاکٹر سائل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر سائل کے منہ سے اپنی تعریفیں سن کر ڈاکٹر کمال کی حالت اور زیادہ غیر ہونا شروع ہو گئی۔

''آپ کا شکریہ۔ بے حد شکریہ۔ آپ کو دیکھ کر مجھے یوں لگا جیسے حسن کی دیوی آ گئی ہو''...... ڈاکٹر کمال نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس تعریف کا شکریہ۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اندر حسن کو شناخت کرنے والی آنکھ موجود ہے۔ ویسے آپ جیسے وجیہہ انسان کو دیکھ کر میں بے حد متاثر ہوئی ہوں لیکن آپ شاید تنہائی پسند ہیں کہ علیحدہ کمرے میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے ہیں''۔ ڈاکٹر سائل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے ٹی وی ڈرامے بے حد پسند ہیں۔ میں وہی دیکھتا رہتا ہوں''...... ڈاکٹر کمال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسے ڈرامے۔ رومانٹک یا غیر رومانٹک''...... ڈاکٹر سائل نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''رومانٹک۔ مجھے بچپن سے ہی رومانس پسند ہے''...... ڈاکٹر کمال نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو آپ بھی میری طرح رومانس پسند ہیں۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ باہر سے جس قدر وجیہہ اور

جاذب نظر ہیں اتنے ہی اندر سے بھی خوبصورت ہیں۔ پھر تو آپ میرے آئیڈیل ہیں آئیڈیل''...... ڈاکٹر سائل نے مزید کھلتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کمال کا ذہن جیسے خوشبوؤں میں ڈوب سا گیا۔

''آپ خود بھی تو کسی سے کم نہیں ہیں ڈاکٹر سائل۔ آپ کو دیکھ کر آج مجھے احساس ہوا ہے کہ میرا آئیڈیل اگر وجود میں آ جائے تو کیسا نظر آئے۔ بالکل آپ کی طرح''...... ڈاکٹر کمال نے اس بار بڑے رومانٹک لہجے میں کہا اور اٹھ کر ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس نکال کر اس نے مڑ کر اپنی کرسیوں کے سامنے موجود میز پر رکھے اور پھر واپس جا کر اس نے الماری بند کر دی۔ پھر واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے دونوں گلاس آدھے آدھے شراب سے بھرے اور پھر ایک گلاس اٹھا کر ڈاکٹر سائل کے سامنے رکھ دیا۔ بوتل بند کر کے اس نے دوسرا گلاس اٹھا لیا۔

''آپ کی اس خوبصورت ملاقات کے نام''...... ڈاکٹر کمال نے کہا اور گلاس کو ڈاکٹر سائل کے گلاس سے ٹکرا دیا۔

''آج کے بعد میرے دل میں اپنے آئیڈیل کو پانے کی حسرت نہیں رہے گی''...... ڈاکٹر سائل نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا اور گھونٹ بھر لیا۔

''یہی حالت میرے دل کی بھی ہے سائل''...... ڈاکٹر کمال اب

اس قدر بے تکلف ہو گیا کہ اس کے نام کے ساتھ ڈاکٹر کہنے کا تکلف بھی ختم کر دیا۔

''اگر آپ کو واپس پاکیشیا جانے کا کہہ دیا جائے تو کیا آپ واقعی چلے جائیں گے''...... شراب پیتے ہوئے اچانک ڈاکٹر سائل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہرگز نہیں۔ پہلے تو شاید چلا جاتا لیکن اب تم سے ملاقات کے بعد ہرگز نہیں جاؤں گا لیکن اگر تم یہاں سے چلی گئی تو پھر میں بھی یہاں نہیں رہوں گا''...... ڈاکٹر کمال نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

''بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں تو اب تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ جہاں بھی رہیں گے اکٹھے ہی رہیں گے۔ اگر تم اجازت دو تو''۔ ڈاکٹر سائل نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کہا۔

''میں بھی حلف دیتا ہوں کہ تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ ہم اکٹھے رہیں گے۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے''...... ڈاکٹر کمال کی حالت مسرت کی شدت سے دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر سائل کے مکمل وجود کو شراب میں ڈال کر پی جائے۔

''تو میں ڈاکٹر فلپ کو کہہ دوں کہ ہم اب اکٹھے رہیں گے''...... ڈاکٹر سائل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی میز پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

''ہاں۔ ضرور۔ ضرور''...... ڈاکٹر کمال نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے موجود ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ٹی وی آف کر دیا۔ ڈاکٹر سائل نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

''یس''...... ڈاکٹر فلپ کی سنجیدہ اور بارعب سی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر سائل بول رہی ہوں سر''...... ڈاکٹر سائل نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میں اس وقت ڈاکٹر کمال کے کمرے میں ہوں اور وہیں سے کال کر رہی ہوں۔ ڈاکٹر کمال تو میرے آئیڈیل ہیں اور ان کی آئیڈیل میں ہوں۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اکٹھے رہیں گے اور ڈاکٹر کمال نے حلف دیا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے اس لئے اب آپ قطعی بے فکر ہو جائیں کہ جب تک پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ ختم نہیں ہو جاتا اس وقت تک ڈاکٹر کمال لیبارٹری سے باہر نہیں جائیں گے''...... ڈاکٹر سائل نے ڈاکٹر کمال کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر کمال نے اس طرح سے سر ہلانا شروع کر دیا جیسے بچے کسی پسندیدہ کھلونا ملنے کی بات پر زور و شور سے تائید کرتے ہیں۔

''اوکے۔ میں فیملی پورشن کی صفائی کروا دیتا ہوں۔ تم دونوں

اس میں شفٹ ہو جاؤ''...... ڈاکٹر فلپ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے ڈاکٹر فلپ''...... ڈاکٹر سائل نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''فیملی پورشن تو شادی شدہ جوڑوں کے لئے خصوصی طور پر بنائے گئے ہیں۔ تو کیا ہم شادی کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر کمال نے بڑے امید افزاء لہجے میں کہا۔

''شادی بھی کر لیں گے ڈیئر۔ ابھی دوستی تو نبھائیں۔ ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد شادی بھی ہو جائے گی اور مجھے تو اس شادی پر سب سے زیادہ خوشی ہو گی لیکن ابھی نہیں۔ ابھی دوستی۔ خوبصورت دوستی''...... ڈاکٹر سائل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم چاہو۔ بس تم خوش رہو''...... ڈاکٹر کمال نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سائل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر گلاس اٹھا کر اس میں موجود آخری قطرے بھی حلق میں انڈیل لئے اور پھر اس نے جیسے ہی گلاس رکھا ڈاکٹر کمال نے فوراً دوبارہ گلاس میں شراب انڈیل دی۔

''ارے آج زیادہ نہیں کیونکہ آج تو ہم نے اکٹھے نہیں رہنا۔ اس طرح ساری رات خواب دیکھتے ہی گزر جائے گی''...... ڈاکٹر سائل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گلاس بھی اٹھا لیا۔

''کیا ڈاکٹر فلپ کا خیال تھا کہ میں واپس چلا جاؤں گا جو اس

نے تمہیں کہا ہے''...... ڈاکٹر کمال نے اچانک کہا تو ڈاکٹر سائل بے اختیار ہنس پڑی۔

''جس قدر اہمیت تمہیں کرانس میں دی جا رہی ہے اس قدر اور کسی کو نہیں دی جا رہی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ منڈلا رہا ہے اور ڈاکٹر فلپ کو خدشہ ہے کہ تم باہر جانے کی ضد کرو گے تو سیکورٹی بھی شاید تمہیں نہ روک سکے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ تم پر پابندی بھی نہ لگائی جائے اور جب تک خطرہ دور نہ ہو تم ازخود لیبارٹری سے باہر نہ جاؤ۔ میں نے فائل میں تمہاری تصویر دیکھی تو تم مجھے پسند آ گئے اس لئے میں نے چیلنج قبول کر لیا اور مجھے خوشی ہے کہ میں اس چیلنج میں جیت چکی ہوں۔ نہ صرف کرانس کو اعلیٰ پائے کا سائنس دان مل گیا ہے بلکہ سموئیل کو حقیقی سائل بھی مل گئی''۔ ڈاکٹر سائل نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ بڑے جذباتی لہجے میں بولتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کمال کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ بادلوں میں اڑتا پھر رہا ہو۔

''پہلے تو شاید ایسی بات ہو سکتی تھی لیکن اب تو ایسی کوئی سوچ بھی پیدا نہیں ہو سکتی کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں۔ اب تو ایسا سوچنا بھی ناممکن ہے''...... ڈاکٹر کمال نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سائل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ تاثرات نمایاں تھے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کوئی بہت بڑی فتح حاصل کر لی ہو۔

ہنری کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے اپنا دل خوشی سے بھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے پر لگ جائیں اور وہ اڑتا ہوا ریڈ پوائنٹ پر پہنچ جائے جہاں عمران جیسا ایجنٹ بے ہوش ہو کر بے دست و پا پڑا ہوا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ پوائنٹ پر جدید ترین میک اپ واشر موجود ہے جس کی مدد سے وہ عمران کا میک اپ آسانی سے واش کر سکتا ہے اور پھر اس کے ذریعے اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان سب کا خاتمہ کر دے گا اور نتیجہ یہ کہ پوری دنیا میں ہنری کا نام ہو جائے گا کیونکہ پوری دنیا کی تنظیمیں اور ایجنسیاں سب عمران کو ناقابل تسخیر سمجھتی تھیں اور آج یہ عمران اس کے ہاتھوں لاش میں تبدیل ہو جائے گا۔

یہ سب سوچتے ہوئے ہنری کار دوڑائے آگے بڑھا چلا جا رہا

تھا اور پھر جب اس کی کار اس رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی جس کی ایک کوٹھی میں ریڈ پوائنٹ بنا ہوا تھا تو اس نے کار کی رفتار کم کر دی لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک خدشے نے سر اٹھایا تو وہ نہ صرف چونک پڑا بلکہ اس نے کار کی رفتار مزید آہستہ کر دی اور وہ خدشہ یہ تھا کہ اگر عمران نے کسی طرح ہوش میں آ کر سچوئیشن بدل دی ہو جیسا کہ اس کے بارے میں مشہور تھا تو ایسی صورت میں وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ان کی جھولی میں جا گرے گا۔ چنانچہ اس خدشہ کے سر ابھارتے ہی اس نے کار کا رخ موڑا اور اسے ایک پبلک پارکنگ میں لے جا کر روک دیا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے سیل فون نکالا اور ریڈ پوائنٹ کا نمبر پریس کر کے اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔ وہ چاہتا تو سیل فون پر بارجر کا نمبر بھی پریس کر سکتا تھا لیکن وہ چاہتا تھا کہ چیک کر سکے کہ بارجر کے ریڈ پوائنٹ کا فون اوکے ہے یا نہیں۔ چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

”یس۔ بارجر بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے بارجر کی آواز سنائی دی تو ہنری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

”ہنری بول رہا ہوں۔ کیا پوزیشن ہے عمران اور اس کے ساتھی کی“...... ہنری نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”دونوں بے ہوش پڑے ہیں باس اور آپ کا انتظار ہو رہا ہے“۔

دوسری طرف سے بارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں پہنچ رہا ہوں''...... ہنری نے جواب دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہنری نے فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا اور کار سٹارٹ کر کے اس نے پارکنگ سے باہر نکالی اور اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا جسے ریڈ پوائنٹ کے طور پر بنایا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک آٹومیٹک انداز میں کھل گیا تو ہنری نے کار موڑی اور اسے اندر پورچ میں لے گیا جہاں ایک بڑی سی جیپ کھڑی تھی جس پر اطالی کی مخصوص نمبر پلیٹ موجود تھی۔

''اوہ۔ تو عمران کی جیپ بھی ان کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ گڈ''...... ہنری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار روک کر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر آ کر اس نے کار کا دروازہ لاک کیا اور ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھ کر وہ پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے گارڈ روم کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ بڑا پھاٹک گارڈ روم سے ہی آپریٹ کیا جاتا تھا اس لئے لازماً گارڈ روم کے اندر گارڈ موجود ہو گا۔ ویسے پھاٹک اب بند ہو چکا تھا۔ اسی لمحے ہنری نے ایک اجنبی آدمی کو گارڈ روم سے نکل کر سیڑھیاں اترتے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ آدمی ہر لحاظ سے اجنبی تھا۔ اس نے اسے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا جبکہ ریڈ پوائنٹ پر وہ اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔

یہاں مارکر نام کا ایک آدمی طویل عرصہ سے بطور گارڈ کام کرتا تھا لیکن یہ شخص بہرحال مارکر نہیں تھا اور نہ ہی اس کا انداز ملازموں یا گارڈ جیسا تھا اور نہ ہی اس کے جسم پر گارڈز جیسی یونیفارم تھی۔ ہنری کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں گیا اور دوسرے لمحے اس نے مشین پسٹل نکال لیا۔ وہ آدمی سیڑھیاں اتر کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں مڑ کر پورچ کی طرف آنے لگا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

''آیئے باس۔ بارجر آپ کا اندر انتظار کر رہے ہیں''...... اس آدمی نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔ رک جاؤ''...... ہنری نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ تو وہ آدمی وہیں رک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا ہوا باس۔ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی ہے''...... اس آدمی نے رکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کرانس کی زبان بول رہا تھا۔

''تم کون ہو۔ وہ گارڈ مارکر کہاں ہے''...... ہنری نے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ سوری۔ مجھے اپنا تعارف کرنا چاہئے تھا۔ میرا نام مارشل ہے اور میں بارجر کا ماتحت ہوں۔ گارڈ مارکر کو باس نے بازار بھیجا ہوا ہے اس لئے اس کی ڈیوٹی یہاں میں سرانجام دے رہا ہوں''۔

مارشل نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
''چلو عمارت کی طرف۔ آگے چلو اور سنو۔ اگر تم نے کوئی بھی غلط حرکت کی تو میں ایک لمحہ ہچکچائے بغیر تمہیں گولی مار دوں گا''۔ ہنری نے چیختے ہوئے کہا۔
''یس باس''...... مارشل نے جواب دیا اور مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا جبکہ ہنری بڑے محتاط انداز میں اس کے پیچھے چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔
''برآمدے میں رک جاؤ''...... ہنری نے چیخ کر کہا کیونکہ فاصلہ زیادہ ہو گیا تھا اور اسے خطرہ تھا کہ یہ آدمی اچانک کوئی اوٹ نہ لے لیکن وہ آدمی فوراً ہی رک گیا۔
''چلو''...... ہنری نے اس آدمی کے عقب میں پہنچتے ہوئے کہا۔
''یس باس''...... مارشل نے کہا اور آگے بڑھنے لگا لیکن جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح ہنری نے مارشل کو گھومتے دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس کی کنپٹی پر اس قدر خوفناک ضرب لگی کہ اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی طرح یکلخت بند ہو گیا۔ پھر جس طرح تاریک بادلوں میں بجلی کی رو چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن پر بھی روشنی کی لکیر نمودار ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس نے آنکھیں کھولیں تو اسے سر میں شدید درد محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری انداز میں اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم صرف

کسمسا کر رہ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی پر جم گئیں۔ وہ یورپی آدمی تھا لیکن اس کے چہرے پر گہرا اطمینان طاری تھا اور وہ خاموش بیٹھا بس اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہنری نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور دوسرے لمحے اسے ایک طرف پڑا ہوا بارجر نظر آ گیا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ یا تو وہ ہلاک ہو چکا تھا یا بے ہوش تھا۔
''تمہارا نام ہنری ہے اور تم ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ ہو''۔ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ لیکن تم کون ہو''...... ہنری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
''تو تم ابھی تک مجھے نہیں پہچان سکے۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں۔ میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا تو ہنری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
''تم تو گیس سے بے ہوش پڑے تھے۔ تمہیں کیسے ہوش آ گیا کہ تم نے بارجر کو بھی ہلاک کر دیا''...... ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے اسے اس سوال کا جواب بہت کچھ سوچنے کے باوجود نہ مل سکا تھا۔
''میں اور میرا ساتھی ہم دونوں سرے سے بے ہوش ہی نہیں ہوئے تھے۔ اس کی وجہ میں تمہیں بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور

پھر اس نے ڈی واچ پر بارجر اور ہنری کے درمیان ہونے والی فون کال سننے اور تمام پلاننگ سے آگاہ ہونے کے بعد عقبی کمرے کی کھڑکیاں کھولنے، سانس روکنے اور پھر بارجر اور اس کے ساتھی کے کمرے میں داخل ہوتے ہی بے ہوش کر دینے اور پھر انہیں اٹھا کر فائر ڈور کے ذریعے باہر لانے کی تمام تفصیل بتا دی۔ اس کے بعد ہم یہاں پہنچ گئے۔ بارجر کو ہوش میں لا کر اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی اور اس کے بعد بارجر کو ہلاک کر کے میں نے تمہیں کال کیا اور بارجر کی آواز اور لہجے میں بات کی اور تم خود ہی یہاں آنے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ ہم یہاں تمہارے استقبال کے لئے تیار ہو گئے۔ یہاں کے گارڈ کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور بارجر کے ساتھی کو بھی۔ ان دونوں کی لاشیں دوسرے کمرے میں پڑی ہیں۔ تم نے یہاں پہنچ کر کنفرمیشن کے لئے جو فون کیا تھا وہ بھی میں نے بارجر کی آواز اور لہجے میں اٹنڈ کیا تھا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں لیبارٹری کے بارے میں اور اس کے محل وقوع کے بارے میں بتاؤں گا تو یہ بات ذہن سے نکال دو کیونکہ ہم جیسے ایجنٹ مر تو سکتے ہیں لیکن اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتے''...... ہنری نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ میں خود بھی ایسا

نہیں کر سکتا۔ جہاں تک لیبارٹری یا اس کے محل وقوع کا تعلق ہے تو وہ مجھے پہلے سے ہی معلوم ہے۔ میں نے پاکیشیا سے روانگی سے قبل تمام معلومات اکٹھی کر لی تھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس وقت پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال لائبیریا کی ماؤنٹ لیبارٹری میں موجود ہے اور یہ لیبارٹری ماؤنٹ پلیئر کہلاتی ہے۔ لائبیریا کے شمال میں ایئر فورس کا اڈا ہے اور فوجی چھاؤنی ہے اور اس فوجی چھاؤنی کے آخری گیٹ کے قریب سے اس ماؤنٹ لیبارٹری کا راستہ جاتا ہے جو ایک وادی میں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں لیبارٹری کی سیکورٹی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ بارجر مجھے بتا چکا ہے کہ پہلے تم اور تمہارا ساتھی گیری دونوں وہاں سیکورٹی انچارج تھے لیکن جولین کی ہلاکت کے بعد تم میرے خلاف کام کرنے کے لئے وہاں سے آ گئے جبکہ گیری اب بھی وہیں موجود ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ہنری کا ذہن حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گیا۔

''پھر تم بتاؤ کہ مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... ہنری نے کہا۔

''ہمیں تمہاری ہارڈ ایجنسی یا لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم صرف اپنا سائنس دان چاہتے ہیں جسے تم اور گیری پاکیشیا سے اغوا کر لائے تھے۔ وہ ہمیں واپس کر دو تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں غلط اطلاع دی گئی ہے کہ ہم ڈاکٹر کمال کو اغوا کر کے

لائے ہیں۔ وہ باقاعدہ پیکیج لے کر اپنی مرضی سے کرانس آئے
ہیں''...... ہنری نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ میری ان سے بات کرا دو۔ اگر وہ نہیں چا
چاہتے تو ہم واپس چلے جائیں گے''...... عمران نے کہا۔
''میرا تو ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے''...... ہنری نے جواب دیا۔
''تمہارے چیف گریگ کا تو ہو گا۔ تم گریگ سے کہو''۔ عمران
نے کہا۔
''سوری۔ میں چیف کو تو نہیں بتا سکتا کہ مجھے اس طرح مجبور کر
دیا گیا ہے''...... ہنری نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
''تم نے اب تک گانٹھ کھولنے کی پوری کوشش کر لی ہے۔ میں
تمہارے بازوؤں کی حرکت کو بخوبی دیکھ رہا ہوں لیکن تم ناکام رہے
ہو اور ناکام ہی رہو گے۔ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے تو
یہاں تمہاری موت کس طرح ہو سکتی ہے تم اس کا تصور اچھی طرح
کر سکتے ہو۔ تم چاہو تو اپنی جان بچا سکتے ہو ورنہ تم بھوک پیاس
سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر یہاں مر جاؤ گے۔ فیصلہ تم نے کرنا ہے۔
میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے ابھی تمہارے ساتھی گیری
اور اس کے آدمیوں کے ساتھ الجھنا پڑے گا۔ پھر ڈاکٹر کمال بھی
واپس جائے گا اور تمہاری لیبارٹری بھی تباہ ہو گی اور تمہارے ٹاپ
سائنس دان بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ پہلے ہارڈ ایجنسی کی ٹاپ
ایجنٹ جولین ہلاک ہوئی ہے اب تم ہو گے اور پھر تمہارے بعد

گیری اور مجھے معلوم ہے کہ تم تینوں ہارڈ ایجنسی کی ریڑھ کی ہڈی
ہو۔ تمہارے بغیر ہارڈ ایجنسی ہارڈ نہیں بلکہ فوم سے بھی زیادہ نرم اور
سافٹ ہو جائے گی اور ہارڈ کی بجائے سافٹ ایجنسی۔ بولو۔ قبول
ہے تمہیں اپنی ایجنسی کے لئے یہ نام''...... عمران نے کہا تو ہنری کا
ذہن بے اختیار گھومنے لگا۔ اس نے اب تک واقعی گانٹھ کھولنے کی
بے حد کوشش کی تھی لیکن یہ گانٹھ اس انداز میں ڈالی گئی تھی کہ
باوجود پوری کوشش کے وہ اسے کھول ہی نہ سکا تھا اور بغیر اسے
کھولے وہ کسی صورت بھی مزید جدوجہد نہیں کر سکتا تھا اور پھر
اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔
''ٹھیک ہے۔ میری چیف سے بات کراؤ''...... ہنری نے کہا تو
سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
''تم جس خیال پر چونکے ہو وہ میں تمہیں پہلے بتا دوں کہ تم
گریگ کو اپنے مخصوص کوڈ میں اشارہ دے دو گے اور وہ ٹیم یہاں
بھجوا کر ہمیں ہلاک کرا دے گا اور تم رہا ہو جاؤ گے۔ تم یہ بات
ذہن سے نکال دو کیونکہ ایسے کوڈ اشاروں سے ہم بھی اتنے ہی
واقف ہیں جتنے تم ہو۔ میرا تمہارے ساتھ نرم رویہ اس لئے ہے کہ
تم بھی میری طرح ایجنٹ ہو۔ تم اپنے ملک کے لئے کام کر رہے
ہو جبکہ ہم اپنے ملک کے لئے لیکن تم نے فاؤل کھیلا تو پھر معاملات
یکسر پلٹ بھی سکتے ہیں اور ہاں۔ یہ بھی سن لو کہ مجھے تمہارے
چیف کا نمبر بھی معلوم ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے رسیور اٹھا کر خود ہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ہنری کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے جسے ہر بات کا پہلے سے علم ہوتا ہے۔ عمران نے شاید آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کیونکہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس ہیڈکوارٹر''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور ہنری سمجھ گیا کہ چیف کی فون سیکرٹری بول رہی ہے۔

''میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا بول رہا ہوں۔ چیف گریگ سے بات کراؤ ورنہ چیف کے دو بہترین سپر ایجنٹ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے''...... عمران نے کہا تو ہنری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ گریگ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''آپ ہارڈ ایجنسی کے چیف ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی ایجنسی کی ہارڈنس تین سپیشل ایجنٹوں کے سر پر ہے۔ ان میں سے ایک ایجنٹ جولین تو ہلاک ہو چکی ہے۔ باقی ہنری اور گیری رہ گئے ہیں۔ ہنری اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔ میں اس کی بات آپ سے ابھی کراتا ہوں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی ہارڈ ایجنسی، لیبارٹری اور اپنے سائنس دانوں کو بچانے کے لئے

ہمارے سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو واپس کر دیں ورنہ دوسری صورت میں نہ آپ کی ایجنسی ہارڈ رہے گی نہ ماؤنٹ لیبارٹری اور نہ ہی وہاں موجود سائنس دان جبکہ اپنے سائنس دان کو تو ہم ہر صورت میں واپس لے جائیں گے''...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''مسٹر عمران۔ ایک بات اپنے ذہن سے نکال دو کہ ڈاکٹر کمال حسین کو ہم زبردستی لے آئے ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے آئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ تیسری بات یہ کہ میرے پاس ان کا فون نمبر بھی نہیں ہے''...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کا ایجنٹ گیری وہاں سیکورٹی پر موجود ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے پاس ان کا نمبر نہیں ہے۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ اپنی ایجنسی، لیبارٹری اور سائنس دانوں کو بچانا چاہتے ہیں تو پاکیشیائی سائنس دان کو یہاں پاکیشیائی سفارت خانے پہنچا دیں ورنہ پھر آپ پاکیشیا سے کوئی شکایت نہیں کر سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ میری بات پر یقین کرو۔ ایک منٹ ٹھہرو میں فون نمبر معلوم کر کے آپ کی [illegible] کرانے کی کوشش کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن عمران اس کے لہجے سے سمجھ گیا کہ وہ اب صرف وقت لینے کے چکر میں ہے۔ یقیناً وہ

گا اس لئے عمران نے کچھ کہے بغیر رسیور
س نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔
نف کو تمہاری زندگی سے کوئی دلچسپی
ئنس دان اغوا کیا ہے اس لئے
سرد لہجے میں کہا۔
نے التجا بھرے لہجے میں
ں محسوس ہوا جیسے گرم
اس کے ساتھ ہی
اس کا سانس

ہارڈ ایجنسی کا چیف ایک منٹ، ایک منٹ میری بات سنو ہی کہتا
رہ گیا لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو گریگ نے ہونٹ
چباتے ہوئے رسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ اسے عمران نے فون کر
کے دھمکیاں دی تھیں کہ ہنری اس کے سامنے موجود ہے جبکہ جولین
کو پہلے ہی وہ ہلاک کر چکا ہے۔ اگر اسے پاکیشیائی سائنس دان
واپس نہ کیا گیا تو وہ ہارڈ ایجنسی کے باقی ماندہ سپیشل ایجنٹس،
لیبارٹری اور وہاں موجود سب سائنس دانوں کو ہلاک کر دے گا۔
گریگ نے اس سے بات چیت کرتے ہوئے وقت لینے کی کوشش
کی تھی کیونکہ وہ فون سیکرٹری کو سگنل کر چکا تھا کہ وہ اس جگہ کے
بارے میں معلوم کرے جہاں سے عمران فون کر رہا ہے تاکہ اسے
باتوں میں لگا کر اس پر ریڈ کر دیا جائے لیکن عمران شاید گریگ کی
توقع سے بھی زیادہ ہوشیار ثابت ہوا تھا کہ اس نے فوری رابطہ ختم

کر دیا۔ اسے ہنری کے بارے میں بے حد پریشانی تھی۔ گو اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ہنری جیسا انتہائی منجھا ہوا اور ہوشیار ایجنٹ اس طرح بے بس ہو کر عمران کے قابو میں آ سکتا ہے لیکن بہرحال وہ اس بارے میں یقین دہانی چاہتا تھا۔ اس نے سوچا کہ ہنری کے آفس فون کرے لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گریگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گریگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''چیف۔ یہ عمران ریڈ پوائنٹ کے فون سے کال کر رہا تھا۔ یہ نمبر ہمارے پاس موجود ہے''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ریڈ پوائنٹ۔ کیا مطلب۔ یہ ریڈ پوائنٹ تو ہارڈ ایجنسی کا پوائنٹ ہے''...... گریگ نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا چیف۔ اس لئے تو ہمیں یہ نمبر دیا گیا ہے''۔ فون سیکرٹری نے جواب دیا۔

''ہنری کے آفس فون کرو اور اگر وہاں ہنری موجود ہو تو میری اس سے بات کراؤ۔ اگر موجود نہ ہو تو ہنری کے بعد وہاں جو انچارج ہو اس سے میری بات کراؤ۔ جلدی''...... گریگ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''یس''...... گریگ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہنری آفس میں موجود نہیں ہے۔ ان کے آفس انچارج ولیم

سے بات کریں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... گریگ نے کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں چیف۔ جناب ہنری آفس سے ان کا اسسٹنٹ۔ حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہنری کہاں گیا ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''وہ یہاں سے ریڈ پوائنٹ پر جانے کا کہہ کر گئے ہیں۔ کافی دیر ہو گئی ہے لیکن نہ وہ واپس آئے ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی فون آیا ہے''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے وہاں فون کیا ہے''...... گریگ نے پوچھا۔

''یس سر۔ دس منٹ پہلے کیا تھا لیکن کوئی فون اٹنڈ ہی نہیں کر رہا اس لئے خاموش ہو گیا''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم خود فوراً وہاں پہنچو اور وہاں جو صورت حال بھی ہو وہاں سے فون پر مجھے بتاؤ۔ فوراً جاؤ بغیر ایک لمحہ ضائع کئے۔ سنا تم نے''۔ گریگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے رسیور رکھ دیا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھایا اور پہلے فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے بٹن

کو پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے اچانک وہ نمبر یاد آ گیا تھا جو اسے خود ڈاکٹر فلپ نے دیا تھا۔

''یس۔ ماؤنٹ لیبارٹری''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں ہارڈ ایجنسی کا چیف گریگ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر فلپ سے بات کرائیں''...... گریگ نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس۔ ڈاکٹر فلپ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں ہلکی سی کپکپاہٹ بتا رہی تھی کہ ڈاکٹر فلپ خاصا عمر رسیدہ آدمی ہے۔

''ڈاکٹر فلپ۔ چیف آف ہارڈ ایجنسی گریگ بول رہا ہوں''۔ گریگ نے کہا۔

''فرمایئے۔ کیسے یاد کیا ہے''...... ڈاکٹر فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے سائنس دان ڈاکٹر کمال کو واپس لے جانے کے لئے یہاں پہنچ چکی ہے اور اس کے تیز ایکشن کی وجہ سے ہارڈ ایجنسی کو خاصا نقصان پہنچ رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹر کمال ان کے ساتھ واپس جانے کے لئے خود ہی تیار ہو

ئے''...... گریگ نے گول مول انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر کمال کا میں نے ایسا بندوبست کر دیا ہے کہ وہ اب کسی ورت بھی واپس جانے کا نام نہیں لے گا''...... دوسری طرف سے تے ہوئے کہا گیا تو گریگ بے اختیار چونک پڑا۔

''وہ کیسے۔ کیا مطلب''...... گریگ نے حیرت بھرے لہجے میں ہا۔

''ڈاکٹر کمال یہاں بیزار سا ہونے لگا تھا۔ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہ ڈاکٹر کمال کہیں فرار ہونے کی کوشش کرتے ہوئے سیکورٹی کے فوں ہلاک نہ ہو جائے اس لئے میں نے اس کی فطرت کا تجزیہ یا۔ وہ رومانس پسند آدمی ہے۔ میں نے اس سے اس معاملے پر لکس کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ اگر کوئی خوبصورت اور نوجوان ورت کو ڈاکٹر کمال کے ساتھ جوڑ دیا جائے تو ڈاکٹر کمال واپس انے کا نام ہی نہیں لے گا اس لئے میں نے ایک لیبارٹری سے ک نوجوان اور خوبصورت عورت سائنس دان کو اپنی لیبارٹری میں ایا اور اسے ڈاکٹر کمال کو کنٹرول کرنے کا ٹاسک دے دیا جو اس نے نہ صرف قبول کر لیا بلکہ اس پر اس انداز میں عمل کیا کہ اب اکٹر کمال اس خاتون ڈاکٹر سائل کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر لتا اور اس کے بعد اس کی کارکردگی میں بھی نکھار آ گیا ہے۔ اب ہ فارمولے کے کام میں گہری دلچسپی لینے لگ گیا ہے۔ باقی رہے کیشیائی ایجنٹس تو ان سے نمٹنا آپ کا کام ہے۔ حکومت ایجنسیاں

بناتی ہی اس لئے ہے کہ ایسے خطرناک لوگوں کو روکا جا سکے اور ختم
کیا جا سکے''...... ڈاکٹر فلپ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ شکریہ''...... گریگ نے
جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے ڈاکٹر فلپ کی باتوں کا بے
وہ کیا جواب دیتا۔ اسے کس طرح بتاتا کہ یہ عمران اور اس کے
ساتھی آخر کیسے ایجنٹ ہیں کہ فتح آخرکار ان کا ہی مقدر کیوں بنتی
ہے اس لئے سوائے رسیور رکھنے کے اس کے پاس اور کوئی چارہ ہی
نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا
کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گریگ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے
کہا۔

''ریڈ پوائنٹ سے ولیم کی کال ہے سر''...... دوسری طرف سے
فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... گریگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا کیونکہ ولیم
کے بات کرنے پر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ہنری یقیناً ہلاک ہو چکا ہے
ورنہ وہ خود کال کرتا۔

''چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں ریڈ پوائنٹ سے''...... ولیم کی
متوحش سی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا ہوا ہے وہاں''...... گریگ نے پوچھا۔

''چیف۔ یہاں قتل عام کیا گیا ہے۔ باس ہنری کو ایک کرسی پر
بٹھا کر رسی سے باندھا گیا ہے اور پھر ان کے سینے کو گولیاں مار کر
ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اسی کمرے میں اس کے خاص آدمی بارجر کی
بھی لاش پڑی ہوئی ہے۔ ایک اور کمرے میں دو لاشیں اور پڑی
ہوئی ہیں۔ باس ہنری کی کار پورچ میں کھڑی ہے۔ اس کے علاوہ
یہاں اور کوئی نہیں ہے''...... ولیم نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

''مجھے پہلے ہی خدشہ تھا۔ تم اب ان سب کی لاشوں کو اٹھا کر
ہیڈکوارٹر لے آؤ تاکہ ان کو ان کے ورثاء تک پہنچایا جائے''۔
گریگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ نے
کریڈل دبا کر چھوڑ دیا اور پھر تین بار جلدی جلدی پریس کیا تو
دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گیری سے بات کراؤ''...... گریگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
اس کے چہرے پر انتہائی دکھ اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔
پہلے جولین کی موت نے اور اب ہنری کی موت نے اسے شدید
جھٹکے پہنچائے تھے اور اب وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اس عمران
اور اس کے ساتھیوں سے کس طرح نمٹا جائے۔ اسے گیری کے
بارے میں بھی خدشہ تھا کیونکہ گیری جذباتی نوجوان تھا۔ اگر ہنری
جیسا سنجیدہ اور منجھا ہوا ایجنٹ عمران کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے تو

گیری کیسے بچ سکتا ہے یا عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرتا ہے اور گیری کی موت کے بعد اسے بھی یقیناً ہارڈ ایجنسی کو چھوڑنا پڑے گا کیونکہ جولین، ہنری اور گیری جیسے ایجنٹ آسانی سے نہیں بن جایا کرتے۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی اٹھی تو گریگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گریگ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''گیری لائن پر ہے چیف''...... فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... گریگ نے کہا۔

''گیری بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے گیری کی آواز سنائی دی۔

''ایک بہت بری خبر ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ریڈ پوائنٹ پر ہنری اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... گریگ نے کہا۔

''ہنری۔ ہنری۔ چیف۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے''...... گیری نے وحشیانہ سے لہجے میں رک رک کر کہا۔

''یہ ناممکن اب ممکن ہو چکا ہے۔ پہلے جولین کو ہلاک کیا گیا اب ہنری کو۔ ان لوگوں نے ہارڈ ایجنسی کا ہی خاتمہ کر دیا ہے۔ اب ایجنسی میں سپیشل ایجنٹ تم ہی رہ گئے ہو۔ میں تمہیں ضائع نہیں کرنا چاہتا لیکن کیا کروں۔ ہم بری طرح پھنس کر رہ گئے ہیں۔

گریگ نے ایک طرح سے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ گیری ان سے ایسا انتقام لے گا کہ ان کی نسلیں بھی ان کے عبرتناک انجام پر ہمیشہ روتی رہیں گی''۔ گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

''سنو۔ سیکرٹری سائنس سر ہائمن تمہارے انکل ہیں۔ تم ان سے کہو کہ اس پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال کو واپس کر دو کیونکہ تم انتقام کی بات کر رہے ہو اور مجھے شدید خطرہ ہے کہ تم بھی ان کے ہاتھوں مارے جا سکتے ہو''...... گریگ نے آخرکار وہ بات کر دی جو دراصل وہ کرنا چاہتا تھا۔

''نہیں چیف۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ انکل ایسے معاملات میں انتہائی اصول پسند ہیں۔ وہ مجھے تو قربان کرا سکتے ہیں لیکن کرانس کی عزت و آبرو پر حرف لانے پر کبھی تیار نہیں ہوں گے اور آپ کا خدشہ بجا لیکن میں آپ کے سامنے ایک بار پھر وعدہ کر رہا ہوں کہ میں نے یہاں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ کوئی مکھی بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتی۔ یہ لوگ لازماً اب لیبارٹری پر ریڈ کریں گے۔ ویسے فوجی چھاؤنی کے آخری گیٹ کے قریب بھی میرے آدمی موجود ہیں جو کسی بھی کار یا جیپ یا پیدل چلنے والے کسی بھی آدمی کے بارے میں مجھے پیشگی اطلاع کر دیں گے۔ اس کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے پرزے اڑا دیئے جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب جولین اور خصوصاً ہنری کا انتقام میں

عمران اور اس کے ساتھیوں سے لوں گا اور ایسا لوں گا کہ ان کی روحیں صدیوں تک تڑپتی رہیں گی۔ آپ نے اچھا کیا کہ بتا دیا''۔ گیری نے بڑے جذباتی لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وش یو گڈ لک''...... گریگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کر سکتا تھا اس لئے ایک لحاظ سے اس نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور اسے ہلکی سی امید ضرور تھی کہ گیری جس پوزیشن میں بھی ہو اس میں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر یقیناً حاوی رہے گا کیونکہ طویل ویران اور سنسان علاقے کو کراس کر کے یہ لوگ لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے وہ انتہائی آسانی سے چاروں طرف سے کسی بھی حملے کا شکار ہو سکتے تھے اور یہی ایک لحاظ سے اس کی آخری امید تھی۔

''عمران پھر صبح سے غائب ہے۔ اب دوپہر ہونے والی ہے
ن وہ واپس ہی نہیں آیا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''وہ ہمیں بوجھ سمجھتا ہے اس لئے جان بوجھ کر علیحدہ ہو کر کام
ا شروع کر دیتا ہے''...... تنویر نے فوراً ہی جولیا کی تائید کرتے
ئے کہا۔ سوائے عمران کے باقی ساتھی لائبیریا شہر کی ایک مضافاتی
ونی کی ایک کوٹھی میں موجود تھے۔ ریڈ پوائنٹ سے نکل کر عمران
، جو نقشے میں پہلے ہی اس کالونی کے بارے میں چیک کر چکا تھا
ں پہنچ گیا اور پھر یہاں ایک خالی کوٹھی تلاش کر کے اس پر موجود
ڈ پر لکھے ہوئے پراپرٹی ڈیلر کے فون نمبر پر سیل فون سے کال کیا
ر وہ فوراً کوٹھی کرائے پر دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ پھر ڈیلر کا
ٹی کوٹھی پر پہنچا اور عمران نے اسے ایک ماہ کا کرایہ ایڈوانس دے
ر اس سے رسید لے لی اور طے ہوا کہ وہ دو روز بعد ڈیلر کے

آفس آ کر وہاں کرایہ نامہ تحریر کر کے اس پر دستخط کریں گے
جب عمران اور اس کے ساتھی خالی کوٹھی میں داخل ہوئے تھے تو
وقت کوٹھی کا چوکیدار مارکیٹ گیا ہوا تھا اور جب وہ واپس آیا تو
وقت ڈیلر کا آدمی بھی کوٹھی پہنچا ہوا تھا۔ عمران نے چوکیدار جس
نام کرس تھا، کو ایک بڑا نوٹ انعام میں دیا تو وہ بے حد خوش ہو
اس کے بعد عمران نے فون پر باری باری اپنے ساتھیوں کو کال
کے اس کوٹھی کا ایڈریس بتا کر انہیں یہاں پہنچنے کے لئے کہا اور
وہ گروپوں کی صورت میں وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے یہ
پہنچ گئے تھے۔ رات کو عمران کے کہنے پر انہوں نے خود
چوکیداری کی تھی کیونکہ انہیں ہارڈ ایجنسی کی طرف سے خطرہ تھ
جولیا اور صالحہ کے علاوہ عمران، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل نے
باری ڈیوٹی دی اور پھر صبح کو چوکیدار کو بھیج کر مارکیٹ سے
منگوایا گیا اور ناشتہ کرنے کے بعد عمران پیدل ہی کوٹھی سے باہر
گیا اور اب دوپہر ہو چکی تھی لیکن اس کی واپسی نہ ہوئی تھی جبکہ
دوران وہ سب دو بار چائے پی چکے تھے۔

''عمران صاحب لیبارٹری کے بارے میں جتنی معلومات حا
کرنے گئے ہوں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اسے پہلے سے سب کچھ معلوم ہو گا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے
تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی انہیں کا
بیل کی آواز سنائی دی۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب آ گئے ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ خطبہ نکاح صفدر نے یاد کر لیا ہے اور تنویر بھی چھوہاروں کی بوری لے آیا ہو گا''...... دروازہ کھول کر عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں سوائے بکواس کرنے کے اور آتا ہی کیا ہے۔ کہاں غائب تھے صبح سے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن صالحہ سمیت سب اس کے لہجے اور انداز سے ہی سمجھ گئے کہ یہ غصہ بناوٹی ہے۔

''میں تمہیں چھوہارہ بنا سکتا ہوں سمجھے۔ اس لئے سوچ سمجھ کر بولا کرو''...... تنویر نے حقیقی طور پر غصیلے لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ لیبارٹری کے بارے میں تو آپ کو معلوم ہی تھا۔ پھر آپ صبح سے اب تک کئی گھنٹے کیا کرتے رہے ہیں''...... صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب چونک کر عمران کی طرف اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ کسی شعبدہ باز کی طرح اپنی مٹھی میں سے پھڑپھڑاتا ہوا کبوتر نکال دے گا۔

''ہارڈ ایجنسی کے دو سپیشل ایجنٹ ہمارے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں جبکہ ایک گیری رہ گیا ہے اور یہ گیری ایسے سپاٹ پر موجود ہے

کہ ہم کسی صورت بھی اس سے بچ کر لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے۔ گیری چونکہ سپیشل ایجنٹ ہے اور انتہائی تربیت یافتہ بھی ہے اس لئے بغیر سلیمانی ٹوپی پہنے وہاں جانا صریحاً خودکشی کے مترادف ہے اور میں وہی سلیمانی ٹوپیاں تلاش کرنے گیا تھا''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سلیمانی ٹوپیاں۔ کیا مطلب''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''ایسی ٹوپیاں جنہیں پہن کر آدمی غائب ہو جاتا ہے اور موجود ہونے کے باوجود کسی کو نظر نہیں آتا اور جب ہم گیری کو نظر ہی نہیں آئیں گے تو وہ ہمیں مارے گا کیسے''...... عمران نے مزے لے لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر مل گئی ٹوپیاں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہ ملتیں۔ میں نے دکاندار سے کہا کہ جولیا کے ہاں جانے والے باراتیوں کو پہنانی ہیں تاکہ تنویر بس دیکھتا ہی رہ جائے اور برف کی شہزادی کو ڈھمپ کا شہزادہ اڑا کر لے جائے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو۔ نانسنس۔ تم سیدھی بات نہیں کر سکتے''...... جولیا نے ایک بار پھر مصنوعی غصے سے کہا تو تنویر نے جو شاید کچھ کہنے کے لئے منہ کھول رہا تھا دوبارہ منہ بند کر لیا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ کوئی آلہ ہے جسے آپ سلیمانی ٹوپی کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اگر ایسی ریز ایجاد ہو جائیں تو سب رانجھے اپنی اپنی ہیر کو اٹھا کر لے جائیں اور بے چارے تنویر۔ اوہ سوری۔ کیدو سر پیٹتے رہ جائیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ نے کیوں یہ کہا ہے کہ سلیمانی ٹوپیاں مل گئی ہیں''...... صالحہ نے باقاعدہ جھگڑے کے سے انداز میں کہا۔

''ایک ایسے راستے کی نشاندہی ہو گئی ہے جس سے ہم لیبارٹری پہنچ جائیں گے اور لیبارٹری سے باہر موجود گیری اور اس کے ساتھی باہر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے تو یہ راستہ سلیمانی ٹوپی کے مترادف ہی ہوا نا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''عمران صاحب۔ ایسا کون سا راستہ ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''راستہ تو ہمیں خود بنانا پڑے گا۔ البتہ جو کچھ معلومات ملی ہیں وہ بے حد حوصلہ افزا ہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں تاکہ تمہارا تجسس دور ہو سکے لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ میری عدم موجودگی میں کتنی بار چائے پی چکے ہو''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''دو بار عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''چلو مجھ غریب کو ایک بار ہی پلا دو''...... عمران نے بے چارگی بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسی شکلیں نہ بنایا کرو۔ میں لا دیتی ہوں چائے''...... جولیا

نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جولیا تم بیٹھو۔ میں لے آتی ہوں چائے''...... صالحہ نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

''عمران صاحب۔ مختصر طور پر بتا دیں۔ بے شک تفصیل چائے پینے کے بعد بتا دینا''...... صفدر نے کہا۔

''تمہاری بے چینی کو میں سمجھتا ہوں لیکن پہلے مجھے چائے پینے دو۔ پیدل چل چل کر میرا جسم پکے ہوئے پھوڑے کی طرح دکھ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں صفدر۔ کچھ تو خیال کیا کرو اور تم پیدل کیوں چلتے رہے ہو۔ کیا یہاں شہر میں ٹیکسیاں نہیں ہیں''...... جولیا نے پہلے صفدر اور پھر عمران سے مخاطب ہو کر بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''ارے۔ مجھے ملتا ہی کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا چیک جو آغا سلیمان پاشا شاید کسی فقیر کو دے دیتا ہو گا اور یہ چیک بھی اس وقت ملتا ہے جب کوئی مشن مکمل ہو۔ اب میں ٹیکسی کا کرایہ کہاں سے لے آؤں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور صالحہ ایک ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

''واہ۔ ایسی کام کی چھوٹی بہن قسمت والوں کو ہی ملتی ہے''۔ عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی جبکہ جولیا کا چہرہ کسی پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اسے صالحہ کے لئے چھوٹی بہن کے الفاظ

نہ اچھے لگتے تھے۔ شاید یہ اس کا لاشعوری ردعمل تھا۔

''اب آپ چائے کی چسکیاں بھی لیتے رہیں اور راستے کے ے میں بھی بتاتے رہیں''...... صفدر نے ایک بار پھر کہا۔

''آخر تمہیں اتنی کیا جلدی ہے صفدر''...... جولیا نے حیرت ے لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ چائے پینے کے بعد عمران صاحب نے نے مختصر الفاظ میں بتانا ہے کہ ہم سوچتے رہ جائیں گے اس لئے چاہتا ہوں کہ چائے کے دوران یہ کچھ تفصیل بتانے پر مجبور ہو ئیں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ نقشہ کہاں ہے جو ہم نے ریڈ پوائنٹ جاتے ہوئے خریدا ''...... عمران نے کہا۔

''میرے پاس ہے''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر یانی میز پر رکھ دیا۔ عمران نے چائے کا گھونٹ لے کر پیالی ایک ف رکھی اور نقشے پر جھک گیا۔

''یہ دیکھو۔ یہ ہے فوجی چھاؤنی اور یہاں سے اس کا آخری ٹ جس کے قریب سے لیبارٹری کو راستہ جاتا ہے۔ یہ راستہ جو وادی میں جا کر ختم ہو جاتا ہے چاروں طرف اونچے اور ابل عبور پہاڑ ہیں۔ ان پر ایئر فورس کا اڈا بھی ہے اور گیری نے یقیناً انتظامات کر رکھے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راستے

کے ارد گرد پہاڑوں پر بھی اس کے آدمی چٹانوں کے پیچھے موجود
ہوں اور ہماری جیپ جب لیبارٹری جانے کے لئے یہاں سے
گزرے گی تو نہ صرف آسانی سے مارک ہو جائے گی بلکہ اسے
میزائل سے اڑایا بھی جا سکتا ہے۔ اس وادی میں سیکورٹی سیٹ
ہے جس کا انچارج ہارڈ ایجنسی کا گیری ہے۔ اس وادی سے گزر
ہم زیر زمین لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں اگر اندر سے راستہ کھو
جائے۔ اب بتاؤ کیا کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''اس صورت حال میں تو واقعی سلیمانی ٹوپیوں کی ضرورت ہے''
صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اس نے واقعی سلیمانی ٹوپیوں کا بندوبست کر لیا ہو گا''..... تنو
نے کہا تو ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب پلیز''...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں
تو عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں صبح سے اس چکر میں لائبیریا میں بھاگ دوڑ کرتا
ہوں۔ پھر مجھے میرے مطلب کی ایک اطلاع مل گئی۔ پھر میں
اس اطلاع کو کنفرم کیا اور تب مطمئن ہو کر میں یہاں واپس
ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاع''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''اس ماؤنٹ لیبارٹری جس میں ڈاکٹر کمال کو رکھا گیا ہے
جس کی نگرانی ہارڈ ایجنسی کا گیری کر رہا ہے، سے مشرق کی طرف

تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک اور زیر زمین لیبارٹری ہے جو
اس وقت بند پڑی ہے کیونکہ اس لیبارٹری کی مشینری کو لیبارٹری کی
طرز تعمیرات کی وجہ سے نمی نے خراب کر دیا ہے۔ پھر اسے بند کرنا
پڑا۔ اس کے لئے خصوصی مشینری منگوائی گئی ہے۔ وہ مشینری آ
جائے گی تو پھر اس لیبارٹری کو استعمال میں لایا جا سکے گا۔ فی الحال
وہ خالی بھی ہے اور بند بھی۔ اس لیبارٹری سے ایک زیر زمین راستہ
ماؤنٹ لیبارٹری کو جاتا ہے۔ دونوں لیبارٹریاں آپس میں اس راستے
کی وجہ سے جڑی ہوئی ہیں لیکن ابھی یہ راستہ بند کر دیا گیا ہے لیکن
اسے کھولا جا سکتا ہے۔ یہ راستہ ہی سلیمانی ٹوپی کا کام کرے گا۔
گیری باہر پہرہ دیتا رہے گا اور ہم سمندر کے راستے پہاڑیوں پر
چڑھ کر خاموشی سے اس لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے اور پھر درمیانی
راستہ کھول کر ماؤنٹ لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے۔ وہاں سے
ڈاکٹر کمال کو ساتھ لے کر ہم واپس سمندر کے راستے ہی لائبیریا پہنچ
جائیں گے۔ اس کے بعد خاموشی سے واپسی کا سفر اور مشن
مکمل''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے
بے اختیار کھل اٹھے۔

''تم واقعی کام کرنا جانتے ہو۔ ویل ڈن''...... سب سے پہلے
تنویر نے کہا تو سب نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا اور پھر بے
اختیار ہنس پڑے۔

ماؤنٹ لیبارٹری میں کام کے دوران ایک گھنٹے کا وقفہ تھا اور لیبارٹری میں کام کرنے والے سب افراد کھانے کے لئے علیحدہ بنے ہوئے ڈائننگ روم میں اکٹھے تھے جبکہ ڈاکٹر کمال اور ڈاکٹر سائل دونوں علیحدہ پورشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کھانا کھایا جا چکا تھا اور اب چائے پی جا رہی تھی۔ دونوں مختلف باتیں کر کے خوب ہنس رہے تھے۔ خاص طور پر ڈاکٹر کمال تو جیسے ڈاکٹر سائل پر ریشہ خطمی ہو رہا تھا۔ اس کا شاید بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر سائل کو اپنی آنکھوں میں چھپا لے لیکن اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی اچانک بج اٹھی تو وہ اور ڈاکٹر سائل دونوں چونک پڑے کیونکہ یہ بات انہیں بھی معلوم تھی کہ یہ کال لیبارٹری سے ہی کی جا رہی ہے کیونکہ یہ سیل فون لیبارٹری کی طرف سے ہی سب کو دیئے گئے تھے تاکہ جب بھی کوئی چاہے ایک دوسرے سے بات کر سکے۔

''کون کال کر رہا ہے اس وقت''..... ڈاکٹر کمال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر دیکھا۔

''اوہ۔ ڈاکٹر فلپ کی کال ہے''...... ڈاکٹر کمال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر۔ ڈاکٹر کمال بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر کمال نے کہا۔

''ڈاکٹر کمال۔ میں نے اس لئے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے کہ مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کو واپس لے جانے کے لئے لائبیریا پہنچ چکی ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ اگر آپ نے ان کے ساتھ واپس جانا ہے تو مجھے بتا دیں تاکہ آپ کو ان کے ساتھ بھجوا دیں لیکن ڈاکٹر سائل آپ کے ساتھ نہیں جائے گی۔ یہ طے شدہ بات ہے''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''میں یہاں سے کسی صورت نہیں جاؤں گا۔ کسی بھی صورت میں۔ ہاں۔ میری لاش یہاں سے لے جائی جا سکتی ہے۔ میں ڈاکٹر سائل کے بغیر اب زندہ رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا''...... ڈاکٹر کمال نے سامنے بیٹھی ڈاکٹر سائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سائل بے اختیار مسکرا دی۔

''کنفرم''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''کنفرم۔ ہنڈرڈ پرسنٹ کنفرم''...... ڈاکٹر کمال نے بڑے جوشیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے تھینکس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر کمال نے فون آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس دوران چائے لگائی جا چکی تھی اور ڈاکٹر سائل چائے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

''کس کا فون تھا ڈاکٹر کمال''...... ڈاکٹر سائل نے بے تکلفانہ لہجے میں پوچھا۔

''ڈاکٹر فلپ کا۔ ان پر ایک ہی بھوت سوار ہے کہ کہیں میں لیبارٹری چھوڑ کر چلا نہ جاؤں۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں اب ڈاکٹر سائل کو چھوڑ کر کسی صورت نہیں جا سکتا''...... ڈاکٹر کمال نے کہا تو ڈاکٹر سائل نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''تم کتنے اچھے ہو کمال۔ تم جیسا مرد میں نے دنیا بھر میں نہیں دیکھا۔ اس قدر وجیہہ، اس قدر باوقار اور اس قدر عالم فاضل۔ تم جیسا اور کوئی نہیں ہو سکتا''...... ڈاکٹر سائل نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم بھی کسی سے کم نہیں ہو سائل۔ تم سے مل کر میں جوان نہیں بلکہ نوجوان ہو گیا ہوں''...... ڈاکٹر کمال نے رومانٹک موڈ میں کہا تو ڈاکٹر سائل بے اختیار ہنس پڑی۔ اسی لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''میڈم۔ آپ کو ڈاکٹر فلپ بلا رہے ہیں اپنے آفس میں۔ ذرا

جلدی۔ انہوں نے تاکید کی ہے''...... آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں جا رہی ہوں''...... ڈاکٹر سائل نے کہا اور ہاتھ میں موجود چائے کی پیالی سے گھونٹ لے کر اس نے کپ واپس میز پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''شاید ڈاکٹر فلپ کو میری بات پر یقین نہیں آیا۔ اب وہ تم سے کنفرم کرانا چاہتے ہیں''...... ڈاکٹر کمال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ بات نہیں۔ کوئی اور بات ہو گی۔ اوکے۔ سی یو اگین''...... ڈاکٹر سائل نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ چائے بھی ادھوری چھوڑ گئی تھی۔

''یہ بڈھا پاگل تو نہیں ہو گیا نانسنس۔ جب میں نے کہہ دیا ہے پھر''...... ڈاکٹر کمال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی ڈاکٹر فلپ پر غصہ آ رہا تھا۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کہیں ڈاکٹر فلپ، ڈاکٹر سائل کو اس کے خلاف بھڑکا نہ رہا ہو کیونکہ اس نے اکثر محسوس کیا تھا کہ ڈاکٹر فلپ بڑے طنزیہ انداز میں اس سے ڈاکٹر سائل کے بارے میں بات کرتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر فلپ کے آفس کے عقبی کمرے کی کھڑکی کے پاس موجود تھا۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اس

کمرے اور آفس کا درمیانی دروازہ بھی کھلا ہوا تھا اس لئے آفس میں ہونے والی بات چیت بخوبی اس تک پہنچ رہی تھی اور سب سے بہتر بات یہ تھی کہ اس طرف کوئی نہ آتا تھا۔ ویسے بھی لنچ کا وقفہ تھا اس لئے سب کھانے پینے اور گپ شپ میں مصروف تھے۔

''میں تو بری طرح پھنس گئی ہوں ڈاکٹر فلپ۔ اس قدر بدصورت، اس قدر احمق اور بے ہودہ شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا اور پھر ظلم یہ کہ مجھے اس کی تعریفیں کرنا پڑتی ہیں''.... ڈاکٹر سائل کی آواز سنائی دی۔

''ارے نہیں سائل۔ ڈاکٹر کمال اب اس قدر بھی بدصورت نہیں ہے جتنا تم کہہ رہی ہو''...... ڈاکٹر فلپ نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کمال کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ اسے ڈاکٹر سائل کی باتیں سن کر اس قدر شدید صدمہ پہنچا تھا کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔

''ڈاکٹر فلپ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ڈاکٹر کمال کس قدر بے ہودہ آدمی ہے۔ میں اس کی بیٹی کی عمر کی ہوں لیکن وہ اپنے آپ کو مجھ سے بھی عمر میں چھوٹا قرار دے کر باتیں کرتا ہے۔ نانسنس۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں اس کا چہرہ تھپڑوں سے بگاڑ دوں۔ مجھے اس سے شدید نفرت ہے ڈاکٹر۔ شدید نفرت۔ لیکن اب کیا کروں ملک وقوم کی خاطر مجھے یہ کڑوے گھونٹ پینے پڑ رہے ہیں اور میں پی رہی ہوں۔ ویسے میں نے اسے اپنے جال میں ایسا

پھنسایا ہوا ہے کہ وہ کسی صورت بھی اس جال سے نہیں نکل سکتا۔ لیکن ڈاکٹر فلپ۔ جی الیون کا فارمولا کب مکمل ہوگا اور میری اس گدھے سے کب جان چھوٹے گی''...... ڈاکٹر سائل کی آواز ڈاکٹر کمال کے کانوں میں مسلسل پڑ رہی تھی اور وہ ہونٹ بھینچے زور زور سے اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے یہاں ہوا کی شدید کمی پیدا ہو گئی ہو۔

''میں نے تمہیں اس لئے یہاں بلایا ہے کہ ہمیں اس وقت تک جب تک جی الیون کا فارمولا مکمل نہ ہو جائے ڈاکٹر کمال کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد بے شک تم اپنے ہاتھوں سے اسے گولی مار دینا مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن تب تک اس کو ایسے اپنے جال میں جکڑ لو کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اس کی منتیں بھی کریں تب بھی وہ نہ جائے۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہارڈ ایجنسی والے اسے خود ہی واپس بھیجنا چاہتے ہیں لیکن وہ کھل کر بات نہیں کر رہے''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''وہ کیوں بھیجنا چاہتے ہیں''...... ڈاکٹر سائل کی آواز سنائی دی۔

''معلوم نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے خطرناک لوگ ہیں اس لئے وہ خطرے سے بچنا چاہتے ہیں''...... ڈاکٹر فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر فلپ۔ میں پہلے بھی ہوشیار تھی اور اب مزید ہو جاؤں گی۔ یہ احمق سمجھتا ہے کہ میں اسے بے حد پسند

کرتی ہوں حالانکہ میں اس کی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں ہوں لیکن چونکہ ملک کا مفاد اس سے وابستہ ہے اس لئے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اب میں چلتی ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ میری غیر موجودگی میں بے قرار ہو کر یہاں چلا آئے''...... ڈاکٹر سائل کی آواز سنائی دی۔

''اس کا خیال رکھنا۔ میرا خیال ہے کہ یہ آدمی بے حد متلون مزاج ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بھی وقت واپس جانے کا سوچ لے۔ ایسی صورت میں مجھے فوراً اطلاع دینا۔ میں اسے خفیہ طور پر دوسری لیبارٹری میں وقتی طور پر شفٹ کر دوں گا۔ بعد میں خطرہ ٹل جائے گا تو پھر اسے واپس بلا لیا جائے گا''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہ میری مرضی کے بغیر اب سانس لینا بھی پسند نہیں کرتا۔ آپ بے فکر رہیں۔ گڈ بائی''۔ ڈاکٹر سائل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کمال سمجھ گیا کہ ڈاکٹر سائل اب وہاں سے واپس آ رہی ہے۔ وہ تیزی سے مڑا اور پنجوں کے بل دوڑتا ہوا واپس اس ڈائننگ روم کی طرف گیا اور اس پورشن میں پہنچ گیا جہاں سے وہ اٹھ کر گیا تھا۔ اس نے ویٹر کو ایک اور چائے کا کہا۔

''کیا ہوا۔ مجھے زیادہ دیر لگ گئی ہے جو تم اس قدر غصے میں ہو۔ ڈاکٹر فلپ ایک فارمولے پر بات کرنا چاہتے تھے۔ اس بات چیت میں دیر ہو گئی۔ آئی ایم سوری۔ اب ہنس دو۔ پلیز ہنس

دو''...... ڈاکٹر سائل نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کمال بے اختیار ہنس پڑا لیکن صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی ہنسی میں وہ پہلے جیسی بے ساختگی نہیں ہے۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ بس مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ تمہارے بغیر ایک پل بھی رہوں''...... ڈاکٹر کمال نے جان بوجھ کر کہا تاکہ ڈاکٹر سائل یہ نہ سمجھ لے کہ اس کی اصلیت ڈاکٹر کمال کے سامنے کھل چکی ہے۔

''تمہاری آواز اور لہجے میں وہ پہلے جیسی گرم جوشی نہیں ہے۔ کیا بات ہے۔ کیا تم نے واقعی میری اتنی تھوڑی دیر کی غیر حاضری کا اتنا برا منایا ہے''...... ڈاکٹر سائل نے کہا۔ وہ چونکہ عورت تھی اس لئے فوراً سمجھ گئی تھی کہ ڈاکٹر کمال جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں وہ پہلے جیسی گرم جوشی نہیں ہے۔ اسی لمحے ویٹر نے چائے کے برتن رکھنا شروع کر دیئے۔ وہ دو چائے لے آیا تھا۔ شاید اسے ڈاکٹر سائل واپس آتی دکھائی دے گئی تھی۔

''بچپن میں جب میں چڑیلوں کی کہانیاں پڑھتا تھا تو میرا دل چاہتا تھا کہ میں چڑیل کو دیکھ سکوں لیکن آج سے پہلے مجھے کبھی چڑیل نظر نہ آئی تھی''...... ڈاکٹر کمال نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس میں سے گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''آج سے پہلے۔ کیا مطلب۔ کیا آج تم نے چڑیل دیکھ لی ہے''...... ڈاکٹر سائل نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے حیرت بھرے

لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کمال دل کھول کر ہنسنے لگا۔ واقعی یہ بات کر کے اسے بے حد لطف آیا تھا۔

''تم اس طرح کیوں ہنس رہے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کبھی چڑیلوں کی باتیں کرتے ہو اور کبھی پاگلوں کی طرح ہنسنے لگ جاتے ہو''۔ ڈاکٹر سائل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چڑیلیں کیا کرتی ہیں۔ دوسروں کا خون پیتی ہیں نا اور تم بھی میرا خون پی گئی ہو۔ دیکھو میں کتنا کمزور ہو گیا ہوں اس لئے تم بھی چڑیل ہو لیکن خوبصورت چڑیل''...... ڈاکٹر کمال سے رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا اور اس بار ڈاکٹر سائل بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم تو اب مزاحیہ باتیں کرنے لگے ہو۔ چلو اٹھو۔ وقت ہو گیا ہے کام کا''...... ڈاکٹر سائل نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''ہاں چلو''...... ڈاکٹر کمال نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''تم چڑیل ہو۔ تمہارا گلا کاٹ دوں گا۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس کا مزہ تو تمہیں چکھاؤں گا''...... ڈاکٹر کمال نے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا لیکن ڈاکٹر سائل اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی اس لئے وہ ڈاکٹر کمال کی بڑبڑاہٹ نہ سن سکی تھی۔

ایک بڑے سائز کی تیز رفتار لانچ خاصی تیز رفتاری سے بحیرہ وم کی لہروں پر اچھلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لانچ کا یپٹن عمران تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی عرشے پر کرسیاں بچھائے ے خوشگوار موڈ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ لانچ عمران نے بندرگاہ سے بھاری رقم ایڈوانس دے کر کرایہ پر لی تھی۔ مقصد سمندر کی یاحت بتایا گیا تھا۔ چونکہ سیاح اکثر لانچیں سمندر کی سیاحت کے لئے لے جاتے تھے اس لئے عمران کے لانچ کے حصول پر کسی کو یرت نہ ہوئی تھی۔ البتہ کوسٹ گارڈز کے ہیڈکوارٹر سے اجازت مہ بنوا کر ساتھ رکھنا ضروری تھا جو لانچ کے کیپٹن کے لئے ضروری رط تھی۔ یہ اجازت نامہ سیاحوں کو جاری کر دیا جاتا تھا اور یہ جازت نامہ لانچ چلانے کا تجربہ دیکھ کر جاری کیا جاتا تھا لیکن وسرے ملکوں کی طرح یہاں بھی تھوڑی سی رقم خرچ کرنے پر

اجازت نامہ جاری کر دیا جاتا تھا اور یہ کام لانچ کرائے پر دینے
والے خود ہی کرا دیتے تھے اس لئے اجازت نامہ عمران کی جیب
میں تھا اور دیگر کاغذات بھی۔

لانچ کا رخ ایک بندرگاہ نیوگون کی طرف تھا جو ماؤنٹ پلیئر کا
علاقہ گزرنے کے بعد تھی اور جو اس وقت تقریباً ویران ہو چکی تھی۔
پہلے یہ کرانس اور اطالی کی مشترکہ بندرگاہ تھی لیکن پھر اطالی نے اپنی
حدود میں ایک اور بندرگاہ کو ڈویلپ کر لیا اور یہ بندرگاہ جو کرانس
کی حدود میں تھی چھوڑ دی۔ پھر کرانس نے بھی ماؤنٹ پلیئر ایریا
میں ماؤنٹ پلیئر کے نام سے ایک جدید اور وسیع بندرگاہ قائم کر دی
اور اس طرح نیوگون بندرگاہ آہستہ آہستہ ویران ہوتی چلی گئی۔ اب
یہاں صرف شپ بریکنگ کا کام ہوتا تھا لیکن وہ بھی ایک خاص
موسم میں ہی کیا جاتا تھا اور چونکہ اس موسم کی آمد میں ابھی کافی
وقت تھا اس لئے نیوگون پر ویرانی کا راج تھا۔ البتہ اکا دکا لانچیں
ادھر ادھر گھومتی پھرتی نظر آتی تھیں۔

''عمران صاحب۔ نیوگون سے آگے کیا ہم پیدل جائیں گے''۔
قریب ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

''اب لانچ پر جیپ تو لادی نہ جا سکتی تھی اور ویسے بھی یہ
ماؤنٹ پلیئر کا عقبی علاقہ ہی ہمارا ٹارگٹ ہے اور یہ مکمل طور پر
پہاڑی علاقہ ہے۔ اس میں پیدل چلنے کے راستے تو ہو سکتے ہیں
لیکن جیپ وغیرہ نہیں چل سکتی اس لئے ہمیں پیدل ہی آگے بڑھنا

پڑے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ جس لیبارٹری میں آپ جانا چاہتے ہیں جو
غیر آباد ہے اس کا راستہ کہاں سے ہے۔ کیا آپ نے معلوم کر لیا
ہے''...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ اس کے بغیر تو یہاں آنا بے کار تھا۔
ہم اب پورے علاقے کو تو بموں سے نہیں اڑا سکتے اور وہاں بھی ہو
سکتا ہے کہ پہرہ ہو اور اگر نہ بھی ہو تب بھی پہاڑی کی دوسری
طرف بہرحال سیکورٹی موجود ہو گی''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر کمال کیا اپنی مرضی سے ہمارے ساتھ
آئیں گے یا انہیں اغوا کر کے لے جانا ہو گا''...... کچھ فاصلے پر
بیٹھی صالحہ نے کہا۔

''اغوا کر کے لے جانا تو بہت مشکل ہے۔ وہ پاکیشیائی ہیں۔
کیوں نہ واپس جائیں گے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات
میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد
عمران نے لانچ کو ساحل کے ساتھ لے جا کر روک دیا۔

''اسے کسی چٹان سے باندھنا ہو گا کیونکہ واپس ہم نے اسی
لانچ سے ہی جانا ہے''...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور
پھر وہ سب لانچ سے اتر کر ساحل پر پہنچ گئے۔ عمران اور صفدر نے
مل کر لانچ کو ایک بھاری چٹان کے ساتھ اس طرح ہک کر دیا کہ
لانچ ساحل سے نہ ٹکرا سکے کیونکہ ساحل پہاڑی تھا اور لانچ کے

چٹانوں سے ٹکرانے سے اس کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ صفدر نے ایک سیاہ رنگ کا بیگ اپنی پشت پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس میں خصوصی ساخت کا اسلحہ تھا۔ عمران کے گلے میں ایک چھوٹے سائز کی لیکن خاص طاقتور دوربین موجود تھی۔ وہ اس وقت اونچی پہاڑیوں کے تقریباً دامن میں تھے اور پھر وہ چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ساتھ ساتھ وہ بلندی کی طرف بھی بڑھ رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ لیبارٹری تو زیر زمین ہے اور آپ پہاڑیوں کی چوٹی کی طرف جا رہے ہیں''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس پہاڑی کے بعد ایک اور پہاڑی کے درمیان وادی ہے۔ اس وادی سے راستہ جاتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس بڑی سی پہاڑی کو کراس کر کے وہ جب دوسری طرف پہنچے تو وہاں واقعی درمیان میں ایک وادی موجود تھی۔ وہ نیچے اتر کر اس وادی کی طرف بڑھنے لگے۔

''اس وادی میں ایک چٹان ایسی ہے جیسے ہاتھی کی سونڈ ہوتی ہے۔ اسے ہم نے تلاش کرنا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر وہ سب اس وادی میں پھیل گئے۔

''ہاں۔ یہ ہے چٹان''...... اچانک دور سے صالحہ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز پہاڑی میں اس طرح گونج اٹھی جیسے گنبد میں

آواز گونجتی ہے اور وہ سب اس طرف بڑھ گئے جہاں سے صالحہ کی آواز آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سب وہاں پہنچ گئے۔ وہاں واقعی ہاتھی کی سونڈ کی شکل کی چٹان موجود تھی۔ عمران نے اس چٹان کے نچلے حصے میں موجود ایک سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز سنائی دی اور چٹان کی سائیڈ میں ایک غار نما راستہ کھل گیا۔

''کچھ دیر رک جاؤ تاکہ اندر تازہ ہوا پہنچ جائے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب ایک ایک کر کے اس راستے میں داخل ہو گئے۔ راستہ گہرائی کی طرف جا رہا تھا اور وہاں گھپ اندھیرا تھا۔ عمران سب سے آگے تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پنسل نما ٹارچ تھی جس کی روشنی خاصی تیز تھی۔ راستہ انسانی ہاتھوں کا بنا ہوا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد راستہ ختم ہو گیا۔ اب وہاں ایک سپاٹ دیوار نما چٹان نظر آ رہی تھی۔ عمران نے اس چٹان کی جڑ میں پیر مارا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے بعد وہ چٹان سائیڈ پر کھسک گئی اور دوسری طرف ایک لیبارٹری موجود تھی جو اس طرح ویران نظر آ رہی تھی جیسے قدیم دور کی کوئی عمارت ہو۔ وہاں مکڑی کے جالے عام تھے۔ مشینری بے کار ہو کر تقریباً ضائع ہو چکی تھی۔

''عمران صاحب۔ یہ کس قسم کی لیبارٹری ہے۔ اس کی یہ حالت کیوں ہے''...... تقریباً سب نے ہی لیبارٹری میں داخل ہوتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لیبارٹری کا نقشہ جس نے بھی بنایا اس سے یہ غلطی ہوئی کہ لیبارٹری سے نکلنے والے پانی کو ڈائریکٹ سمندر کے ساتھ ملا دیا تاکہ کسی کو لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے لیکن سمندری ہواؤں نے لیبارٹری تک پہنچ کر اس میں اس قدر نمی پیدا کر دی کہ لیبارٹری کی مشینری جام ہو گئی اور نتیجہ یہ نکلا جو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اب یہ لیبارٹری بند ہے۔ اس کے لئے نئی مشینری خریدی جا رہی ہے۔ پھر اس کو دوبارہ تعمیر کر کے یہ راستہ بند کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی یہ لیبارٹری کام کر سکے گی''..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ تو اس ساری جگہوں اور لیبارٹری سے اس طرح واقف ہیں جیسے یہاں کام کرتے رہے ہوں''..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہاں کام کرنے والے ایک ریٹائرڈ سائنس دان سے ملاقات ہو گئی تھی''..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے ساری بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ ظاہر ہے عمران نے اس سائنس دان سے ساری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ یہاں اس انداز میں آگے بڑھ رہا تھا جیسے یہاں کام کرتا رہا ہو۔ اس ویران لیبارٹری سے گزر کر وہ درمیانی راہداری کے آخر میں پہنچ کر رک گئے کیونکہ آگے بھی ایک بڑی چٹان تھی۔ عمران نے یہاں بھی پہلے کی طرح چٹان کی جڑ میں

زور سے پیر مارا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان ایک طرف ہٹ گئی اور دوسری طرف پہلے کی طرح سرنگ نما راستہ نظر آ رہا تھا۔

''رک جاؤ۔ یہ بھی کافی عرصے سے بند ہے''..... عمران نے کہا تو سب رک گئے۔ تقریباً دس منٹ بعد عمران نے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور پھر پہلے خود آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سرنگ نما راستے میں داخل ہو گئے۔ عمران نے درمیانی راستہ ویسے ہی کھلا رہنے دیا۔ ظاہر ہے انہوں نے اسی راستے سے واپس جانا تھا۔ ویسے اب سب کو عمران کی ذہانت اور کارکردگی کا احساس ہو رہا تھا کہ لیبارٹری سے باہر دور دور تک سیکورٹی اپنی جگہ موجود تھی لیکن وہ کسی کے علم میں آئے بغیر لیبارٹری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کافی طویل سرنگ کا اختتام ایک بار پھر ایسی ہی دیوار نما چٹان پر ہوا۔

''ابھی سہ پہر ہے اس لئے دوسری طرف یقیناً پورے زور شور سے کام ہو رہا ہو گا اس لئے جیسے ہی دیوار ہٹے گی میں اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دوں گا۔ اس کے بعد ہم اندر داخل ہوں گے اور پاکیشیائی ڈاکٹر کمال حسین کو جو یقیناً بے ہوش پڑا ہوا ہو گا اٹھا کر واپس لے جائیں گے اور گیس کی وجہ سے یہ لوگ کم از کم چھ گھنٹوں تک ہوش میں نہ آ سکیں گے اور ہوش میں آنے کے باوجود بھی انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ بند لیبارٹری سے ڈاکٹر کمال

کہاں غائب ہو گیا ہے جبکہ اس دوران ہم بندرگاہ پر پہنچ کر وہاں سے اطالی کی سرحد پار کر جائیں گے لیکن اس کے باوجود سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ واقعات ایسے ہی پیش آئیں جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے''..... عمران نے کہا اور جیب سے گیس پسٹل نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

''اس کے اثرات جتنے زود اثر ہیں اتنی ہی جلدی ختم بھی ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی ایک ڈیڑھ منٹ تک سانس روکنا ہو گا''۔ عمران نے کہا اور پھر چٹان کی جڑ میں اس نے زور سے پیر مارا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی چٹان ایک سائیڈ پر کھسکتی چلی گئی۔ اب دوسری طرف ایسی ہی راہداری نظر آ رہی تھی جو آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے گیس پسٹل کا رخ سامنے راہداری کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل میں سے چار کیپسول نکل کر سامنے راہداری کے فرش پر گرے اور کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ پھٹ گئے۔ عمران نے سانس روک لیا تھا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا لیکن کوئی بو محسوس نہ ہونے پر اس نے زور سے سانس لیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سانس لینے کا اشارہ کیا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے لیکن وہ سب بڑے چوکنا اور محتاط نظر آ رہے تھے۔

عمران سمیت سب کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے۔ لیبارٹری کے اندرونی حصے میں پہنچ کر انہوں نے وہاں تقریباً اٹھارہ افراد کو لیبارٹری کے مختلف حصوں میں بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ ان میں ایک نوجوان عورت بھی تھی اور اس عورت کے ساتھ ہی ایک ایشیائی بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ یہی ڈاکٹر کمال تھا۔

''اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالو۔ اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''یہاں بم نصب کر دیں تاکہ اس لیبارٹری کو اڑایا جا سکے''۔ صفدر نے کہا۔

''جب کوئی مدافعت نہیں ہوئی تو پھر کیا یہ ضروری ہے کہ لیبارٹری کو تباہ کیا جائے اور سائنس دانوں کو ہلاک کیا جائے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ اسے ہر صورت میں تباہ ہونا ہو گا''۔ صفدر نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیا اور پھر جولیا سمیت سب نے اس کی تائید کر دی۔ تنویر ان سب میں سب سے زیادہ پرجوش تھا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں''..... عمران نے کہا تو صفدر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے کو اتار کر نیچے رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے دو انتہائی طاقتور وائرلیس بم نکال کر اس نے

لیبارٹری کی دو مختلف جگہوں پر انہیں اس انداز میں نصب کر دیا کہ جب تک خصوصی طور پر انہیں چیک نہ کیا جائے یہ نظر نہیں آ سکتے تھے۔ پھر انہیں ڈی چارج کر کے وہ ڈاکٹر کمال کو کاندھے پر اٹھائے واپس مڑ گئے۔ لیبارٹری سے درمیانی سرنگ نما راستے میں پہنچ کر عمران نے وہ راستہ بند کر دیا اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ ڈاکٹر کمال کو کیپٹن شکیل نے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ اتنا بڑا مشن مکمل تو ہو گیا ہے لیکن لطف نہیں آیا''...... اچانک صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''ابھی مشن مکمل کہاں ہوا ہے۔ جب تک ڈاکٹر کمال کو باعافیت پاکیشیا نہ پہنچا دیا جائے مشن تو ادھورا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ تو پورا جائے گا لیکن کوئی ٹھوس ٹھاں نہیں ہوئی۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ ہم قبرستان میں داخل ہو کر کسی قبر سے مردہ نکال کر واپس جا رہے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''صالحہ پلیز۔ فضول باتیں نہ کیا کرو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چلو تم سچ بتا دو۔ تمہیں اس مشن کی تکمیل میں لطف آیا ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''یہ عمران کی ذہانت اور کارکردگی ہے کہ تم ایسی باتیں کر رہی ہو ورنہ جو ہوتا اس کا اندازہ تمہیں بھی ہے اور مجھے بھی''...... جولیا

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''زیادہ مت بولو۔ یہاں سے آواز گونج کر باہر بھی جا سکتی ہے۔ آخر یہاں ہوا کے لئے بندوبست تو کیا گیا ہو گا''...... عمران نے کہا تو صالحہ اور جولیا اس طرح خاموش ہو گئیں جیسے اگر انہوں نے ایک لفظ بھی منہ سے بولا تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس سرنگ نما راستے سے باہر آ گئے جہاں سے وہ داخل ہوئے تھے۔ عمران نے سوراخ میں ہاتھ ڈال کر ایک بار پھر ہاتھ کو مخصوص انداز میں گھمایا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سوراخ کی سائیڈ میں رکی ہوئی چٹان واپس اپنی جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئی۔ اب وہ وادی میں موجود تھے۔

''ہمیں پہلے والے راستے سے سفر کر کے ساحل تک پہنچنا ہے۔ صفدر، تم اب ڈاکٹر کمال کو اٹھا لو۔ پھر راستے میں مجھے دے دینا''...... عمران نے کہا۔

''اسے کیوں نہ ہوش میں لے آیا جائے عمران صاحب''۔ صفدر نے کہا۔

''ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ کسی بھی وقت ہم چیک ہو سکتے ہیں اس لئے ایک تو ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اس کو ہوش میں لا کر اس سے مذاکرات کریں۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت کرانس نے اسے ایسی سہولیات مہیا کی ہوں جو پاکیشیا میں اسے نہ مل سکتی ہوں۔ ایسی صورت میں اگر اس نے واپس جانے سے انکار

کر دیا تو اسے دوبارہ بے ہوش کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ البتہ اس نے کیپٹن شکیل سے ڈاکٹر کمال کو لے کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ اب وہ پہاڑی راستے پر چلتے ہوئے اونچائی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کیونکہ نیچے جانے والا راستہ بلندی سے جاتا تھا اس لئے انہیں ایک لحاظ سے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر ہی دوسری طرف اترنا پڑتا تھا۔ وہ مختلف چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک تنویر بے اختیار رک گیا۔

''کیا ہوا''...... اس کے ساتھیوں نے اسے رکتے دیکھ کر پوچھا۔

''میں نے ہلکی سی انسانی آواز سنی ہے''...... تنویر نے تیزی سے ایک چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس اسلحہ ہے۔ تم یہیں رک کر چیکنگ کرو۔ ہم آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر ہی یہ لوگ سامنے آ سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سب لوگ چٹانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھیں۔ جب تنویر فائر کھولے تو ہم بھی چٹانوں کی اوٹ لے کر فائر کھول دیں گے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے گئے تاکہ اگر کوئی واقعی ان کی نگرانی کر رہا ہے تو وہ یہی سمجھ کر آگے آ جائے گا کہ وہ سب آگے بڑھ گئے ہیں۔ عمران کو یقین تھا کہ وہ لوگ ایک آدمی کی کی

کو مارک نہ کر سکیں گے۔ عمران بار بار مڑ کر تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن تنویر مکمل طور پر چٹان کی اوٹ میں تھا۔ اس وقت وہ وادی سے تقریباً دو سو فٹ کی بلندی پر پہنچ چکے تھے اور ابھی انہیں تقریباً تین چار سو فٹ مزید بلندی پر پہنچنا تھا کہ اچانک عمران بے اختیار اچھل پڑا جب اس کے کانوں میں فائرنگ کے ساتھ ساتھ تنویر کے حلق سے نکلنے والی زور دار چیخ سنائی دی۔ چیخ بتا رہی تھی کہ چیخنے والا کہیں گہرائی میں گرتا چلا جا رہا ہے اور عمران کے بے اختیار رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ اس کا مطلب واضح تھا کہ تنویر نہ صرف ہٹ ہو گیا ہے بلکہ وہ بلندی سے نیچے بھی گر گیا ہے اور ان پہاڑی چٹانوں سے گرنے کا مطلب عمران واضح طور پر سمجھ سکتا تھا۔

گیری ماؤنٹ لیبارٹری کے بیرونی حصے میں سیکورٹی چیک پوسٹ میں بنے ہوئے اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سیکورٹی چیک پوسٹ کی طرف سے آنے والے راستے پر بھی جگہ جگہ اپنے آدمی بٹھائے ہوئے تھے اور لیبارٹری کے اوپر جو پہاڑی تھی وہاں بھی آدمی تعینات کئے ہوئے تھے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ جیسے ہی اس ایریئے میں داخل ہو اسے اطلاع مل جائے اور وہ ان سب کو میزائلوں سے اڑا دے۔ اسے جولین کی موت پر افسوس ضرور ہوا تھا لیکن ہنری کی موت کی خبر نے تو اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں پر جھپٹ پڑے لیکن وہ ادھر کا رخ ہی نہیں کر رہے تھے۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور کیوں لیبارٹری کی طرف نہیں آ رہے لیکن ظاہر ہے کوئی اسے اس کے

سوال کا جواب دینے کے لئے موجود نہیں تھا اور پھر اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی بج اٹھی تو اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ تھامسن کالنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ گیری اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... گیری نے چونک کر کہا۔

''باس۔ میں ویسے ہی چیکنگ کرتا ساحل کے ساتھ والی پہاڑی پر گیا تو میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا۔

''کیا عجیب چیز نظر آ گئی۔ سسپنس مت پیدا کیا کرو۔ پوری طرح سے بات کیا کرو نانسنس۔ اوور''...... گیری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ ساحل پر ایک بڑی موٹر لانچ موجود تھی۔ اوور''...... تھامسن نے کہا۔

''لانچ۔ کیا مطلب۔ اس طرف تو لانچیں نہیں آتیں۔ ادھر تو پہاڑی ساحل ہے۔ یہاں کس لانچ نے آنا ہے۔ کہیں تم نشے میں تو نہیں ہو۔ اوور''...... گیری نے چیختے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ لانچ اس وقت بھی میری نظروں کے سامنے موجود ہے۔ اسے باقاعدہ ایک چٹان کے ساتھ ہک کیا گیا ہے اور لانچ خالی ہے۔ اوور''...... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو وہ لانچ والے کہاں ہیں۔ ادھر وہ کیا لینے آئے ہوں گے۔ اوور''..... اس بار گیری کے لہجے میں حیرت تھی۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ میں نے ارد گرد چیکنگ کی ہے لیکن کہیں کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا۔ اوور''..... تھامسن نے کہا۔

''لانچ اب خود چل کر تو یہاں نہیں پہنچی ہو گی۔ اس میں کوئی نہ کوئی تو آیا ہو گا۔ تم وہیں رہو اور چیکنگ کرتے رہو۔ جیسے ہی کوئی آدمی نظر آئے فوراً مجھے کال کر دینا۔ اوور''..... گیری نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اوور''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس میز پر رکھ لیا۔

''حیرت ہے۔ لانچ موجود ہے لیکن کوئی آدمی موجود نہیں ہے''۔ گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کہیں اس لانچ پر عمران اور اس کے ساتھی یہاں نہ پہنچے ہوں۔ یقیناً وہی ہوں گے لیکن وہ گئے کہاں۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ عقب سے یہاں ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہوں گے تاکہ ہم سامنے والے راستے کے چکر میں پڑے رہیں اور وہ عقب سے اچانک حملہ کر دیں''..... گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جھپٹ کر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کر کے تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کالنگ۔ اوور''..... گیری نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ تھامسن بول رہا ہوں۔ اوور''..... دوسری طرف سے تھامسن کی آواز سنائی دی جس نے پہلے لانچ کے بارے میں گیری کو اطلاع دی تھی۔

''تھامسن۔ اس لانچ پر یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچے ہوں گے اور وہ ہمارے عقب سے ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم اس پہاڑی کے عقبی حصے کو چیک کرو جس پہاڑی کے نیچے لیبارٹری ہے۔ اس طرف ہمارا کوئی آدمی نہیں ہے۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ لوگ اس انداز میں بھی آ سکتے ہیں۔ فوراً جا کر چیک کرو اور مجھے اطلاع دو۔ لیکن خیال رکھنا تم خود چیک نہ ہو جانا۔ اوور''۔ گیری نے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں چیک کر کے آپ کو رپورٹ دیتا ہوں۔ اوور''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''..... گیری نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ تھامسن کالنگ۔ اوور''..... تھامسن کی انتہائی پرجوش آواز سنائی دی۔

''یس۔ گیری اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... گیری نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ چار مرد اور دو عورتیں ساحلی پہاڑی کی طرف جاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی کے کاندھے پر کوئی بے ہوش آدمی یا کوئی لاش لدی ہوئی دیکھی ہے۔ ان کا رخ اس طرف ہے جدھر لانچ موجود ہے۔ اوور''...... تھامسن نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ لوگ واپس جا رہے ہیں اور ان کی تعداد بتا رہی ہے کہ یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹس ہیں لیکن یہ واپس کیوں جا رہے ہیں اور کون بے ہوش یا لاش ان کے ساتھ ہے۔ اس وقت وہ کہاں موجود ہیں۔ اوور''...... گیری نے چیختے ہوئے کہا۔

''باس۔ ساحل کے ساتھ پہاڑی کے بعد ایک وادی آتی ہے۔ اس وادی کے بعد جو پہاڑی سلسلہ ہے وہ ہماری سیکورٹی تک پہنچتا ہے۔ یہ لوگ اس وادی سے پہاڑی کی چوٹی کی طرف جا رہے ہیں جہاں سے نیچے اتر کر ساحل تک پہنچ جائیں گے۔ میں نے انہیں دوربین سے چیک کیا ہے۔ اوور''...... تھامسن نے کہا۔

''تم ان سے کتنے فاصلے پر ہو۔ اوور''...... گیری نے پوچھا۔

''میں دوسری پہاڑی پر ہوں۔ البتہ ایک چکر کاٹ کر ان کے سامنے پہنچ سکتا ہوں۔ اوور''...... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

''ٹھیک ٹھیک جگہ بتاؤ۔ میں اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچنا چاہتا ہوں۔ اوور''...... گیری نے کہا۔

''آپ وادی تک جیپ میں پہنچ جائیں اور اس کے بعد پہاڑی پر چڑھنا شروع کر دیں۔ آپ کے پہنچنے تک وہ لوگ پہاڑی کی دوسری طرف پہنچ چکے ہوں گے۔ پھر انہیں آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ اوور''...... تھامسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں۔ تم ان کی نگرانی جاری رکھو۔ اوور اینڈ آل''...... گیری نے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر کے اسے سامنے میز پر رکھنے کی بجائے جیب میں ڈال کر اس نے میز پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارک سے بات کراؤ۔ جلدی۔ فوراً''...... گیری نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ مارک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارک۔ پاکیشیائی ایجنٹ ساحلی پہاڑی پر موجود ہیں۔ تم اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لے کر جیپ تیار کرو۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ ہر

قسم کا اسلحہ ساتھ رکھ لینا۔ ہم نے ان کا شکار کرنا ہے''...... گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ آ جائیں۔ ہم تیار ملیں گے''...... مارک نے جواب دیا تو گیری نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی اس وادی کی طرف جا رہی تھی جہاں سے ساحل پہاڑی کا آغاز ہوتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر مارک تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر گیری اور عقبی سیٹ پر تین افراد موجود تھے۔ ایک آدمی کے پاس سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا تھیلا پڑا ہوا تھا جس میں ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا۔

''تیز چلاؤ۔ کہیں وہ نکل نہ جائیں۔ میں تھامسن سے رپورٹ لے لوں''...... گیری نے کہا تو مارک نے جیپ کی رفتار تیز کر دی۔

''باس۔ یہ لوگ عقبی طرف کیسے پہنچ گئے۔ ہم تو ہر وقت چوکس رہے ہیں''...... مارک نے کہا تو گیری نے اسے تھامسن کی دی ہوئی رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

''اوہ باس۔ یہ جو آدمی بے ہوش کر کے لے جایا جا رہا ہے کہیں یہ پاکیشیائی سائنس دان نہ ہو''...... مارک نے کہا تو گیری بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ سائنس دان باہر پہاڑی پر تو نہ کھڑا ہو گا۔ وہ تو لیبارٹری میں ہے۔ وہ باہر کیسے آ سکتا ہے''...... گیری نے کہا۔

''باس۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ اب واپس جا رہے ہیں اور ایجنٹ اس وقت واپس جاتے ہیں جب وہ مشن مکمل کر لیتے ہیں''...... مارک نے جواب دیا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن معاملات ایڈجسٹ نہیں ہو رہے۔ بہرحال اب ان کا خاتمہ کرنا ضروری ہو گیا ہے''...... گیری نے جواب دیا تو مارک نے اس بار اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اس وادی میں پہنچ کر رک گئی تو وہ سب نیچے اتر آئے۔ ایک آدمی نے سیاہ بیگ باہر نکال لیا۔

''اسلحہ بانٹ لو۔ اوپر شاید وقت نہ ملے''...... گیری نے کہا اور پھر سب نے مشین پسٹل نکال کر جیبوں میں ڈالے اور میزائل گنیں ہاتھوں میں لے کر بیگ کو واپس جیپ میں رکھا اور پھر وہ پانچوں تیزی سے پہاڑی پر چڑھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

''اوہ۔ تھامسن موجود ہو گا یہاں۔ اس سے بات کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر ہی فائر کھول دے''...... گیری نے اچانک خیال آتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس پر تھامسن کی فریکونسی پہلے سے ایڈجسٹ تھی اس لئے اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کالنگ۔ اوور''...... گیری نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ تھامسن بول رہا ہوں۔ اوور''...... دوسری طرف

سے تھامسن کی آواز سنائی دی۔

''میں مارک اور اس کے گروپ کے ساتھ اس وقت وادی میں ساحلی پہاڑی پر ہوں۔ تم کہاں ہو اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں۔ اوور''...... گیری نے کہا۔

''وہ سب اوپر جا رہے ہیں۔ آپ بروقت آ گئے ہیں البتہ ایک آدمی کو میں نے رکتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ باقی اوپر جا رہے ہیں۔ ایک آدمی یہاں موجود ہے اور میں بھی یہاں موجود ہوں۔ آپ جب دو سو فٹ اوپر پہنچ جائیں گے تو آپ انہیں اوپر جاتے ہوئے دیکھ سکیں گے۔ اوور''...... تھامسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم محتاط رہو اور جو آدمی رک گیا ہے اس کا خاتمہ کر دو ورنہ وہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اوور اینڈ آل''...... گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا اور ایک بار پھر وہ سب تیزی سے چٹانیں پھلانگتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھنے لگے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ یکلخت انہیں اوپر سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی آدمی چیختا ہوا گہرائی میں گرتا چلا جا رہا ہے۔

''اوہ۔ تھامسن نے اس آدمی کو مار گرایا ہے۔ آؤ جلدی۔ جو نظر آئے اڑا دو''...... گیری نے قدرے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اس طرح چٹانوں کو پھلانگ کر اوپر چڑھنے لگے

جیسے کسی مقابلے میں حصہ لے رہے ہوں اور پھر وہ جیسے ہی اس بلندی پر پہنچے جہاں سے وہ آگے دیکھ سکتے تھے انہوں نے ایک آدمی کو دوڑ کر چٹانوں کے پیچھے غائب ہوتے دیکھا تو وہ سب تیزی سے اس طرف کو مڑ گئے۔ اسی لمحے تیز فائرنگ سے پہاڑی گونج اٹھی۔

عمران ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا تھا لیکن پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے تنویر کی چیخ سنائی دی تھی۔ پھر ایک چٹان کو پھلانگتے ہوئے اس نے ایک نظر کچھ لوگوں کو اوپر جاتے دیکھا تو وہ رکا نہیں۔ اس کے ذہن میں فائرنگ کے بعد تنویر کی گہرائی میں ڈوبتی ہوئی چیخ دھماکے کر رہی تھی۔ وہ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر چٹانیں پھلانگتا ہوا اس طرف کو بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے غوطہ لگایا اور ایک بڑی چٹان کے پیچھے ہو گیا لیکن دوسرے لمحے ایک انسانی چیخ سن کر وہ ایک بار پھر چٹان کی اوٹ سے باہر آ گیا کیونکہ یہ چیخ کسی اجنبی کی تھی اور پھر وہ یکلخت رک کر لمبے لمبے سانس لینے لگا کیونکہ اس نے تنویر کو ایک چٹان کی اوٹ سے نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے بے اختیار لمبے

لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

''یہ کیا کیا۔ تم نے چیخ کیوں ماری تھی''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈاجنگ کے لئے۔ لیکن تمہیں کیوں غصہ آ رہا ہے اور تم ادھر آئے کیوں ہو۔ اگر یہ آدمی تم پر فائر کھول دیتے تو''...... تنویر نے بھی آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ میرا تو سانس لینا رکا ہوا تھا''...... عمران نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اس کے ذہن پر چند افراد کے اوپر آنے کی تصویر نمودار ہوئی تو وہ تنویر کو بازو سے پکڑے تیزی سے ایک چٹان کی اوٹ میں اس طرح ہو گیا کہ نیچے سے آنے والے انہیں دیکھ نہ سکیں۔

''کیا ہوا۔ وہ آدمی تو مارا گیا ہے جس نے مجھ پر فائر کھولا تھا اور میں نے اسے ڈاج دینے کے لئے چیخ ماری جس پر وہ ڈاج میں آ گیا اور اچھل کر اوٹ سے جیسے ہی باہر آیا میں نے اس پر فائر کھول دیا اور وہ ہلاک ہو گیا''...... تنویر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے ادھر آتے ہوئے نیچے سے چار پانچ افراد کو اوپر آتے دیکھا ہے۔ وہ سب یہاں پہنچنے والے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو تنویر یکلخت چوکنا ہو گیا۔ اس کی نظریں بھی اس طرف کو جم گئیں جدھر عمران نے اشارہ کیا تھا لیکن وہاں موجود سب چٹانیں ویران نظر آ رہی تھیں۔

''تم جاؤ۔ ان سے میں خود نمٹ لوں گا''...... تنویر نے کہا۔
''نہیں۔ یہ زیادہ افراد ہیں اس لئے ایک آدمی ان سے نہیں نمٹ سکتا''...... عمران نے جواب دیا۔ عمران کے باقی ساتھی بھی شاید اوپر چٹانوں کی اوٹ میں موجود تھے کیونکہ انہوں نے بھی یقیناً تنویر کی چیخ کی آواز سنی ہو گی لیکن وہ عمران کے تنویر کی طرف جانے کی وجہ سے وہیں رک گئے ہوں گے کیونکہ وہ بھی سامنے نہیں آ رہے تھے۔ پھر اچانک تنویر نے عمران کا ہاتھ دبایا اور ساتھ ہی بائیں طرف اشارہ کیا تو عمران سمجھ گیا کہ ادھر اس نے کوئی حرکت دیکھی ہے۔

''ہمیں یہ جگہ چھوڑنا ہو گی۔ آؤ جلدی کرو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جس طرح استاد کسی بچے کا بازو پکڑ کر گھسیٹ لیتا ہے اس طرح عمران نے تنویر کا بازو پکڑا اور اسے ایک طرح سے گھسیٹتا ہوا تیزی سے اس چٹان کی اوٹ سے نکل کر مزید کچھ فاصلے پر موجود ایک اور چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ تنویر کچھ پوچھتا شائیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک میزائل اڑتا ہوا ٹھیک اس جگہ آ گرا جہاں چند لمحے پہلے عمران اور تنویر دونوں موجود تھے۔ میزائل خوفناک دھماکے سے پھٹا اور آگ کے شعلوں کے ساتھ ہی چٹانیں ٹوٹ کر ہوا میں اس طرح اچھلیں جیسے آسمان سے چٹانوں کی بارش ہو رہی ہو اور پھر ایک آدمی کو انہوں نے دائیں طرف ایک چٹان کی اوٹ سے نکل کر آتے دیکھا اور پھر اس سے

پہلے کہ عمران کچھ کہتا تنویر نے اس آدمی پر فائر کھول دیا اور وہ چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران نے ایک بار پھر پہلے کی تنویر کا بازو پکڑا اور بجلی کی سی تیزی سے اس چٹان کے پیچھے سے نکل کر کچھ فاصلے پر ایک اور چٹان کے پیچھے چلا گیا۔ اس بار اسے تنویر کو گھسیٹنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی کیونکہ تنویر بھی اب صورت حال سمجھ گیا تھا۔ اسی لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک بار پھر میزائل عین اسی جگہ آ گرا اور پھٹ گیا جہاں اس سے پہلے عمران اور تنویر موجود تھے۔

''تم اپنا خیال رکھنا۔ مجھے ان کے عقب میں جانا ہو گا''۔ عمران نے کہا اور وہ سانپ کی سی تیزی سے رینگتا ہوا ایک اور چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔

''یہ تنویر کو بچہ سمجھتا ہے''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں جس طرف سے میزائل فائر کیا گیا تھا۔ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ خود وہاں پہنچ کر ان سب کا خاتمہ کر دے لیکن اسے معلوم تھا کہ اس طرح اسے باہر نکلتا دیکھ کر اس کے ساتھی بھی ادھر آ سکتے ہیں اور کسی بھی ساتھی کا نقصان وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ مشین پسٹل ہاتھ میں پکڑے دیکھ رہا تھا۔

''یہاں کب تک بیٹھا رہوں گا''...... تنویر نے بور ہونے والے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اوپر کو اٹھا اور ابھی گھومنے ہی

لگا تھا کہ یکلخت اس کی پسلیوں پر ایسی زوردار ضرب لگی کہ وہ پلٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ تنویر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔

''تم عمران ہو''...... اچانک اس کے کان میں آواز پڑی تو اس کے ذہن پر چھایا ہوا اندھیرا یکلخت دور ہو گیا۔ اس کے سامنے ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے ایک آدمی بڑے فاتحانہ انداز میں کھڑا تھا۔ اس کے بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ مشین پسٹل کا رخ زمین پر پشت کے بل پڑے تنویر کے سینے کی طرف تھا۔

''نہیں۔ میرا نام تنویر ہے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی بھی ہو۔ عمران کے ساتھی ہی ہو۔ میرا نام گیری ہے گیری۔ عالم بالا میں پہنچ کر بتا دینا عمران کو''...... اس آدمی نے جس نے اپنا نام گیری بتایا تھا بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا لیکن تنویر اس کے بولنے کے دوران ایک پتھر کو پکڑ چکا تھا اور پھر جیسے ہی گیری کا فقرہ مکمل ہوا تنویر نے اس کے ٹریگر دبانے سے پہلے ہاتھ کو حرکت دی اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتا ہوا سیدھا گیری کے سینے پر پوری قوت سے پڑا تو گیری کا اوپری جسم ایک جھٹکے سے مڑا لیکن اس جھٹکے سے اس

کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل نکل کر ایک چھناکے سے سائیڈ میں موجود چٹان پر گرا اور پھر کہیں نیچے لڑھک گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ گیری اس اچانک ضرب سے سنبھلتا تنویر کسی زخمی سانپ کی طرح یکلخت اس طرح اٹھا جیسے اچانک کوئی سپرنگ کھلتا ہے اور دوسرے لمحے گیری اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا اور اگلے لمحے تنویر نے گیری کو زور سے اپنی پشت کی طرف اچھال دیا اور گیری نے فضا میں ہی سنبھلنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اسے جس انداز میں اچھالا گیا تھا اس کا سر آگے کی طرف اور پیر تنویر کی طرف تھے اس لئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر جما کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن پہاڑی چٹانیں چونکہ اونچی نیچی تھیں اس لئے اس کے دونوں ہاتھ یکساں نہ پڑے۔ نتیجہ یہ کہ وہ سنبھلنے کی بجائے سر کے بل نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ گہرائی میں جا کر ایک دھماکے کے بعد ختم ہو گئی جبکہ اسی لمحے اس طرف جہاں سے ان پر میزائل فائر کئے گئے تھے تیز فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ تنویر، گیری کو اچھالنے کے بعد خود بھی پہاڑی چٹانوں کی وجہ سے پوری طرح سنبھل نہ سکا تھا۔ اس نے گیری کو اچھالنے کے بعد اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کے پیر بھی اونچی نیچی چٹانوں پر پڑے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی توازن برقرار نہ رکھ سکا اور وہیں اس انداز میں گرا کہ اس کا سر ایک بڑی چٹان سے پوری

قوت سے ٹکرا گیا اور تنویر کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کا پورا جسم سر کی چوٹ کی وجہ سے منجمد سا ہو گیا ہو۔ وہ فائرنگ کی آوازیں بھی سن رہا تھا۔ انسانی چیخیں بھی سن رہا تھا۔ اسے یہ بھی احساس تھا کہ یہ سب کچھ اس طرف ہو رہا ہے جس طرف عمران گیا ہے لیکن وہ نہ ہی حرکت کر پا رہا تھا اور نہ ہی بول پا رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ یہاں موجود پہاڑی چٹانوں میں سے ایک چٹان بن کر رہ گیا ہو کہ اسے یکلخت دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اپنی طرف آتی سنائی دیں تو ایک لمحے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی دشمن اس کی بے بسی پر اسے ہلاک کرنے آ رہا ہو لیکن دوسرے لمحے جب اس کے کانوں میں عمران کی آواز پڑی تو اسے بڑا خوشگوار سا احساس ہوا۔

''کیا ہوا تمہیں تنویر''...... عمران نے اس کے قریب آ کر پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے کہ تنویر نہ بول سکتا تھا اور نہ ہی حرکت کر سکتا تھا اس لئے وہ بت بنا پڑا رہا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلیں ہوئی تھیں اور اکڑوں بیٹھا عمران اسے نظر آ رہا تھا۔

''کیا ہوا ہے تنویر کو''...... یکلخت تنویر کو جولیا کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے خون کی روانی یکلخت تیز ہو گئی ہو۔

''اس کے حرام مغز پر چوٹ لگی ہے جس کی وجہ سے اس کے اعصاب منجمد ہو گئے ہیں۔ ان میں کرنٹ رک گیا ہے''...... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ پھر اب کیا ہو گا۔ پھر''...... جولیا نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔ وہ شاید اپنے ساتھیوں کو اوپر چھوڑ کر اکیلی اس طرف فائرنگ اور چیخوں کی آوازوں کے بارے میں معلوم کرنے آئی تھی۔

''ابھی یہ ٹھیک ہو جائے گا''...... عمران کی آواز سنائی دی اور پھر تنویر کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اسے محسوس ہونے لگ گیا کہ کوئی اس کی گردن کے عقبی حصے میں چٹکیاں بھر رہا ہے۔

''دیکھو ٹھیک ہونے لگ گئے ہو تم''...... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر کو اس کی بات سن کر بے حد حوصلہ ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ گردن کے عقبی حصے میں چٹکیاں عمران بھر رہا ہے اور پھر یکلخت اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''اوکے۔ اب تم ٹھیک ہو گئے ہو۔ تمہارے سر کے عقبی حصے میں چوٹ لگنے سے تمہارا اعصابی نظام جام ہو گیا تھا اس لئے مجھے تمہارے حرام مغز سے باقاعدہ چھیڑ خانی کرنا پڑی''...... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا کیونکہ چند لمحے پہلے جس طرح وہ لاش بنا پڑا ہوا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اب کبھی ٹھیک نہ ہو سکے گا لیکن

عمران واقعی جادوگر تھا جس نے اس کی گردن کے عقبی حصے میں چند بار چٹکیاں بھر کر اسے اس طرح ٹھیک کر دیا تھا جیسے وہ کبھی بے حس ہی نہ ہوا ہو۔

’’تمہاری طرف سے چیخ کی آواز سنائی دی تھی جو گہرائی میں جا کر دھماکے سے ختم ہو گئی تھی۔ پہلے تو میں سمجھا کہ تم نے پھر کسی کو ڈاج دیا ہے لیکن یہ تمہاری آواز نہیں تھی‘‘...... عمران نے تنویر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

’’یہ گیری تھا اور تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا‘‘...... تنویر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

’’گیری اور تمہارے پاس پہنچ گیا۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ جب میں اِدھر سے اُدھر گیا تو وہ اُدھر سے چکر کاٹ کر اِدھر پہنچ گیا۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ ایک آدمی پہلے مارا گیا ہے لیکن مزید ایک آدمی کہاں چلا گیا ہے۔ کہاں ہے گیری اور کیا ہوا تھا‘‘...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو تنویر نے اسے گیری کی آمد سے لے کر اس کے نیچے گرنے تک کی تفصیل بتا دی۔

’’اوہ۔ میں نے دیکھا تھا کہ ایک آدمی یہاں سے فضا میں اڑتے ہوئے پہلے پتھروں پر گرتے اور پھر قلابازیاں کھا کر نیچے گرا تھا۔ مجھے تنویر کی طرف سے فکر تھی اس لئے میں ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر آئی ہوں‘‘...... جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ جولیا کے منہ سے اپنے بارے میں فکرمند ہونے کا سن کر بے اختیار گلاب کے تازہ

پھولوں کی طرح کھل اٹھا تھا۔

’’گڈ شو تنویر۔ گیری ہارڈ ایجنسی کا سپیشل ایجنٹ تھا۔ پہلے جولین پھر ہنری کی موت سے ہارڈ ایجنسی کو شدید نقصان پہنچا تھا لیکن تم نے گیری کو ہلاک کر کے ہارڈ ایجنسی کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیا ہے‘‘...... عمران نے تنویر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

’’یہ تو چیک کر لیں کہ وہ کہیں زندہ نہ ہو‘‘...... جولیا نے کہا اور اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر گیری نیچے گرا تھا۔ عمران اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر کچھ آگے جا کر انہیں گہرائی میں چٹانوں پر پڑی گیری کی ٹوٹی پھوٹی لاش واضح نظر آنے لگ گئی۔ وہ چٹانوں پر دونوں بازو کھولے پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر ٹوٹ چکا تھا اور یقیناً باقی جسم کی ہڈیاں بھی ٹوٹ چکی ہوں گی۔

’’اب یہ گروپ تو ختم ہو گیا ہے۔ اب یہاں سے نکل چلیں کیونکہ فائرنگ کی آوازیں پہاڑوں میں گونجی ہوں گی اور شاید ابھی تو وہ لوگ یہ سمجھ رہے ہوں کہ ان کے ساتھی یہاں فائرنگ کر رہے ہیں ورنہ یہاں کمانڈوز کو بھی بھجوایا جا سکتا ہے اور پھر سمندر میں بھی ہمارا پیچھا کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں ہر صورت میں ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے منظر سے آؤٹ ہونا ہے‘‘...... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہارڈ ایجنسی کا چیف گریگ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ابھی تک کوئی اطلاع نہ ملی تھی جبکہ گیری اپنے پورے سیکشن سمیت ماؤنٹ لیبارٹری سے باہر سیکورٹی زون میں موجود تھا اور اسے گیری کی صلاحیتوں کا علم تھا۔ وہ کسی طرح بھی کارکردگی میں عمران سے کم نہ تھا اور چونکہ گیری عمران سے زیادہ بہتر پوزیشن میں تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت گیری کے ہاتھوں ہی ہو گی۔ اسے جولین اور ہنری کی ہلاکت کا بے حد صدمہ تھا کیونکہ یہ دونوں ہارڈ ایجنسی کے سپیشل ایجنٹس تھے اور انہوں نے بطور سپیشل ایجنٹ بے شمار کارنامے سرانجام دیئے تھے لیکن جانے کیوں وہ عمران کے مقابل نہ ٹھہر سکے تھے لیکن اسے گیری پر مکمل بھروسہ تھا۔ اس وقت شام ہونے کے قریب تھی اور وہ اب

اٹھ کر کلب جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گریگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''ماؤنٹ لیبارٹری سیکورٹی سے سیکورٹی انچارج ولیم کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو گریگ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ولیم گیری کا نمبر ٹو تھا۔

''کراؤ بات۔ جلدی''...... گریگ نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں خدشات کے کنکھجورے رینگنے لگے تھے۔

''چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں ماؤنٹ لیبارٹری کی سیکورٹی سے''۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''گیری کہاں ہے۔ اس کی بجائے تم کیوں کال کر رہے ہو''۔ گریگ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس گیری ہلاک ہو چکے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ کو ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو''...... گریگ نے حت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا ذہن واقعی یہ خبر سن کر چند لمحوں کے لئے ماؤف ہو گیا تھا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ باس گیری پہاڑی سے گر کر ہلاک ہوئے ہیں''...... ولیم نے کہا تو گریگ ایک بار پھر چونک پڑا۔

''پہاڑی سے گر کر۔ کیا مطلب''...... گریگ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

''باس اب سے دو گھنٹے پہلے اپنے آفس میں تھے کہ ان کا فون آیا کہ وہ ساحل پہاڑی پر جانا چاہتے ہیں اس لئے مارک اور اس کے گروپ کو کہہ دو کہ وہ تیار ہو جائے اور اسلحہ وغیرہ بھی ساتھ لے لیں۔ چنانچہ مارک سے ان کی بات ہو گی اور مارک اور اس کے چار ساتھی جیپ لے کر تیار ہو گئے۔ پھر باس آ گئے اور وہ سب جیپ میں بیٹھ کر ساحل پہاڑی کی طرف چلے گئے جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔ پھر دور سے میزائل فائر ہونے اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں لیکن ہم اس لئے خاموش رہے کہ باس اور ان کا گروپ فائرنگ کر رہا تھا لیکن جب دو اڑھائی گھنٹے گزر گئے اور نہ ہی باس نے رابطہ کیا اور نہ ہی وہ واپس آئے تو میں نے ان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کسی نے ٹرانسمیٹر اٹنڈ نہ کیا تو میں نے پہلے سے وہاں موجود ایک آدمی تھامسن اور اس کے ساتھ جانے والے مارک سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی ٹرانسمیٹر اٹنڈ نہیں کر رہا تھا جس پر میں دو آدمیوں کو ساتھ لے کر جیپ پر خود وہاں گیا تو وہاں وادی میں باس گیری کی

جیپ موجود تھی۔ ہم اوپر پہاڑی پر گئے تو گہرائی میں چٹانوں پر باس گیری کی لاش ہمیں ملی۔ وہ شاید اوپر سے گرے تھے یا گرائے گئے تھے۔ وہ پشت کے بل چٹانوں پر پڑے تھے۔ ان کے دونوں بازو کھلے ہوئے تھے۔ ان کا سر ٹوٹ چکا ہے اور ان کے جسم کی بھی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہم پریشان ہو کر مزید اوپر گئے تو تقریباً اڑھائی سو فٹ کی بلندی پر ایک جگہ مارک، تھامسن اور مارک کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ملیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان کا اسلحہ بھی وہیں قریب ہی پڑا تھا۔ ہم نے وہاں تمام چیکنگ کی لیکن کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ ہم لاشیں اٹھا کر واپس آ گئے اور اب آپ کو اطلاع دینے کے لئے کال کر رہا ہوں''۔ ولیم نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

''جب وہاں اور کوئی آدمی موجود نہیں تھا تو کیا بھوتوں نے مارک اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ اور میزائل فائر کئے اور گیری کو اوپر سے نیچے پھینکا ہے۔ کیا گیری کے جسم پر گولیوں کے نشان نہیں ہیں''...... گریگ نے الجھے ہوئے لہجے میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ہم نے پورا ایریا گھوما ہے۔ ہم ساحل تک بھی گئے اور دوسری بھی تمام جگہیں دیکھیں لیکن وہاں واقعی کوئی آدمی موجود نہ تھا''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ لوگ کہیں لیبارٹری میں نہ ہوں''...... گریگ نے کہا۔

''نو چیف۔ لیبارٹری کے سامنے تو ہم موجود ہیں۔ ہمیں کراس کئے بغیر وہ لیبارٹری میں جا ہی نہیں سکتے''..... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا لیبارٹری سے رابطہ ہے فون پر یا کسی اور ذریعے سے''۔ گریگ نے کہا۔

''باس گیری کا تھا۔ ہمارا نہیں ہے۔ البتہ ہمیں لیبارٹری میں داخل ہونے کے ایک سپیشل راستے کا علم ہے لیکن وہ راستہ سیلڈ ہے''۔ ولیم نے کہا۔

''کیا وہ باہر سے کھولا جا سکتا ہے''..... گریگ نے پوچھا۔

''یس چیف۔ ایمرجنسی میں ایسا کیا جا سکتا ہے''..... ولیم نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں لیبارٹری انچارج ڈاکٹر فلپ سے بات کرتا ہوں۔ پھر تم سے بات ہو گی''..... گریگ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی لیکن گھنٹی مسلسل بجتی رہی اور کسی نے فون اٹنڈ نہیں کیا حتیٰ کہ ایک مخصوص وقفے کے بعد گھنٹی بجنا بند ہو گئی اور رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ولیم بول رہا ہوں''..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سیکورٹی انچارج ولیم کی آواز سنائی دی۔ گریگ نے دانستہ فون سیکرٹری کو درمیان سے ہٹا کر ولیم کو ڈائریکٹ کال کی تھی کیونکہ وہ لیبارٹری کے سلسلے میں ولیم کو ہدایات دینا چاہتا تھا۔

''چیف بول رہا ہوں''..... گریگ نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''لیبارٹری میں کوئی فون اٹنڈ نہیں کر رہا۔ تم وہ سپیشل راستہ کھول کر اندر جاؤ اور صورت حال کو چیک کر کے انچارج ڈاکٹر فلپ سے میری بات کراؤ''..... چیف نے کہا۔

''یس چیف''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ نے رسیور رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اسے گیری کی ہلاکت کا بے پناہ صدمہ پہنچا تھا۔

''یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ ہارڈ ایجنسی تو ایک لحاظ سے ختم ہو گئی ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ یہ لوگ بھوت ہیں، جن ہیں، مافوق الفطرت ہیں۔ کیا ہیں یہ لوگ''..... گریگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ ہٹائے اور اٹھ کر ایک طرف موجود دیوار کے ساتھ رکھے ہوئے ریک میں سے شراب کی ایک بوتل اٹھائی اور ساتھ ہی ایک گلاس اٹھا کر وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھول کر شراب گلاس میں انڈیلی اور پھر

اس نے گھونٹ گھونٹ شراب پینا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی اسے محسوس ہوا کہ اس کے ذہن پر موجود شدید دباؤ اب خاصا کم ہو گیا ہے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ چیف بول رہا ہوں''..... گریگ نے کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں لیبارٹری سے۔ یہاں سب بے ہوش پڑے ہیں۔ انہیں کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ میں نے ڈاکٹر فلپ کو جبراً ان کے حلق میں پانی ڈال کر ہوش دلایا ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں''..... ولیم نے کہا۔

''ڈاکٹر فلپ میں گریگ بول رہا ہوں ہارڈ ایجنسی کا چیف۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے''..... گریگ نے کہا۔

''مجھے تو خود سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے کہ اچانک میری ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ذہن پر اندھیرا سا چھا گیا اور اب ہوش آیا ہے تو یہ صاحب موجود ہیں جو اپنا نام ولیم بتاتے ہیں''..... ڈاکٹر فلپ نے رک رک کر کہا۔ لہجے اور آواز سے ہی یہ بوڑھا آدمی محسوس ہو رہا تھا۔

''آپ پلیز چیک کر کے مجھے بتائیں کہ پاکیشیائی ڈاکٹر کمال لیبارٹری میں موجود ہیں یا نہیں اور آپ کو بے ہوش کرنے والے کہاں سے داخل ہوئے تھے۔ لیبارٹری کا کیا نقصان ہوا ہے۔ یہ

سب چیک کر کے بتائیں۔ ولیم کو رسیور دیں''..... گریگ نے کہا۔

''یس چیف۔ ولیم بول رہا ہوں''..... دوسری طرف سے ولیم کی آواز سنائی دی۔

''ولیم۔ ڈاکٹر فلپ بوڑھے آدمی ہیں۔ ان کی مدد کرو اور جب یہ ساری چیکنگ کر لیں تو میری ان سے بات کراؤ''..... گریگ نے کہا۔

''یس چیف''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریگ نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر شراب کا گلاس اٹھا لیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو گریگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ گریگ بول رہا ہوں''..... گریگ نے کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں چیف۔ ڈاکٹر فلپ سے بات کریں''۔ دوسری طرف سے ولیم کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر فلپ''..... گریگ نے کہا۔

''پاکیشیائی ڈاکٹر کمال حسین غائب ہے۔ باقی کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا اور تمام راستے بھی ویسے ہی سیلڈ ہیں لیکن ڈاکٹر کمال نجانے کس طرح اور کہاں غائب ہو گیا ہے''..... ڈاکٹر فلپ نے کہا تو گریگ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ڈاکٹر کمال غائب ہے۔ کیا مطلب۔ کیا وہ دھواں بن کر اڑ گیا ہے یا وہ جن بھوت تھا کہ غائب ہو گیا ہے''..... گریگ نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ تمام راستے بدستور سیلڈ ہیں اور اندر سے صرف وہ سپیشل وے کھلا ہے جو سیکورٹی کی طرف ہے اور اسے دانستہ ایسا رکھا گیا تھا تاکہ یہ باہر سے بھی کھولا جا سکے ورنہ تو کوئی راستہ بھی باہر سے نہیں کھولا جا سکتا اور دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر کمال خود کسی صورت نہیں جا سکتا تھا۔ پھر بھی وہ چلا گیا ہے۔ کیوں''...... ڈاکٹر فلپ کے لہجے میں حیرت ٹپک رہی تھی۔

''آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کمال خود نہیں جا سکتا تھا''...... گریگ نے کہا۔

''اس لئے کہ وہ ڈاکٹر سائل کو چھوڑ کر نہ جا سکتا تھا۔ میں نے پہلے بھی ڈاکٹر سائل کے بارے میں آپ کو بتایا تھا اور ڈاکٹر سائل بھی یہاں بے ہوش پڑی ہوئی ہے''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا۔

''ڈاکٹر کمال اپنے اصل چہرے میں تھا''...... گریگ نے پوچھا۔

''ہاں۔ اوہ۔ اوہ۔ ایک بات مجھے یاد آ رہی ہے۔ آپ فوراً ایکشن لیں اور ڈاکٹر کمال کو ٹریس کریں اور اسے واپس لیبارٹری میں پہنچائیں تاکہ اس اہم فارمولے پر کام کو آگے بڑھایا جا سکے''۔ ڈاکٹر فلپ نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کون سی بات ڈاکٹر فلپ''...... گریگ نے کہا۔

''ہم نے احتیاطاً ڈاکٹر کمال کے جسم میں ایک خصوصی چپ فٹ کر دی تھی۔ اس کو آن کرنے والی مشین ہمارے پاس ہے۔

میں اس مشین کا نمبر بتاتا ہوں۔ آپ اس نمبر پر سیل فون سے فون کریں تو یہ مشین آن ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر کمال کے جسم میں موجود چپ بھی آن ہو جائے گی اور پھر جس طرح سیٹلائٹ ٹریکر کام کرتا ہے اس طرح آپ کے سیل فون کی سکرین پر۔ جہاں بھی ڈاکٹر کمال موجود ہوگا ٹریکر رہنمائی کرے گا''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا اور ساتھ ہی مخصوص نمبر بھی بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چیک کراتا ہوں''...... گریگ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ بلیک بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''گریگ بول رہا ہوں''...... گریگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ آپ۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے اس بار چونک کر کہا گیا۔

''بلیک۔ فوراً ایک کال کرو۔ کرانس کی ایک لیبارٹری جو لائبیریا میں ہے اچانک ایک سائنس دان وہاں سے پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے۔ اس کے جسم میں ایک مخصوص چپ موجود ہے جس کا علم اس سائنس دان کو بھی نہیں ہے۔ یہ کارروائی چونکہ لائبیریا میں ہوئی ہے اس لئے یہ سائنس دان ابھی لائبیریا میں ہی ہوگا اور میں تمہیں ایک نمبر بتاتا ہوں۔ تم یہ نمبر اپنے سیل فون پر پریس کرو۔ لیبارٹری

میں موجود اس چپ کو آپریٹ کرنے والی مشین آن ہو جائے گی اور پھر جس طرح سیٹلائٹ ٹریکر کام کرتا ہے اس طرح یہ مشین تمہارے سیل فون پر ٹریکنگ کرتی ہوئی تمہیں اس چپ تک پہنچا دے گی۔ تم نے اس سائنس دان کو بے ہوش کرنا ہے۔ ہلاک نہیں کرنا صرف بے ہوش کرنا ہے اور پھر مجھے اطلاع دینا۔ میرے آدمی اسے واپس لے جائیں گے اور تمہیں اس کا معاوضہ تمہارے تصور سے بھی زیادہ مل جائے گا اور ہاں سنو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سائنس دان خود نہ گیا ہو بلکہ اسے کچھ لوگوں نے اغوا کیا ہو۔ ایسی صورت میں تم نے ان سب کا خاتمہ کر دینا ہے۔ بہرحال سائنس دان ہمیں زندہ چاہئے''...... گریگ نے اس طرح تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا جیسے اسے بے حد جلدی ہو اور ساتھ ہی مخصوص نمبر بھی بتا دیا۔

''لیکن آپ کی ایجنسی کہاں ہے۔ پچھلے دنوں میں نے گیری کو لائبیریا میں دیکھا تھا''...... بلیک نے کہا۔

''تمام ایجنٹ اس وقت لائبیریا سے بہت دور ہیں اور ان کی واپسی تک سائنس دان ملک سے باہر چلا جائے گا اس لئے تمہیں کہہ رہا ہوں''...... گریگ نے بات کو گول مول کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ لیکن ایک لاکھ ڈالرز معاوضہ ہو گا اور اگر قتل و غارت ہوئی تو دس لاکھ ڈالرز''...... بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دس لاکھ ڈالرز ہی لینا۔ مجھے منظور ہے لیکن کام فوری

کراؤ۔ فوری''...... گریگ نے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں رپورٹ دوں گا۔ گڈ بائی''...... بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اسے یقین تھا کہ بلیک ڈاکٹر کمال کو ٹریس کر لے گا اور پھر اسے ساتھ لے جانا اس کے لئے مشکل نہ ہو گا اس لئے وہ قدرے مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ابھی چند منٹ پہلے لائبیریا کی مضافاتی کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچا تھا جس میں وہ لیبارٹری جانے سے پہلے رہائش پذیر تھے۔ کوٹھی کا چوکیدار کرس ان کی واپسی پر کوٹھی میں موجود تھا۔ عمران نے اسے ایک بڑا نوٹ دے کر مارکیٹ جا کر چائے کا سامان لے آنے کا کہہ دیا چونکہ جیپ میں ڈاکٹر کمال ابھی تک بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا اور عمران چوکیدار کرس کے سامنے بے ہوش ڈاکٹر کمال کو اندر نہ لے جانا چاہتا تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ کرس تجسس کے ہاتھوں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور یہ ان کے لئے خطرناک ہو سکتا تھا اور عمران ایک بے گناہ آدمی کو ہلاک بھی نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے مارکیٹ بھیج دیا تھا۔ کرس کے جانے کے بعد عمران کے کہنے پر جیپ میں موجود بے ہوش ڈاکٹر کمال کو اٹھا کر اندر کمرے میں

لے جایا گیا۔

''صفدر۔ تم اس کرس کا خیال رکھنا۔ ویسے اس کے آنے سے پہلے میں ڈاکٹر کمال کو ہوش میں لے آؤں گا لیکن اسے اصل حقیقت کا علم نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اسے ختم کر دو''...... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق کہا۔

''ابھی نہیں۔ بعد میں ضرورت ہوئی تو دیکھا جائے گا''۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے کرسی پر ڈھیلے انداز میں پڑے ہوئے ڈاکٹر کمال کی گردن کے عقبی حصے میں تیز دھار خنجر سے مخصوص انداز میں کٹ لگایا اور کٹ سے خون بہنے لگا تو ڈاکٹر کمال کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔

''یہاں فرسٹ ایڈ باکس بھی موجود ہے۔ اس کی بینڈیج کرنا پڑے گی''...... جولیا نے کہا اور ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے خنجر کو کمرے میں موجود ٹشو پیپرز کے ڈبے سے ٹشو نکال کر صاف کیا اور پھر اسے واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر کمال ایک جھٹکے سے اٹھ کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو اور ماحول کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کا ذہن ماؤف ہو گیا ہو۔ پھر اس کا ہاتھ اس کی گردن کی عقبی طرف گیا۔

''آؤ تنویر اس کی بینڈیج کر دو''...... جولیا نے تنویر سے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم۔ تم سب کون ہو۔ میں کہاں ہوں۔ یہ خون۔ یہ کیا یہ سب کچھ''...... ڈاکٹر کمال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم پاکیشیا سے یہاں آپ کو واپس لے جانے کے لئے آئے ہیں کیونکہ جس فارمولے پر پاکیشیا میں آپ کام کر رہے تھے وہ پاکیشیا کے دفاع کے لئے نہ صرف انتہائی اہم ہے بلکہ اس پر پاکیشیا کا کثیر سرمایہ بھی خرچ ہو چکا ہے اور دیکھ لیں ہم آپ کو ماؤنٹ لیبارٹری کے اندر سے اٹھا لائے ہیں اور ہاں۔ آپ کو ہوش میں لانے کے لئے آپ کی گردن کے عقبی حصے پر کٹ لگانا پڑا ہے جس کی وجہ سے خون بہہ رہا ہے۔ پہلے بینڈیج کرا لیں پھر مزید باتیں ہوں گی''...... عمران نے مسکرا کر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن ڈاکٹر کمال کے چہرے پر ابھی تک الجھن کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ خاموش رہے اور تنویر نے ان کی گردن کی عقبی سائیڈ کی باقاعدہ بینڈیج کر دی اور پھر فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر اس نے واپس الماری میں رکھ دیا۔

''آپ کیسے پاکیشیائی ہیں۔ آپ تو یورپی ہیں البتہ آپ پاکیشیائی زبان واقعی اس کے اپنے لہجے میں بول رہے ہیں''۔ ڈاکٹر کمال نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور ہم میک اپ میں ہیں۔

آپ کہیں تو آپ کی بات سرداور سے کرا دوں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کمال بے اختیار چونک پڑے۔ ان کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''آپ نے سرداور کا نام لے کر مجھے یقین دلا دیا ہے۔ آپ واقعی پاکیشیائی ہیں۔ اب بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ واپس پاکیشیا جانے کے لئے تیار ہوں۔ البتہ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے اب مجھ سے پوچھا ہے۔ اگر آپ چار پانچ دن پہلے پوچھتے تو میں ہرگز واپس نہ جاتا''...... ڈاکٹر کمال نے قدرے جذباتی انداز میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''کیوں۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہ دل کا معاملہ تھا ایسا معاملہ جس پر ہر چیز کی قربانی دی جا سکتی ہے۔ میرے ساتھ ایک خاتون سائنس دان ڈاکٹر سائل بھی تھیں۔ ہم ایک دوسرے سے بہت زیادہ کمٹڈ تھے۔ اس کے بغیر میں واپس جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن ایک بار میں نے ڈاکٹر سائل اور لیبارٹری انچارج ڈاکٹر فلپ کے درمیان ہونے والی بات چیت سنی تو میرے دل کو شدید صدمہ پہنچا۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ سب ڈرامہ ہے۔ اگر آپ مجھے یہاں نہ لینے آتے تو شاید میں اسے ہلاک بھی کر دیتا۔ بہرحال اب ڈاکٹر سائل سے میرا کوئی دلی اور جذباتی وابستگی نہیں ہے اس لئے اب میں تمہارے

ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں''...... ڈاکٹر کمال نے جذباتی لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے لیکن اسی لمحے عمران کی اندرونی جیب سے ہلکی سی سیٹی کی آواز رک رک کر سنائی دینے لگی تو عمران نے چونک کر تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ڈی واچ تھی جو جدید ترین ایجاد تھی اور جسے عمران ایک بار پہلے بھی استعمال کر چکا تھا۔ اس کا ایک خانہ جس کا رنگ زرد تھا تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے گھڑی کی ایک سائیڈ میں موجود خفیہ بٹن پریس کر دیا تو وہ اس طرح اچھلا جیسے اسے طاقتور الیکٹرک شاک لگا ہو۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ کے جسم میں سگنل دینے والی کوئی سائنسی چپ بھی ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھے ڈاکٹر کمال سے کہا تو وہ چونک پڑے۔

''سگنل دینے والی چپ۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر کمال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیپٹن شکیل اور تنویر تم دونوں ڈاکٹر کا کوٹ اتارو اور شرٹ عقب سے پھاڑ دو۔ جلدی کرو ورنہ دشمن عین ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں بھوکے چیتوں کی طرح ڈاکٹر کمال پر جھپٹ پڑے۔ ڈاکٹر

کمال بے اختیار خوفزدہ ہو کر چیخنے لگا۔

''خاموش رہو ورنہ''...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کمال کی چیخیں اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئیں۔ تنویر نے اس کا کوٹ اتارا اور پھر ایک جھٹکے سے شرٹ کو پھاڑ دیا۔

''بنیان بھی پھاڑ دو۔ جلدی کرو''...... عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر خنجر نکالتے ہوئے کہا تو تنویر نے شرٹ کی طرح بنیان کو بھی ایک جھٹکے سے پھاڑ دیا جبکہ کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر کمال کو پکڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کمال کا جسم اب اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ وہ شاید شدید خوفزدہ ہو گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گھڑی جس سے اب بھی رک رک کر سیٹی کی آواز نکل رہی تھی کو ڈاکٹر کمال کی پشت کے قریب کیا اور پھر اس نے گھڑی کو کوٹ کی بیرونی جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے خنجر کی نوک کی مدد سے ڈاکٹر کمال کی پشت کی ایک سائیڈ کے گوشت کو کاٹ دیا۔ ڈاکٹر کمال کا جسم مزید لرزنے لگا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخیں نکلنے لگیں۔ اب اس کا جسم پھڑکنے لگا تھا لیکن کیپٹن شکیل کی آہنی گرفت میں پھڑکنا تو ایک طرف وہ تیز حرکت بھی نہ کر سکتا تھا اور چند لمحوں بعد عمران نے ایک چھوٹا سا بٹن نما آلہ جو خون میں ڈوبا ہوا تھا ڈاکٹر کمال کی پشت سے علیحدہ کر دیا۔

''جولیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بینڈیج کر دو۔ جلدی کرو''...... عمران

نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے مڑی اور الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری سے میڈیکل باکس اٹھایا اور واپس آ کر اس نے میڈیکل باکس کو زمین پر رکھ کر اسے کھولا۔ صالحہ بھی اس کی مدد کے لئے آ گئی اور پھر ان دونوں نے ڈاکٹر کمال کے زخم کی بینڈیج کرنا شروع کر دی جبکہ عمران نے جیب سے وہ گھڑی جسے وہ ڈی واچ کہتا تھا نکالی اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اب ڈی واچ سے نہ صرف سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی تھی بلکہ زرد رنگ کا جو حصہ مسلسل جل بجھ رہا تھا وہ بھی آف ہو گیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کمرے سے ملحقہ باتھ روم کا رخ کیا اور اس نے خنجر کو دھونے کے بعد ایک طرف رکھا اور پھر دوسرے ہاتھ میں موجود بٹن نما آلہ آگے بڑھا دیا اور اسے پانی سے اچھی طرح دھو دیا تو اب اس کی اصل ہیئت سامنے آ گئی۔ عمران نے خنجر اٹھا کر واپس جیب میں ڈالا اور بٹن اٹھائے وہ واپس کمرے میں آیا تو ڈاکٹر کمال کے چہرے پر اب سکون تھا۔ اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

''ڈاکٹر کمال۔ یہ سائنسی چپ انہوں نے آپ کے جسم میں لگائی ہوئی تھی جس کا آپ کو علم نہیں تھا۔ یہ سیٹلائٹ لنکڈ ہے۔ اب انہوں نے اس کو آن کیا ہے تو یقیناً وہ ٹریکنگ کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ جاتے اور ہمیں معلوم ہی نہ ہوتا لیکن جیسے ہی یہ چپ آپریٹ ہوئی اس نے سگنل دینے شروع کر دیئے اور میری جیب

میں موجود ڈی واچ نے بھی کاشن دینا شروع کر دیا۔ اس طرح مجھے اس چپ کا علم ہو گیا اور میں نے اسے نکال لیا۔ جسم سے علیحدہ ہوتے ہی یہ چپ بند ہو گئی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ یہاں تک پہنچ چکے ہوں یا پھر راستے میں ہی رک گئے ہوں۔ بہرحال ہمیں اب انہیں روکنا ہے''...... عمران نے ڈاکٹر کمال سے مخاطب ہو کر کہا۔

''حیرت ہے۔ مجھے تو آج تک اس کا احساس تک نہیں ہو سکا''۔ ڈاکٹر کمال نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ بٹن اپنی جیب میں ڈالا اور پھر دوسری جیب سے اس نے اپنا سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس نے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رابطہ ہو گیا۔

''یس۔ ہیڈکوارٹر'' رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اپنے چیف گریگ سے بات کراؤ اور سنو۔ اسے بتا دینا کہ اگر اس نے بات نہ کی تو پھر ماؤنٹ لیبارٹری تنکوں کی طرح فضا میں بکھیر دی جائے گی''۔ عمران نے خاصے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں۔ پلیز ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے قدرے

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ چیف آف ہارڈ ایجنسی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بھاری لہجے میں کہا گیا۔

''گریگ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ مجھے افسوس ہے کہ تمہاری ہارڈ ایجنسی اب ہارڈ نہیں رہی بلکہ سافٹ ایجنسی بن چکی ہے۔ ویسے اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ تمہارے سپیشل ایجنٹوں نے خود ہی موت کو گلے لگا لیا اور ہاں۔ تم ڈاکٹر کمال کے جسم میں موجود چپ کو آن کر کے سمجھ رہے ہو گے کہ اب تم انہیں واپس لے جا سکو گے اور ہمیں نقصان پہنچا سکو گے تو یہ بات ذہن سے نکال دو۔ وہ چپ میں نے ڈاکٹر کمال کے جسم سے علیحدہ کر کے اسے آف کر دیا ہے''...... عمران نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے بند لیبارٹری سے ڈاکٹر کمال کو باہر کیسے نکالا''...... دوسری طرف سے چپ والی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے سمندر کے راستے ساحل پہاڑی تک پہنچنے اور وہاں ہونے والی تمام واردات کو مختصر طور پر بتا دیا۔

''تم لیبارٹری کے اندر گئے تھے''...... گریگ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو تو میں نے بھی

اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ اب اگر تمہاری ایجنسی یا تمہاری حکومت نے پاکیشیا کے ڈاکٹر کمال یا کسی بھی اور سائنس دان کو اغوا کرنے کی کوشش کی یا پاکیشیا میں کوئی بھی ایسا مشن سرانجام دیا جس میں پاکیشیا کے مفادات کو معمولی سا نقصان بھی ہو سکے تو تمہاری نہ صرف ماؤنٹ لیبارٹری بلکہ کرانس میں اور جتنی بھی لیبارٹریاں ہیں سب کو اڑا دیا جائے گا اور یہ بھی سن لو کہ ماؤنٹ لیبارٹری میں دو خصوصی بم اس طرح نصب کئے گئے ہیں کہ تمہارے سائنس دان لاکھ کوششیں کریں انہیں ٹریس نہیں کر سکتے اور ان دونوں پر سپیشل وائرلیس آپریٹس نصب ہیں اس لئے ہم دنیا کے کسی بھی کونے میں جا کر ایک بٹن پریس کریں گے اور تمہاری ماؤنٹ لیبارٹری سائنس دانوں سمیت ریت کے ذروں میں تبدیل ہو جائے گی اور میرا وعدہ کہ اگر تم نے پاکیشیا کے خلاف دو ماہ تک کوئی کام نہ کیا تو میں تمہیں فون کر کے لیبارٹری میں ان بموں کی تنصیب کے بارے میں بتا دوں گا۔ اب مزید میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اب جو کچھ ہو گا تمہارے ایکشن کا ری ایکشن ہو گا۔ گڈ بائی''...... عمران نے تیز اور سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیل فون آف کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

''کیا ضرورت تھی اسے الرٹ کرنے کی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس وقت تک وہ تمام ہوائی اڈوں، زمینی اور سمندری راستوں

پر ریڈ الرٹ کرا چکا ہوگا اور ہم نے بہرحال ڈاکٹر کمال کو زندہ اور صحیح سلامت لے جانا ہے۔ اب میری دھمکی کے بعد وہ یقیناً سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اپنی لیبارٹری کو داؤ پر نہ لگائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ صالحہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

رسیور رکھ کر گریگ نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

''سب کچھ غلط ہوا۔ سب کچھ غلط ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے اور اگر انہوں نے لیبارٹری تباہ کر دی تو پھر حالات خطرناک رخ اختیار کر لیں گے۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ''۔ گریگ نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے خودکلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی اس کی بڑبڑاہٹ جاری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اب کیا ہوگیا۔ اب کوئی اور بری خبر سننا رہ گئی ہے''۔ گریگ نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گریگ نے کہا۔

''لائبیریا سے بلیک کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی

فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... گریگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ بلیک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد بلیک کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ گریگ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے''...... گریگ نے دانستہ کہا کیونکہ عمران اسے پہلے بتا چکا تھا کہ ڈاکٹر کمال کے جسم میں موجود چپ نکال کر آف کر دی گئی ہے لیکن وہ جاننا چاہتا تھا کہ بلیک نے کیا کامیابی حاصل کی ہے۔

''چپ آپریٹ ہو گئی تھی اور ہم اس سے اشارے حاصل کر کے اس کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک چپ آف ہو گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ چپ نے کسی بھی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ البتہ ہم اس کے آف ہونے سے پہلے اس کالونی میں داخل ہو چکے تھے جس میں یہ چپ کام کر رہی تھی لیکن یہ خاصی بڑی رہائشی کالونی ہے۔ اب انہیں کیسے ٹریس کیا جائے''...... بلیک نے کہا۔

''اب اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ وہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا میک اپ تبدیل کر چکے ہوں۔ صرف اس چپ کے ذریعے ہی انہیں ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ اب ان کی تلاش بند کر دو ورنہ وہ تمہیں یا تمہارے آدمیوں کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... گریگ نے کہا۔

''لیکن میرا معاوضہ۔ اس کا کیا ہو گا''...... بلیک نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے جب کام ہی نہیں ہو پا رہا تو پھر معاوضہ کیسا''۔ گریگ نے کہا۔

''تم کہہ رہے ہو کہ کام بند کر دوں۔ میں تو انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ میں اس کالونی میں پہنچ چکا ہوں۔ مجھے ان کے بارے میں مزید تفصیل بتاؤ''...... بلیک نے کہا۔

''میرے پاس سوائے اس چپ کے اور کوئی تفصیل موجود نہیں ہے''...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میرا معاوضہ بھجوا دو ورنہ تم جانتے ہو کہ بلیک کیا کر سکتا ہے''...... بلیک نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دو روز تک بھجوا دوں گا''...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے چونک کر رسیور اٹھایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ آرنلڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد بھاری تھا۔

''گریگ بول رہا ہوں چیف آف ہارڈ ایجنسی''...... گریگ نے

کہا۔

''اوہ آپ۔ حکم۔ آج کیسے یاد کر لیا آرنلڈ کو''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''لائبیریا میں بلیک کلب کا بلیک ہے۔ جانتے ہو نا اسے''۔ گریگ نے کہا۔

''ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں کوئی خاص بات''۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''اسے فوری فنش کرانا ہے۔ کیا معاوضہ لو گے''...... گریگ نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

''صرف اسے ہلاک کرنا ہے یا اس کے پورے کلب کو میزائلوں سے اڑانا ہے اس میں موجود آدمیوں سمیت''...... اس بار آرنلڈ کا لہجہ گریگ سے بھی زیادہ سفاکانہ ہو گیا۔

''صرف بلیک کو اور وہ بھی فوری''...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم سے صرف پانچ لاکھ ڈالرز''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ ڈن۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ اور بینک کی تفصیل بھی''...... گریگ نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے قلمدان سے بال پوائنٹ نکال کر اس نے پیڈ پر لکھنا شروع کر دیا کیونکہ آرنلڈ نے بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی تھی۔

''او کے۔ میں ابھی معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیتا

ہوں''...... گریگ نے کہا۔

''جیسے ہی معاوضہ پہنچے گا تمہیں اطلاع بھی مل جائے گی''۔ آرنلڈ نے کہا تو گریگ نے دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کا سن کر رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گریگ نے کہا۔

''سر ہائمن کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... گریگ نے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ سر ہائمن کرانس کے سیکرٹری سائنس تھے اور ہارڈ ایجنسی بھی ان کے تحت تھی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ گریگ بول رہا ہوں''...... گریگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے ماؤنٹ لیبارٹری کے ڈاکٹر فلپ نے کال کر کے تفصیل بتائی ہے۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال بند اور سیلڈ لیبارٹری سے غائب ہو چکے ہیں اور ڈاکٹر فلپ اور اس کے سارے ساتھی بے ہوش پڑے رہے ہیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وہاں سیکورٹی بھی تمہاری تھی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا مشن بھی تمہارا تھا۔ پھر''...... سیکرٹری سائنس سر ہائمن نے خاصے غصیلے لہجے میں

کہا۔

''یس سر۔ انہوں نے درست اطلاع دی ہے۔ وہاں سیکورٹی پر موجود میرا اسپیشل ایجنٹ گیری بھی اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا ہے اور یہ ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے۔ لیکن سر۔ ہم ان کے پیچھے ہیں۔ وہ ہم سے بچ کر نہ جا سکیں گے''...... گریگ نے کہا۔

''سوری مسٹر گریگ۔ آپ نے کرانس کی ناک کٹوا دی ہے۔ اتنا بڑا ملک ایک پسماندہ سے ملک کے ایجنٹوں کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ یہ ناقابل برداشت ہے اور میں چیف سیکرٹری سر کارسن کے نوٹس میں یہ معاملہ لا رہا ہوں۔ آپ اپنے آپ کو فارغ سمجھیں اور اب آپ کی ایجنسی بھی ختم کر کے نئی ایجنسی قائم کریں گے''...... دوسری طرف سے غصے کے عالم میں چیختے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گریگ نے رسیور رکھ کر ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری سر کارسن انتہائی سخت آفیسر ہیں اور انہوں نے گریگ کو نہ صرف فارغ کر دینا ہے بلکہ ساتھ ہی اس پر مقدمہ چلائے جانے اور اسے سزا دینے کی کارروائی بھی شروع کرا دینی ہے اور اسے اس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا اس لئے وہ بے حد پریشان نظر آنے لگ گیا تھا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ جولیا نے مشن کی جو رپورٹ دی ہے اس میں آپ کے خلاف لکھا ہے کہ آپ اب اس حد تک نرم دل ہو گئے ہیں کہ اب آپ کو بطور ایجنٹ کام نہیں کرنا چاہئے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے دل کے بارے میں لکھا ہے اس نے اپنی رپورٹ میں۔ کیا واقعی جولیا نے لکھا ہے کہ عمران کا بھی دل ہے''...... عمران نے ایسے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا جیسے بلیک زیرو کے ہاں کہنے سے اسے زندگی کی سب سے بڑی خوشی مل جائے گی تو بلیک زیرو

بے اختیار ہنس پڑا۔

''ویسے عمران صاحب۔ آپ کو اس قدر رحم کیوں آنے لگ گیا ہے دشمنوں پر۔ اب آپ نے لیبارٹری میں بم نصب کر دیئے لیکن انہیں فائر نہیں کیا۔ اس کی وجہ جبکہ دشمن کو جس قدر نقصان پہنچایا جا سکے پہنچانا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس لیبارٹری کو تباہ نہ کرنے کی وجہ سے تو ڈاکٹر کمال صحیح سلامت واپس آ گیا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''وہ کیسے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے تفصیل سے بتایا کہ اس نے فون کر کے ہارڈ ایجنسی کے چیف گریگ کو دھمکی دی تھی کہ اگر ڈاکٹر کمال کو روکا گیا یا دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تو لیبارٹری کو اڑا دیا جائے گا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی۔

''جولیا نے یہ لکھا ہے کہ آپ نے گریگ کو فون کیا لیکن اس کا کہنا ہے کہ آپ چاہتے تو لیبارٹری تباہ کر کے بھی وہاں سے ڈاکٹر کمال کو صحیح سلامت نکال لاتے لیکن آپ نے دانستہ نرم دلی سے کام لیتے ہوئے لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا اور سائنس دانوں کو بھی زندہ چھوڑ دیا تاکہ وہ انتہائی خطرناک ہتھیار پاکیشیا کے خلاف ایجاد کرتے رہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا کے خلاف۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کرانس کی پاکیشیا سے کیا دشمنی ہے اور ان کے درمیان تو انتہائی فاصلہ ہے۔ اتنا فاصلہ کہ شاید بین البراعظمی میزائل بھی پاکیشیا تک نہ پہنچ سکے''...... عمران نے کہا۔

''کرانس اور کافرستان کے درمیان دفاعی معاہدہ موجود ہے عمران صاحب۔ کرانس کافرستان کو جدید ہتھیار فروخت کر سکتا ہے اور کافرستان اسے بہرحال پاکیشیا کے خلاف ہی استعمال کرے گا''...... بلیک زیرو نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان بغیر کسی خاص وجہ کے یہاں فون نہ کر سکتا تھا۔

''عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے''۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ قدرے سخت تھا۔

''سر سلطان کا فون آیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں انہیں فون کریں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور کریڈل

دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ بلیک زیرو بھی یہ آواز سن رہا تھا اور پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ ورنہ مجھے خود وہاں آنا پڑے گا اور میرے پاس پٹرول کے پیسے بھی نہیں ہیں''...... عمران نے آخر میں رو دینے والے لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''بات کیجئے جناب''...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''جناب۔ اس عمر میں بھی آپ یس کہنے کی پریکٹس کر رہے ہیں۔ مجھے آنٹی کو بتانا پڑے گا۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو تین بار یس کہہ دیں اور آنٹی دیکھتی ہی رہ جائیں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''تم اصل شیطان ہو۔ نانسنس''...... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کا ہی بھتیجا ہوں۔ اب آپ جو مرضی آئے کہیں۔ لیکن سلیمان کو نادر شاہی حکم دینے کی کیا ضرورت تھی کہ اس نے شہر کے

ہر کنویں میں تلاش کے لئے بانس ڈلوا دیئے''...... عمران نے محاورے کو اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے کرانس میں کوئی مشن مکمل کیا ہے''...... سرسلطان نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ دو روز قبل ہی ہماری کرانس سے واپسی ہوئی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔

''تمہیں معلوم ہے کہ کرانس کے چیف سیکرٹری پاکیشیا کے لئے کتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ ویسے بھی میرے ساتھ ان کے برادرانہ تعلقات ہیں۔ وہ تم سے سخت ناراض ہیں کہ تم نے کرانس میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ تم نے کرانس کی سرکاری ایجنسی کے سپیشل ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے مطابق تم نے ان کی ایک اہم ترین لیبارٹری میں بم نصب کر دیئے ہیں''...... سرسلطان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میں کیا اور میری بساط کیا۔ وہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان تھے جنہوں نے اپنے چیف ایکسٹو کے حکم پر ساری کارروائی کی ہے اور الٹا انہوں نے چیف کو میرے خلاف رپورٹ کی ہے کہ میں اب نرم دل بن گیا ہوں اور میں نے کرانس لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا اور کرانس کے بڑے بڑے سائنس دانوں کو

زندہ چھوڑ دیا ہے اور چیف مجھ پر غصہ نکال رہے ہیں کہ میں نے لیبارٹری کیوں تباہ نہیں کی اور میں نے لیبارٹری کو تباہ نہ کر کے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کیا ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم لوگ پیشہ ور قاتلوں کی طرح لوگوں کو ہلاک کرتے پھر رہے ہو۔ کیا ماورائے عدالت کسی کو ہلاک کر دینا قتل نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارا چیف تمہیں ایسے غلط اور غیر قانونی کاموں کی اجازت دے''...... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف تو کیا آپ بھی تو ناراض ہو رہے ہیں اور سر کارسن نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ کرانس کی سرکاری ایجنسی جس کا نام ہارڈ ایجنسی ہے، نے پاکیشیا سے ایک انتہائی اہم سائنس دان ڈاکٹر کمال حسین کو اغوا کر لیا۔ سرداور نے مجھے بلا کر ذاتی طور پر درخواست کی کہ میں چیف کو ڈاکٹر کمال کی واپسی کے مشن پر تیار کروں کیونکہ جس فارمولے پر ڈاکٹر کمال حسین پاکیشیا میں کام کر رہے تھے وہ ملک کے دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے اور اس پر حکومت پاکیشیا خاصا کثیر سرمایہ خرچ کر چکی ہے۔ چنانچہ چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں ٹیم لے کر جاؤں اور ڈاکٹر کمال حسین کو کرانس سے واپس لے آؤں لیکن ہارڈ ایجنسی نے اپنے گروپس کو ہمارے مقابلے پر اتا۔ تاکہ وہ ہمیں ڈاکٹر کمال حسین تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیں۔

لیکن اب جنہیں آپ جیسے نیک لوگوں کی سرپرستی حاصل ہو اور ہم تھے بھی حق پر کیونکہ کرانس نے ہمارے سائنس دان کو اغوا کیا تھا۔ چنانچہ ہارڈ ایجنسی کے سپیشل ایجنٹس لڑائی میں مارے گئے۔ یہ تو میری نرم دلی ہے جس پر الٹا مجھے ڈانٹا جا رہا ہے کہ میں نے لیبارٹری تباہ کرنے کی بجائے اسے کیوں چھوڑ دیا ہے''...... عمران نے تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''وہ اگر لڑائی میں مارے گئے ہیں تو پھر سر کارسن کا گلہ بے سود تھا۔ بہرحال تم مجھے لیبارٹری میں موجود بموں کے بارے میں بتا دو تاکہ میں انہیں بتا دوں۔ ان کی ہارڈ ایجنسی تو ختم کر دی ہے اور بقول سر کارسن کے تمہارے مقابلے پر شکست کھانے کی وجہ سے وہ ہارڈ ایجنسی ہی ختم کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں''۔ سرسلطان نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

''ان کا فون نمبر کیا ہے۔ مجھے بتائیں میں ان سے خود بات کرتا ہوں اور اگر ان کی رہائش گاہ کا نمبر ہو تو زیادہ بہتر ہے تاکہ میں ان کی بیگم آنٹی مارتھا کو شکایت کر سکوں کہ سر کارسن نے ان کے پیارے بھتیجے کی شکایت آپ سے کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم انہیں اس حد تک جانتے ہو''۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تو انہیں اتنا نہیں جانتا جتنا وہ مجھے جانتے ہیں کیونکہ سر کارسن نے میری منت کی تھی کہ میں آنٹی مارتھا کو کہہ کر انہیں چیف

سیکرٹری لگوا دوں کیونکہ آنٹی مارتھا کے والد اس وقت کرانس کے وزیراعظم تھے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو نانسنس۔ اب تم نے جھوٹ بھی بولنا شروع کر دیا ہے۔ سر کارسن تمہارے ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے کے چیف سیکرٹری چلے آ رہے ہیں''...... سرسلطان نے کہا۔

''میں نے جھوٹ نہیں بولا سرسلطان کیونکہ اگر میں کہوں کہ آپ کے سیکرٹری خارجہ کے عہدے پر مسلسل تعیناتی کے پیچھے میں اور آپ کی بیگم اور میری آنٹی کا ہاتھ ہے تو آپ بھی یہی کہیں گے کہ میں تو تمہاری پیدائش سے بھی پہلے کا سیکرٹری خارجہ ہوں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار آہستہ سے ہنس دیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم نے پھر بکواس شروع کر دی۔ نانسنس''۔ سرسلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بکواس نہیں ہے۔ میں ہر سال آنٹی کی منت کرتا ہوں تو آنٹی آپ کی سروس میں توسیع کی اجازت دے دیتی ہیں ورنہ حکومت کی جرأت ہے کہ آنٹی کی مرضی کے خلاف آپ کو سروس میں توسیع دے سکے۔ میری بات پر یقین نہ آئے تو بے شک حکومت سے پوچھ لیں''...... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم واقعی شیطان ہو۔ بہرحال پی اے تمہیں سر کارسن کا نمبر

دے گا''...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ہیلو سر''...... تھوڑی دیر بعد سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ ہیلو سر کا مطلب ہے صرف سر ہلانا ہے باقی جسم نہیں لیکن یہ تو بتا دو کہ سر اثبات میں ہلانا ہے یا نفی میں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پی اے بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے سر کارسن کا فون نمبر اور کرانس کا رابطہ نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ماؤنٹ۔ لیبارٹری''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران لیبارٹری میں فون کرے گا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران کرانس کے چیف سیکرٹری سر کارسن کے نمبر پریس کر رہا ہے۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر فلپ کو کہہ دیں کہ میں انہیں ان بموں کے بارے میں بتانے کے لئے فون کیا ہے جو ہم نے وہاں نصب کئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں ڈاکٹر فلپ بول رہا ہوں''...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''ڈاکٹر فلپ۔ غور سے میری بات سن لیں۔ کرانس کے چیف سیکرٹری سر کارسن نے چونکہ میرے چیف کو فون کر کے درخواست کی ہے کہ میں ان بموں کی لوکیشن بتا دوں جو آپ باوجود لیبارٹری انچارج ہونے کے ٹریس نہیں کر سکے اور جنہیں ہم کسی بھی وقت فائر کر کے آپ سمیت پوری لیبارٹری کو اڑا سکتے ہیں۔ نوٹ کریں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ان بموں کے بارے میں بتا دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ ایسی جگہیں ہیں جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ویسے ڈاکٹر کمال کو آپ جبراً لے گئے ہیں ورنہ وہ یہاں سے جانے والے تو نہیں تھے''...... ڈاکٹر فلپ نے کہا تو عمران کو ان کے لہجے میں ہلکا سا طنز محسوس ہوا۔

''ڈاکٹر فلپ۔ آپ نے ڈاکٹر سائل کی صورت میں جو جال ڈاکٹر کمال پر ڈالا تھا وہ واقعی بے حد کامیاب تھا۔ ڈاکٹر کمال، ڈاکٹر سائل کی اداکاری کو سچ سمجھ کر سچ مچ اسے دل دے بیٹھے تھے لیکن پھر ایک روز ڈاکٹر کمال نے آپ کی اور ڈاکٹر سائل کے درمیان ہونے والی باتیں سن لیں خود اپنے کانوں سے اور انہیں گو دھچکا تو بہت پہنچا لیکن انہیں بہرحال سمجھ آ گئی کہ یہ سب انہیں یہاں

روکنے کے لئے جال پھینکا گیا ہے اس لئے اب ڈاکٹر کمال کو کرانس یاد بھی نہیں آتا۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو چیف سیکرٹری''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو بولنے والی کا لہجہ سن کر ہی سمجھ گیا کہ اب عمران نے چیف سیکرٹری سر کارسن کو فون کیا ہے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور مجھے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے حکم دیا ہے کہ میں سر کارسن کو فون کروں ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے سرکاری سروں کو فون کرنے کا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے مختصر انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس۔ کارسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں سر کارسن۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ سر سلطان نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو فون کر کے بتا دوں کہ آپ کی ہارڈ ایجنسی نے پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کیا تھا۔ ہم نے تو جو کچھ کیا ہے

جوابی کارروائی کے طور پر کیا ہے جس کا ہمیں اصولاً حق حاصل ہے۔ اس کے باوجود میں نے آنٹی مارتھا کا خیال رکھتے ہوئے لیبارٹری کو تباہ نہیں کیا اور نہ ہی آپ کے سائنس دانوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے۔ البتہ ہارڈ ایجنسی کے تین سپیشل ایجنٹ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے آگے بڑھے اور پھر مقابلے میں ہلاک ہو گئے''...... عمران نے کہا۔

''تم نائی بوائے۔ تم نے مجھے فون کر دینا تھا۔ میں پاکیشیائی سائنس دان کو واپس کرا دیتا سیکرٹری سائنس نے ہارڈ ایجنسی کے ساتھ مل کر اپنے طور پر یہ کارروائی کی ہے اور میں نے سیکرٹری سائنس سر ہائمن کو بھی اس کی دفتری سزا دے دی ہے اور ہارڈ ایجنسی کو بھی ختم کرنے اور اس کے چیف گریگ کو فارغ کرنے کے لئے وزیراعظم صاحب کو سمری بھجوا دی ہے۔ تم مجھے ان بموں کی تفصیل بتا دو تاکہ لیبارٹری کو محفوظ رکھا جا سکے اور ہاں۔ آئندہ مارتھا کا ریفرنس نہ دینا۔ مارتھا چھ ماہ پہلے ایک کار ایکسیڈنٹ میں مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئی ہے''...... سر کارسن نے کہا۔

''اوہ۔ ویری سوری سر کارسن۔ آپ نے مجھے اطلاع ہی نہیں دی۔ بہت افسوس ہوا۔ میں نے ماؤنٹ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر فلپ کو فون کر کے پہلے ہی تفصیل بتا دی ہے۔ جہاں تک گریگ کا تعلق ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس لئے پلیز اسے اور ہارڈ ایجنسی کو بحال رکھیں۔ یہ میری درخواست ہے''...... عمران

نے کہا۔

''اگر تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ میں سمری واپس منگوا لیتا ہوں۔ گڈ بائی''...... سر کارسن نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ گریگ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ہارڈ ایجنسی کے چیف گریگ کی آواز سنائی دی کیونکہ عمران نے اس کا ڈائریکٹ نمبر پریس کیا تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ تمہاری ایجنسی ختم کرنے اور تمہیں فارغ کرنے کی سمری چیف سیکرٹری سر کارسن نے وزیراعظم کو بھجوائی تھی۔ میں نے انہیں فون کر کے درخواست کی کہ نہ ہارڈ ایجنسی کو ختم کریں اور نہ ہی اس کے چیف کو فارغ کریں کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر بار ہارڈ ایجنسی ہارڈ رہے۔ کبھی کبھار نرم بھی پڑ جاتی ہے۔ وہ میری بات مان گئے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے خوشخبری سنا دوں۔ بس خیال رکھنا کہ آئندہ پاکیشیا کا رخ نہ کرنا۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے خواہ مخواہ ایجنسی بحال کرا دی۔ ختم ہونے دینا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''صرف دانش منزل میں بیٹھنے سے دانش نہیں آ جاتی۔ ایجنسی تو

انہوں نے بنائی ہی تھی۔ نجانے کس قسم کی بنتی اور کون اس کا چیف بنتا۔ اب گریگ کم از کم پاکیشیا کے خلاف کام کرنے سے پہلے ہزار بار سوچے گا اور یہی ہماری کامیابی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا۔

''دانش منزل تو محض نام ہے۔ اصل دانش تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو اب تک کنوارہ پھر رہا ہوں''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، انوکھا اور یادگار ایڈونچر

سپیشل اسٹیشن

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

::::: ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے کی کافرستانی حکومت نے ہر حکومتی کوشش کر ڈالی۔ مگر ——؟

::::: ایک ایسا مشن جس کے لئے کافرستان کے انتہائی خطرناک اور گھنے جنگلات میں سے گزرنا لازمی تھا۔

::::: ایسے جنگلات جن میں اب بھی قدیم وحشی قبائل کی حکمرانی تھی اور ان وحشی قبائل کی حدود سے کسی اجنبی کا صحیح سلامت گزر جانا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ پھر ——؟

شاہینہ لارا :: ایک پاکیشائی نژاد ایکریمین لڑکی، جسے عمران، جولیا اور اپنے ساتھیوں کے اعتراض کے باوجود اپنی بیوی بنا کر مشن پر ساتھ لے گیا۔ کیوں ؟

نازیہ :: صالحہ کی دوست جو تنویر کی بیوی بن کر مشن پر ساتھ گئی۔ کیوں اور کس لئے ؟

وہ لمحہ :: جب [illegible] کو کیپٹن شکیل کی بیوی بنا کر پیش کیا گیا۔ تنویر اور جولیا کا کیا رد عمل تھا ——؟

وہ لمحہ :: جب دو کلومیٹر چوڑی دلدل کو جوزف کی وجہ سے پار کر لیا گیا۔ جوزف کا ایسا کارنامہ جس نے عمران کو بھی حیرت زدہ کر دیا۔

وہ لمحہ :: جب جوزف کی صلاحیتیں جنگل میں اپنے عروج پر پہنچ گئیں۔

وہ لمحہ :: جب سپیشل اسٹیشن کے گرد ایک دھات کا کور عمران اور اس کے ساتھی باوجود کوشش کے نہ توڑ سکے اور مشن ناکام ہو گیا۔ کیا واقعی ——؟

وہ لمحہ :: جب عمران کے ساتھیوں نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا مگر عمران ناکام واپسی پر بضد رہا۔ پھر کیا ہوا ——؟

وہ لمحہ :: جب بظاہر ناممکن مشن کو عمران نے اپنی ذہانت سے ممکن بنا دیا اور سب ساتھیوں نے بے اختیار اسے سپر جینیس قرار دے دیا۔

وہ لمحہ :: جب کافرستان کے صدر نے بھی برملا عمران کو سپر جینیس قرار دے دیا۔

انتہائی پراسرار، دلچسپ واقعات، خوفناک جنگلات اور خطرناک دلدلوں میں ناقابل یقین جدوجہد پر مبنی انوکھا اور یادگار ایڈونچر

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob0333-6106573

کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود کا مشترکہ ایڈونچر

خاص نمبر

ہاٹ ورلڈ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ ورلڈ یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم جس کے یہودی سائنس دان خفیہ لیبارٹری میں ایسا ہتھیار تیار کرنے میں مصروف تھے جو پوری دنیا کے مسلم ممالک کو انسانوں سمیت جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا سکتا تھا۔ ایسا خوفناک ہتھیار جس کے سامنے ایٹم بم بھی پھلجھڑی بن کر رہ گیا تھا۔

ہاٹ ورلڈ جس کی خفیہ لیبارٹریاں ایسے علاقے میں ایسے انداز میں تیار کی گئی تھیں کہ انہیں ناقابل تسخیر لیبارٹریاں سمجھا جاسکتا تھا۔

ہاٹ ورلڈ جس کے مقابل مسلم دنیا کے تین عظیم ایجنٹ کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود بیک وقت حرکت میں آگئے اور پھر وہ تینوں اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے اپنے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

کیا واقعی ——؟

ملیکا کرنل فریدی کی ساتھی۔ جس نے اس مشن میں ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کیا کہ کرنل فریدی جیسا ہارڈ سٹون بھی اس کی تحسین کرنے پر مجبور ہو گیا۔

وہ لمحہ جب کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود نے ان ناقابل تسخیر لیبارٹریوں کو تسخیر تو کر لیا لیکن یہ سب کچھ کر لینے کے باوجود وہ صرف ہاتھ ملتے رہ گئے۔ کیوں۔ کیا ہوا تھا۔

وہ لمحہ جب کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود تینوں عظیم کردار باوجود جان توڑ جدوجہد کے مقابل ایجنٹوں کے سامنے بے بس ولاچار نظر آنے لگے۔ کیوں ——؟

کیا کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود ہاٹ ورلڈ کے خلاف کامیاب بھی ہو سکے یا ——؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن، دلچسپ اور یادگار ایڈونچر، اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ایک ایسا ناول جسے صدیوں تک فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اردو جاسوسی ادب میں ایک لازوال اضافہ

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک اور خوفناک ایڈونچر

ماورائی نمبر

مکمل ناول

تاریک وادی

مصنف
صفدر شاہین

☆......تاریک براعظم افریقہ کے ایک آدم خور وحشی نے پاکیشیا کے اٹامک ریسرچ سنٹر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو مارا گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی۔ اور پھر ——؟

☆......ریسرچ لیبارٹری کا اٹینڈنٹ ایک کیپسول چیک کرتے ہوئے فرش پر گرا اور چند لمحوں میں خون اگل اگل کر ہلاک ہوگیا۔ کیوں ——؟

☆......ایکسٹو کے حکم پر صفدر مقتول آدم خور افریقی کے کمرے کی تلاشی لینے گیا تو اسے آدم خور افریقی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ ایک حیرت انگیز حقیقت۔

☆......دانش منزل میں تمام ممبرز کے سامنے عمران نے ایکسٹو سے معاوضہ بڑھانے کا مطالبہ کر دیا۔ ایک دلچسپ سچویشن۔

☆......مکڑالو قبیلے کے آدم خور مقدس روح کے حکم پر ایک مجرم تنظیم کی غلامی کرنے پر مجبور ہوگئے۔ کیوں ——؟

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایڈونچر ناول (تحریر۔ صفدر شاہین)

عمران سیریز میں لافانی، منفرد اور یادگار شاہکار ناول

مکمل ناول

سیکرٹ پلان

☆عمران پراسرار بیماری کا شکار ہوا تو بلیک زیرو نے اس کا علاج کرانے سے انکار کر دیا۔ کیوں ——؟

☆کیا بلیک زیرو ڈمی کی بجائے اصلی ایکسٹو بننا چاہتا تھا ——؟

☆پاکیشیا میں منعقد ہونے والی کانفرنس۔ جس میں مسلم ممالک کے سینکڑوں رہنما شریک تھے اور ایکریمیا نے اس کانفرنس ہال کو بلاسٹ کرنے کا منصوبہ بنالیا۔

☆پاکیشیا آرمی نے کانفرنس کی سیکورٹی کا فول پروف پلان بنایا۔ کانفرنس میں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا، لیکن پھر بھی ایکریمی ایجنٹ کانفرنس ہال تک پہنچ گئے۔ کیسے ——؟

☆جب ایکریمی ایجنٹ کانفرنس ہال میں پہنچے تو کانفرنس کے شرکاء پر کیا گزری؟

☆راسٹر۔ ایک ذہین اور خطرناک سیکرٹ ایجنٹ۔ جو عمران کے خلاف مشن میں سو فیصد کامیاب رہا۔ مگر کیسے ——؟ (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

عمران سیریز میں مصر کی پراسرار اور انوکھی دنیا کا ہارر ایڈونچر

ماورائی نمبر

اقارم

مکمل ناول

اقارم — ایک ایسا شیطان جو فرعون کی دنیا سے تعلق رکھتا تھا۔

اقارم — جس کے شر سے بچنے کے لئے انسانوں اور جنوں نے اسے قابو میں کر کے قید کیا تھا۔

بلیک پرنسز — اقارم کی پانچ کنیزیں۔ جنہیں ایک ہزار سال پہلے جگا دیا گیا تھا۔ کیوں ——؟

بلیک پرنسز — جو وقت سے پہلے جاگنے کی وجہ سے اقارم کو پھر سے زندہ کرنا چاہتی تھیں۔ کیسے ——؟

زارکا — ایک جن زادی۔ جس نے عمران کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔ کیوں؟

زارکا — جس نے عمران پر اس قدر ساحرانہ حملے کئے کہ عمران جیسا انسان بھی بوکھلا کر رہ گیا۔

عمران — جس پر چار زندہ لاشوں نے حملہ کیا۔ مگر ——؟

عمران — جس کی مدد کرنے سے جوزف نے بھی معذرت کر دی۔ کیوں ؟

جوزف — جس پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا لیکن جب وہ رانا ہاؤس پہنچا تو جوانا اس کے سامنے موت بن کر کھڑا تھا۔ کیوں ——؟

جوزف — جس نے اپنی جان بچانے کے لئے جوانا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا

کیا واقعی ——؟

باطلی دنیا — جس کے پانچ خوفناک راستے تھے اور ہر راستے پر موت تھی۔

باطلی دنیا — جہاں جن زادی زارکا، عمران اور جوزف کے ساتھ سیکرٹ سروس کے پانچ ممبران کو لے جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ کیوں ——؟

ڈاکٹر کرسٹائن — جس نے ایک ایسی مخلوق ایجاد کی جو جناتی بھی تھی، انسانی بھی اور شیطانی بھی۔

ڈاکٹر کرسٹائن — جو اس انوکھی مخلوق کو تابع کر کے اقارم کے مدفن تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کیوں؟ کیا وہ بھی اقارم کو قابو کرنا چاہتا تھا۔

عمران — جس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ ایک قبرستان میں پہنچ گیا کیسے؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

جوزف — جس نے ڈاکٹر کرسٹائن کی انتہائی طاقتور اور ناقابلِ شکست مخلوق کو ایک لمحے میں ہلاک کر دیا۔ کیسے ——؟

جوزف — جس نے ماورائی مشن کو بلاشبہ ہارر مشن کا نام دے دیا اور عمران نے اسے واقعی ہارر مشن تسلیم کر لیا۔ کیوں ——؟

کیا عمران اس مدفن تک پہنچ سکا جہاں اقارم موجود تھا۔

ایک دل ہلا دینے والی نئی اور انوکھی جہت۔ (تحریر۔ ظہیر احمد)

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

بلیک ہیڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سپر تھری * یہودیوں کی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو تمام تر اعلیٰ تربیت یافتہ ایجنٹوں پر مشتمل تھی۔

سپر تھری * جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کیلئے پورے ایکریمیا میں قدم قدم پر موت کے جال بچھا دیئے۔

بلیک ہیڈ * جس کے اصل موجد سائنس دان پاکیشیا میں ذہنی توازن کھو چکے تھے مگر۔

بلیک کلب * سیاہ فاموں کا ایک ایسا کلب جہاں ہر لمحے موت ناچتی تھی لیکن جولیا اور صالحہ وہاں پہنچ گئیں اور پھر بلیک کلب بھونچال کی زد میں آ گیا۔ کیسے؟

وہ لمحہ * جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس قدم قدم پر موت سے لڑتے ہوئے ٹارگٹ پر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ انہیں ڈاج دیا گیا ہے۔ ایسا ڈاج جس کا علم انہیں آخری لمحے تک نہ ہو سکا۔ کیا واقعی۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ * جب اصل مشن ایک بوڑھے سائنس دان نے اکیلے مکمل کر لیا اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی۔ کیوں اور کیسے؟

انتہائی دلچسپ ایڈونچر۔ خوفناک جسمانی فائٹ۔ بے پناہ سسپنس

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573